هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوقِنُوْنَ

یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و رحمت

الجاثیہ آیت ۲۰، کنز الایمان

کنز الہدایات

مؤلفہ:

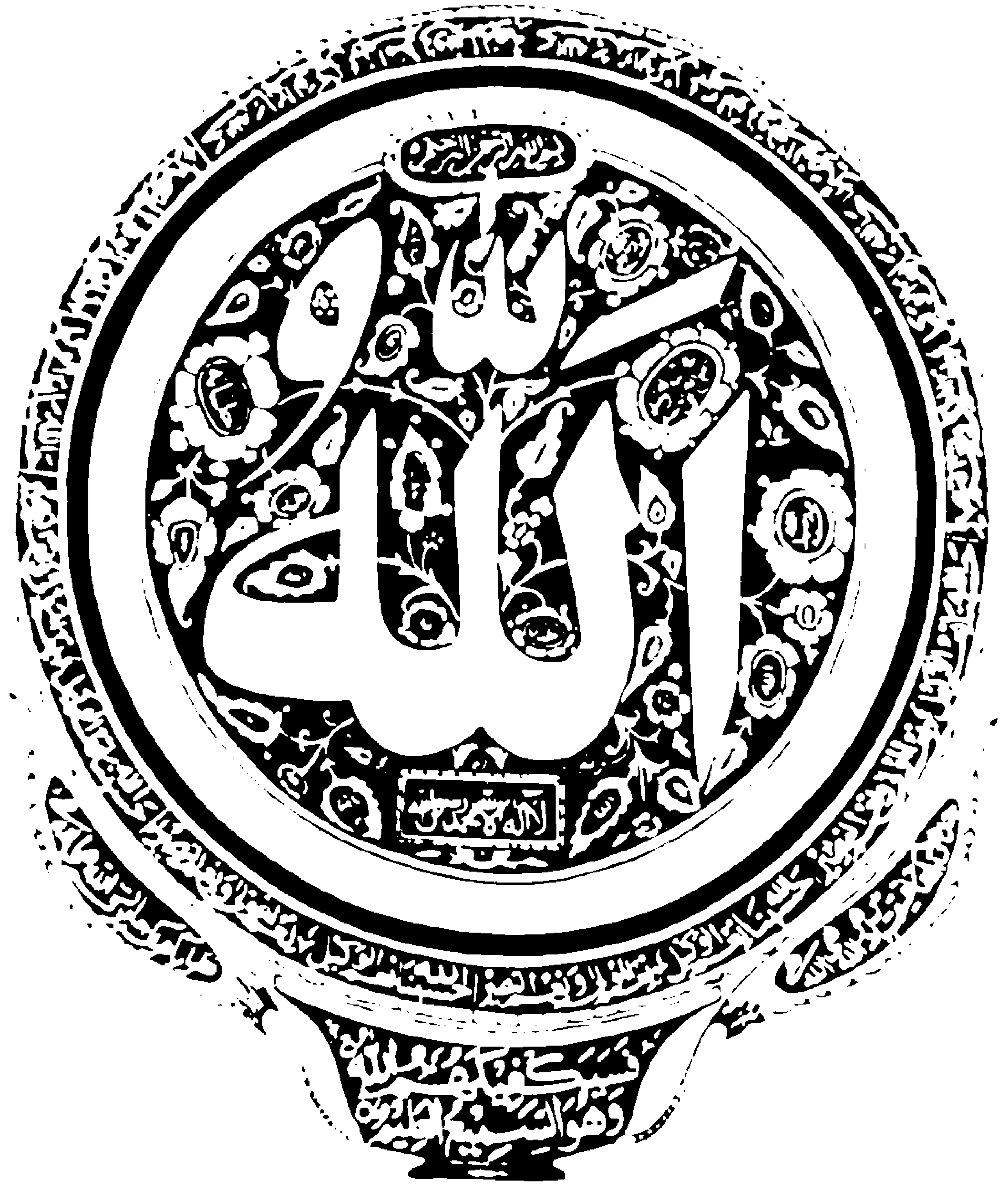
حضرت مولانا شیخ المشائخ خواجہ مفتی محمد باقر بن شرف الدین

لاہوری عباسی حسینی، خلیفہ مجاز عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ



ناشر: شیر ربانی پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی، 21-ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد، لاہور۔



قطعۂ اسمِ ذات جو اعلیٰ حضرت شیرِ ربّانی حضرت
میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مُبارک
سے رقم فرمایا جس سے آپؒ کے عشقِ الٰہی کا بخوبی اندازہ
ہوتا ہے، پتے پتے میں اسم ذات نہایت خوبصورتی سے
واضح کیا گیا ہے۔

هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ الجاثیہ آیت: ۲۰

یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و رحمت کنزالایمان

مکتوبات حضرت امام ربانیؒ و مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم زاد اللہ برکتھما

اور مبداء و معاد کا خلاصہ

کنزالھدایات

مؤلفہ: حضرت مولانا شیخ المشائخ خواجہ مفتی محمد باقر بن شرف الدین

لاہوری عباسی حسینی، خلیفہ مجاز عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ

مترجم: حضرت علامہ مُفتی ظہور احمد جلالی

مرتبہ

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ناشر: شیر ربانی پبلی کیشنز، جامع مسجد قادریہ شیر ربانی

شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی، ۲۱ - ایکڑ سکیم، نیو مزنگ سمن آباد، لاہور۔

سلسلہ اشاعت نمبر (۲۵)

نام کتاب ______ کنز الہدایات

مؤلف ______ حضرت علامہ مفتی محمد باقر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خلیفہ مجاز عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ______ حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی مدظلہ العالی

مرتبہ ______ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

اشاعت اول ______ ستمبر ۲۰۰۳ء

تعداد ______ ۱۰۰۰

ناشر ______ شیر ربانی پبلی کیشنز جامع مسجد قادریہ شیر ربانی

۲۱-۱ ایکڑ سکیم سمن آباد لاہور

ہدیہ ______

کمپوزنگ ______ علی سلمان نیا مزنگ لاہور

پرنٹر ______ امارض پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور

ملنے کا پتہ

شیر ربانی پبلی کیشنز جامع مسجد قادریہ شیر ربانی

شیر ربانی روڈ، شیر ربانی چوک ۲۱-۱ ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد لاہور

الاھداء

بندۂ ناچیز اپنی اس معمولی سی سعی کو استاذ والاساتذ، مخدوم الخادیم محقق گر، مدرس ساز، جلال آمیز مشفق و مربی، ناشر اعظم رضویات مُحسنِ اسلام و مسلمین مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی **محمد عبدالقیوم ہزاروی** رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں ہدیہ نیاز پیش کرنا بہت بڑی سعادت جانتا ہے۔ جو ہر ملاقات میں تبلیغ دین و تدریس علوم اسلامیہ میں ہر لمحہ سرگرم رہنے پر پرزور حکم دیتے رہے۔

۲۰ ستمبر ۲۰۰۲ء کو جامع مسجد و دارالعلوم محمدیہ اہلسنت حاجی پارک مانگا منڈی ضلع لاہور کا سنگ بنیاد رکھا اور نماز عصر کی امامت کے بعد جو خصوصی دُعا بار بار فرمائی وہ یہ تھی۔ جب کے آخری الفاظ ان کی زندگی کا ماحصل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وحُسْنِ عِبَادَتِكَ و خِدْمَةِ دِیْنِكَ

سوئے دریا تحفہ آورم صدف
گر قبول افتد زہے عزو شرف

یکے از تلامذہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ
ظہور احمد جلالی
دارالعلوم محمدیہ اہلسنت مانگا منڈی ضلع لاہور
۲۳ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ بمطابق 20 ستمبر 2003ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

تصوف کے بارے میں آج مختلف آراء پائی جاتی ہیں، آراء کا یہ اختلاف کم وبیش ہر دور میں رہا ہے بعض لوگ ولایت کے سرے سے منکر ہیں اور اس کے وجود اور جواز کو قبول نہیں کرتے بعض کہتے ہیں کہ اولیاء کرام ماضی میں تو ضرور موجود تھے لیکن آج ایسی ہستیاں کہاں مل سکتی ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسری طرف غلو کرتے ہیں ان کے خیال میں اولیاء انبیاء کی طرح معصوم اور غیب دان ہوتے ہیں وہ جو کہہ دیں وہ ہو کر رہتا ہے اور جب ایسی صفات زندہ اولیاء میں نہیں پاتے تو ولایت سے ہی انکار کردیتے ہیں اسی طرح ایسے افراد بھی ملیں گے جو کفر واسلام میں فرق نہیں کرپاتے اور جاہل بلکہ فاتر العقل اشخاص کو ولی سمجھ کر انکے پیچھے لگے رہتے ہیں ایسے اہل علم بھی ملیں گے جو علوم ظاہری پر اکتفاء کرتے ہیں اور طریقت کو ضروری نہیں سمجھتے۔ تصوف کے متعلق آراء میں افراط وتفریط پائی جاتی ہے یعنی بعض لوگ اولیاء اللہ کے حقوق وآداب میں کمی کرتے ہیں اور بعض ان کی پرستش کی حدتک چلے جاتے ہیں۔

جس طرح انسان میں ظاہری کمالات ہوتے ہیں مثلاً اعتقادات صحیحہ اور اعمال صالح اسی طرح اس میں باطنی کمالات بھی ہوتے ہیں صحیحین کی ایک متفق علیہ حدیث جس کے راوی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس ضمن میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ایک اجنبی شخص رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بالکل سامنے روبرو بیٹھ گیا اس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، کلمہءشہادت، نماز، زکوٰۃ، ماہ رمضان کے روزے اور حج بشرطِ استطاعت اس اجنبی نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا، ہم سب نے تعجب کیا خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے پھر اس نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اللہ اور اس کے ملائکہ، اس کی کتاب، اسکے رسول اور یوم آخرت پر ایمان اور یہ کہ خیر وشر تقدیر الٰہی سے ہے اس اجنبی نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا، پھر پوچھا احسان کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اللہ کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے دیکھ نہیں رہا تو جان کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اس نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا پھر اس نے قیامت کی نشانیاں دریافت کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتادیا جب وہ اجنبی چلا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا وہ جبرائیل تھے جو سوال وجواب کے ذریعے تمہارا دین تمہیں سکھانے آئے تھے

بس معلوم ہوا اعتقادات صحیحہ اور ایمان صالح کے ساتھ ایک اور چیز ہے جسے احسان کہتے ہیں اور یہی تصوف ہے۔ صوفی محبت الٰہی اور مشاہدہ محبوبِ حقیقی میں مستغرق رہتا ہے اور اس پر ایسی حالت آجاتی ہے کہ وہ انوارِ ذات کے جلوے دیکھتا ہے وہ اس حال میں آجاتا ہے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہے، اس حالت سے قبل بے تکلف اپنے آپ کو اس حال میں رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے بالآخر اس حالت میں آجاتا ہے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، قرآن کریم میں اہل احسان کے بارے میں آتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن   بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کو پسند کرتا ہے

کسی حکم کی محض بجا آوری کو اطاعت کہتے ہیں لیکن اطاعت سے آگے احسان کا درجہ ہے یعنی اس حکم کی بجا آوری میں دل و جان کی تمام صلاحیتوں کو لگا دینا احسان ہے یہ اطاعت سے اگلا قدم ہے اطاعت کے لیے تقویٰ اور خوف کافی ہے جبکہ احسان کے لیے محبت اور گہرے قلبی تعلق کا ہونا ضروری ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا بدن درست ہو جاتا ہے، اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے، اور وہ دل ہے۔ صوفیا نے اسی اصلاح قلب کو فنائے قلب کا نام دیا ہے یعنی دل سے خواہشات اور رذائل کو نکال دیا جائے تو وہ گویا محبت الٰہی میں فانی ہو گیا اور جب نفس امارہ نے سرکشی ترک کر دی تو نتیجتاً سارا بدن مطیع ہو گیا۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں قلب کی ماہیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دل سے مراد گوشت کا ٹکڑا نہیں کیونکہ وہ تو جانوروں میں بھی ہوتا ہے بلکہ یہ دراصل حقیقتِ انسان ہے اور وہ اللہ کی معرفت کا محل ہے دل ایک روشن آئینہ ہے جو برے اخلاق سے سیاہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مشاہدے کے قابل نہیں رہتا اور قیامت کے دن دیدار الٰہی سے محروم رہتا ہے اگر روشن ہو تو تمام عالم اس کے ذریعے دکھائی دیتا ہے۔

کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْ یَکْسِبُوْنَ   ان کے دلوں پر اپنے اعمال کی بناء پر زنگ پڑ گیا ہے

جب دل صاف ہوگا اور خواہشات نفس سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہ جائے گا تو عالم روحانی کی طرف دل کا دروازہ کھل جائے گا وہ محض خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں بھی فرشتوں کی ارواح، زمین آسمان کے ملکوت و عجیب و غریب تجلیات دیکھے گا۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم تمام غیر صحابہ سے افضل ہیں حالانکہ علم و عمل میں غیر صحابہ نے بھی کمال حاصل کیا مگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر کوئی اللہ کے راستے میں احد پہاڑ کے برابر بھی خرچ کرے تو وہ ایک صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا جس نے نیم صاع خرچ کیا ہو (صاع 3.5 سیر) اس فضیلت کا سبب صرف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا باطن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سے منور ہو چکا تھا کہ اولیاء امت نے چند اپنے مشائخ سے حاصل کی جو درجہ بدرجہ اپنے

مشائخ کی محبت اور دیدار کے انوار سے منور ہوتے رہے ظاہر ہے کہ جو فرق حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پیران عظام رحمھم اللہ میں تھا وہی فرق صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور اولیائے عظام رحمھم اللہ میں ہوا پس ثابت ہوا کہ کمالات باطنی اپنی جگہ حقیقت ہیں اور ان میں بے شمار درجات ہیں۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ کا فرمان ہے، اگر بندہ میری طرف ایک قدم نزدیک آتا ہے تو میں ایک گز اس کے قریب آتا ہوں اگر وہ ایک گز آئے تو میں دس گز آتا ہوں اور پھر فرمایا بندہ یہ نزدیکی عبادتِ نافلہ سے حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے دوست بنا لیتا ہوں اور جب میں دوست بنالیتا ہوں تو میں اس کی آنکھ، اس کے کان اور قدرت خود بن جاتا ہوں۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اولیا، اللہ کی ایک کثیر تعداد جن پر کذب بیانی کی تہمت لگانا ممکن نہیں کیونکہ وہ انتہائی متقی لوگ تھے انہوں نے زبان وقلم سے اعتراف کیا کہ اولیاء کی صحبت کی وجہ سے ان کے باطن میں ایسی حالت پیدا ہوگئی جو اس سے قبل علم و عبادات کے باوجود پیدا نہیں ہوئی تھی۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم　　　　تا غلام شمس تبریزے نہ شد

بعض لوگ خرق عادات اور کرامات کو بھی اثبات ولایت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں اہل اللہ کے نزدیک یہ دلیل ضعیف ہے تاہم اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے اگر تقویٰ اور اتباع سنت وشریعت موجود ہو تو پھر کرامات کو جادو سحر وغیرہ نہیں بلکہ حق سمجھنا چاہیے اس صورت میں وہ کمال پر دلالت کرتی ہیں اور عظمت حق کو اجاگر کرنے والی ہوتی ہیں صوفیاء کے نزدیک تصوف وشریعت لازم وملزوم ہیں اس سلسلے میں حضرت مرغنی کا قول ہے کہ شریعت جڑ ہے طریقت تنا وشاخیں جبکہ حقیقت پھل، پھل شاخ اور شاخ جڑ کے بغیر نہیں ہوسکتی جو شخص صرف جڑ سے چمٹا رہتا ہے اور طریقت کی طرف نہیں آتا وہ بدعمل ہے اور جو طریقت کی طرف آتا ہے مگر شریعت پر کاربند نہیں رہتا وہ زندیق ہے۔

حضرت امام مالکؒ کا قول ہے جس نے علم ظاہر حاصل کیا مگر علم باطن حاصل نہیں کیا اس نے فسق کیا جو صوفی بنا مگر علم حاصل نہیں کیا وہ زندیق ہوا جس نے دونوں کو جمع کیا وہ دونوں کو پا گیا۔

حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ نے فرمایا شریعت، علم وعمل اور اخلاص کا نام ہے اور طریقت اخلاص پیدا کرنے میں شریعت کی تابع ہے لہٰذا طریقت ہو یا حقیقتِ معرفت سب ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع اور خادم ہیں اور تعلیمات مجددیہ شریعت وتصوف کا عظیم خزینہ ہیں اور مکتوباتِ امام ربانی شریعت وتصوف کی تعلیمات کا عظیم شاہکار ہیں آپ کے گرامی قدر صاحبزادگان بالخصوص حضرت عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی علیہ الرحمۃ کا تبحر علمی اور مکتوباتِ معصومیہ محتاجِ تعارف نہیں

جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی (البینات) شرح مکتوبات امام ربانی (شارح ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمہ) کے مقدمہ کے صفحہ نمبر 50 پر رقم طراز ہیں کہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ اور مکتوبات معصومیہ دونوں کا مدرسہ سرہند میں درس دیا جاتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ کے بعض بزرگ خلفاء بھی مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا درس دیتے تھے ان میں چند نمایاں نام حسب ذیل ہیں۔

آپ کے نامور خلیفہ مفتی محمد باقر لاہوری قدس سرہ (ف حدود 1090ھ) جو عالم، مفسر اور لاہور کے مفتی بھی تھے (آپ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے خلفاء میں بہت بلند مرتبہ کی مالک شخصیت تھے)۔

آپ نے انہیں خلافت صرف اور صرف اورنگ زیب کے تعلیم وتربیت کے لیے دی تھی اور موصوف مرکز میں اورنگ زیب کے ساتھ رہ کر احیائے دین اور ترویج شریعت کے لیے کوشاں رہتے تھے اور اس سلسلے میں بادشاہ کی حمایت حاصل کر کے تقویت دین متین کا باعث بنے تھے آپ کی تالیفات میں منتہی الایجاز کشف الاعجاز 1101ھ تفسیر قرآن مجید بزبان عربی حاشیہ قرآن کریم، شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، دام حق (خلاصہ کیدانی کو فارسی نظم میں ڈھالا) اور کنز الھدایات قابل ذکر ہیں آپ کو اورنگ زیب نے لاہور کا مفتی مقرر کیا تھا (مقامات معصومی 455,452 مع تالیقات محقق) حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے مکتوبات کو بخوبی سمجھتے تھے اور ان کے مطالب پر عبور کامل رکھتے تھے اسی لئے حضرت خواجہ سیف الدین نے انہیں اس امر کی دعوت دی کہ تم طالبوں کو مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی فہم وتفہیم کے سلسلے میں راہ نمائی اور مدد فرمایا کرو۔

چوں شمار در مکتوبات معارف آنحضرت رضی اللہ عنہ، مہارت تمام است آنچہ از ضروریات ایں راہ ست بہ طالبان صادق رہنمونی می نمودہ باشند

مفتی محمد باقر لاہوری علیہ الرحمہ اس حوزہ علمیہ کی پہلی بزرگ شخصیت ہیں جنہوں نے مکتوبات امام ربانی علیہ الرحمہ کے مطالب کی وضاحت کے لئے کتابی صورت میں بھی کاوش کی اور 1089ھ کو کنز الھدایات کے نام سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، مکتوبات معصومیہ اور رسالہ مبداء معاد کی موضوعی ترتیب سے یکجا کیا خود توضیح فرماتے ہیں۔

امابعد می گوید اضعف عباد اللہ المعین محمد باقر بن شرف الدین لاہوری

العباسی الحسینی عفی عنہما کہ چوں مراتب حصول سلوک وحقائق وخصائص حضرت

امام ہمام۔۔۔۔مجدد الالف الثانی۔۔۔۔۔در مکتوبات۔۔۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی۔۔۔۔۔وحضرت پیر دستگیر قطب الانام۔۔۔۔(حضرت خواجہ [illegible]) ترتیب ایں مراتب در انجا ملحوظ نہ بخاطر

ایں فدوی ریخت کہ رسالہ مبداء و معاد و دفاتر ستہ مکاتیب حضرت مجدد الف ثانی و حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) را رضی اللہ تعالیٰ عنہما در نظر داشتہ ایں لآ لی منثورہ را منتظم سازد ۔۔۔۔۔۔۔ فی الحادی و العشرین من شوال سنۃ الف و ثمانین من الھجرۃ المبارکہ ۔۔۔۔ اتممت تالیفہ فی تاسع ذی القعد من العام المذکورہ اتماماً ۔۔۔۔۔ و بعد از اتمام بعضی خصائص در خاتمہ ذکر یافتہ ۔۔۔۔ ایں فقیر التزام کردہ کہ عبارات اصل را بعینہا تبرّ کاً ایراد نماید مگر در بعضی مواضع کہ بجہت بعضی حکم بہ تغییر یسیر آوردہ ۔۔۔۔ لفظ فائدہ بجای فصل اختیار نمودہ ۔۔۔۔ و در اثنائی تالیف بارہا خوش وقتی حضرت مجدد الف ثانی و حضرت ایشاں رضی اللہ عنہما در باب ایں تالیف پرتو انداختہ و اتحادِ خاص بجناب آنحضرت و نسبتی خاص در خود یافتہ و توفیق و امداد از آں جناب معلوم ساختہ

حوالہ محمد باقر مفتی لاہوری۔ کنز الہدایات مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری، امرتسر 1335ھ (آغاز)

محترم حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت مفتی محمد باقر لاہوری علیہ الرحمہ خلیفہ اجل حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی علیہ الرحمہ کی عظیم شاہکار تالیف کنز الھدایات فی کشف الدرایات والنھایات کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کر کے اہل سنت و جماعت پر احسان عظیم کیا ہے آپ نے ترجمہ میں اصل متن کی روح علمی مقام کو قائم رکھنے کی کوشش کی ہے اور ترجمہ مترجم موصوف کی تبحر علمی اور علمی تحقیق کا منہ بولتا ثبوت ہے اور تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد اس کتاب کو پھر سے نئی زندگی ملی ہے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے تحریری سرمایہ کی گراں قدر علمی خدمت سرانجام دی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مفتی صاحب موصوف کی اس دینی و علمی خدمت کو قبول فرمائے اور اس کار خیر کی احسن جزاء عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

محررہ 4 ستمبر بروز بدھ 2002 بمطابق 25 جمادی الثانی 1423ھ

دیباچہءِ کتاب

حمد بے حساب اور شکر بے قیاس اس منعم حقیقی کے لئے جس نے سُنَّتِ سَنِیۂ مُحَمَّدِیَّہ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَفْضَلَ الصَّلَوٰاتِ وَالتَّحِیَّاتُ کی حضرت مجدّد الف ثانی رَوَّحَہَ اللہ سبحانہ رُوْحَہٗ و اَفَاضَ عَلَیْنَا فُتُوحَہٗ کے طریقہء عجیبہ سے تجدید فرمائی۔ پہلے بزرگوں کی نسبت کو اسی تازگی سے پچھلوں میں جلوہ گر فرمایا۔ بے شمار درود قافلہ کے سالار پر نثار ہوں جو اپنی غیب کی ترجمان زبان پر عُلَمَاءِ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیل کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی مثل ہیں۔ کے مبارک الفاظ لائے اس نفیس حدیث شریف میں گویا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے وجود فائض الجود کی طرف اشارہ ہے۔ درود وسلام آپ کی آل واصحاب پر ہو۔ جو کوئی ولی بھی کسی صحابی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ بعد والے اولیاء کا پہاڑ برابر سونا خرچ کرنا ان کے ایک سیر جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ مددگار کے بندوں میں سے ضعیف ترین آدمی محمد باقر شرف الدین لاہوری عباسی حسینی اللہ تعالیٰ انہیں عافیت بخشے، کہتا ہے کہ حضرت امام ہمام تمام لوگوں کے ھَادِیْ، حُجَّۃُ الْاِسْلَام، تمام خواص وعوام کے غوث، قِبْلَۃُ الْمُحَقِّقِیْن، قُدْوَۃُ الْمُدَقِّقِیْن، تعریف کرنے والوں کی تعریف سے برتر وبے نیاز، آیات متشابہات کی باریکیوں کو کھولنے والے، حروفِ مقطعات کے رموز سے آگاہ، قرآنی اسرار کے محرم، محبوب صمدانی حضرت مجدد الف ثانی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کے ہمنام جس نام کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری دی، کے سلوک کے مراتب اور حقائق وخصائص کی اس طریقہ ترتیب سے جس طرح حضرت قطب الاقطاب، شیخ الشیوخ والشباب، برہان الاولیاء، مستند الاصفیاء، غیاث الاتقیاء، مفخر العرفاء، قیوم حقانی جو اس دارِ فانی سے اسم با مسمّٰی بن کر گناہوں کی آلودگی سے پاک بحفاظت تشریف لے گئے۔ یعنی میرے شیخ وامام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ جو طلاب کو راہ سلوک پر چلانے کے لئے جہان اور اہل جہان کے لئے فیض بخش تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت شیخ خواجہ محمد معصوم قَدَّسَنَا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی کے مکتوبات قدسی آیات میں یہ مراتب باترتیب مذکور نہ تھے۔ اور اس ترتیب کا وہاں لحاظ نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے اس فدوی کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ رسالہ مقدسہ مبداء ومعاد اور مکتوبات امام ربانی ومکتوبات حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ہر چھ دفاتر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان بکھرے ہوئے موتیوں کو جمع کر کے اور ان حضرات کے خاص مراتبِ سلوک وتسلیک کو ترتیب وار تحریر میں لائے۔

فَالدُّرُ یَزْدَادُ حُسْناً وَ هُوَ مُنْتَظِمٌ وَلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْراً غَیْرَ مُنْتَظِمِ (بردہ شریف)

یعنی قیمتی موتی جو ہار میں ہوں تو ان کا حسن دوبالا ہوجاتا ہے۔ گو کہ لڑی میں نہ ہونے کی وجہ سے ان کی چمک دمک اور قدر وقیمت میں کوئی کمی نہیں آتی۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا النَّیِّرَیْن سے انوار حاصل کرنے

والے بنایا۔تو میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے 21 شوال ۱۰۸۰ھ کو یہ کام شروع کیا اور اسی سال ۹ ذیقعد کو کئی دن ناغہ ہو جانے کے باوجود مکمل کرلیا۔ان مراتب کی ترتیب کے بعد خاتمہ میں بعض خصائص کا ذکر ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ایسی انمول چیز بن گئی ہے جو عقلمندوں کو خوش کرتی ہے اور اذکیاء کے ذھنوں نے اس بارے میں مجھ سے سبقت نہیں کی۔ باوجودیکہ کئی اصحاب طریقت اس کوشش میں تھے کہ مکاتیب گرامیہ کو اپنی عبارت میں بطور اختصار مرتب کریں۔مگر اس فقیر نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ مقدس عبارت حصولِ برکت کے لئے بعینہٖ نقل کروں۔لیکن کچھ مقامات پر بعض حکمتوں کی بناء پر معمولی تغیر واقع ہوا ہے۔ وہ بھی ان معانی میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی روح پر فتوح کی اجازت اور آنجناب کی رضا کا مشاہدہ کر لینے کے بعد۔اور ہر نکتہ کو خوب تلاش وجستجو سے کئی مقامات سے اخذ کیا ہے اور ہر مقام میں قدر ضرورت پر ہی اکتفا کیا ہے۔اس کے باوجود یہ رسالہ عظیم وبلند نکات، غریب تدقیقات، موزوں ترتیب اور عمدہ ترکیب پر مشتمل ہے۔اور ہر مرتبہ تصوف ذکر کرنے سے قبل باب کی جگہ لفظ ھدایت ذکر کیا گیا ہے۔اس مرتبہ کے بعض لوازمات ومتعلقات کے ذکر کے لئے فصل کی بجائے لفظ فائدہ اختیار کیا ہے۔یہ رسالہ بیس ہدایات ایک خاتمہ اور ایک مسکۃ الختام پر مرتب کیا ہے اسی لئے اس کا نام رکھا۔

کَنزُ الْھِدَایات فی کشف الدرایات والنھایات۔

دورانِ تالیف کئی مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقٰی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہما کی طرف سے اس تالیف کے سلسلہ میں توجہ فرمائی گئی آنجناب کے ساتھ اتحادِ خاص اور نسبتِ خاص محسوس کی اور حضرت عروۃ الوثقٰی علیہ الرحمۃ کی طرف سے توفیق وامداد معلوم ہوئی۔اور اتمام رسالہ پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خواب میں زیارت سے مشرف ہوا۔ اس لئے قبولیت ومہربانی کی امید ہوئی۔اس قبولیت کی تصدیق حضرت مخدوم زادہ ،ارشاد وسادہ، صاحب اسرار علیہ، قاسم انوار سنیہ، مرکز دائرۂ افاضت و ھدایت، بحر مواج عقل ودرایت

1- سراپا ظاہرش روح ست وجان ست — مپرس از باطنش کان بے نشان ست

2- زبان در وصف شرح او بود لال — قلم در ذکر مدحش بے زبان ست

3- عنایاتِ کہ دارد در حق من — سر ہر موئے من در شکر آن ست

1- جن کا ظاہر تو سراسر روح اور جان ہے ان کے باطن کے متعلق کچھ نہ پوچھیں وہ تو بے نشان ہے۔

2- آپ کے اوصاف بیان کرنے سے زبان گنگ اور قلم آپ کی مدح بیان کرنے سے بے زبان ہے۔

3- میرے حق میں وہ جو عنایات رکھتے ہیں میرا ہر ہر بال اس کے شکر میں مصروف ہے۔

آپ (خواجہ محمد سیف الدین قدس سرہ) ہمیشہ اپنے نام کی طرح اعداء دین پر تلوار بن کر برستے رہیں۔

یَرْحَمُ اللہُ عَبْدًا قَالَ اٰمِیْنًا اللہ تعالیٰ آمین کہنے والوں پر رحمت فرمائے۔کی بارگاہ میں قبولیت جانتا ہے

والصلوٰۃ والسلام علیٰ من ختم بہ الرسالۃ وفی کل امر الیہ الحوالۃ وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ جمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات۔ (آمین)

ھدایت اوّل

اس چیز کے بیان میں جس کا جاننا مرشد و طالب دونوں کے لئے ضروری ہے۔

فائدہ نمبر ۱ — استخارہ و توبہ کے بیان میں

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ جب طالب راہِ سلوک شیخ کی خدمت میں حاضر ہو تو شیخ اسے استخارہ کرنے کا حکم دے۔ طالب تین یا سات مرتبہ استخارہ کرے۔ اگر کوئی تذبذب واقع نہ ہو تو شیخ اسے کام میں لگا دے۔

فائدہ نمبر ۲ — استخارہ کا بدل

مؤلف رسالہ شیخ محمد باقر قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شیخ کامل و مکمّل کے دل کا طالب کی طرف متوجہ ہونا بھی استخارہ کے قائم مقام ہے۔ مگر استخارہ بھی ہو جائے تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے۔

فائدہ نمبر ۳ — توبہ کا طریقہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔ شیخ پہلے اسے توبہ کا طریقہ بتائے اور حصولِ توبہ میں اجمالی مقدار پر اکتفا کرے۔ اور اس کی تفصیل کو مرورِ زمانہ کے حوالے کر دے۔ کیونکہ اس زمانہ میں ہمتیں پست ہو چکی ہیں اور تفصیلی توبہ کی تکلیف کے لئے ایک مدت درکار ہے۔ جس کے حصول میں سستی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد طالب کی استعداد اور حال کے مطابق ذکر و طریقہ تلقین کرے۔ اس کے کام میں توجہ فرمائے اور راستے کے آداب و شرائط کو طالب کے سامنے بیان کرے۔ اور اِتباعِ کتاب و سنّت کی ترغیب دے۔ اور اسے بتائے کہ اِتباعِ کتاب و سنّت کے بغیر مطلوب تک رسائی محال ہے۔ اور اس سے بھی آگاہ کرے کہ جو کشف و واقعات بال برابر بھی کتاب و سنت کے خلاف ہوں وہ قابلِ اعتبار نہیں۔

فائدہ نمبر ۴ — طریقہ مجددیہ میں آغاز اسم ذات سے ہوتا ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۳]۔ جاننا چاہیے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسائل میں کتنی ہی جگہ لکھا ہے کہ شیخ مرید کو اس کے حال اور استعداد کے مطابق طریقہ ذکر تلقین کرے۔ لیکن آپ کا اپنا طریقہ کار یہی ہے کہ اسم ذات کی تعلیم تمام طلاب کے لئے مقدم ہے اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے وہ مراتبِ سیر کی ابتداء کے وقت تھا اور ولایت جذبہ سے مربوط تھی راہ سلوک میں مرید کے حال کی رعایت اور اس کی استعداد

---

[۱] مبدء معاد [۲] مبدء معاد [۳] [illegible]

کے مطابق ذکرِ طریقت کی تعلیم اس کے سلوک کی آسانی کے لئے کافی ہے۔ مثلاً اگر اس کی استعداد جذبہ کے مناسب ہو تو جذبہ کے مطابق تعلیم کرے۔ تا کہ اس کے سلوک میں خلل واقع نہ ہو۔

اور جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مدارج ولایت سے کمالاتِ نبوت میں بطور وراثت عروج فرمایا تو دائرہ جذبہ وسلوک سے بلندی واقع ہوئی۔

کمالاتِ نبوت تعلیم طریقہ سے مربوط نہیں ہیں۔ بلکہ اس مقام پر سالک کی ترقی محض شیخ کی صحبت، محبت اور رعایت آداب سے ہوتی ہے جب کہ اِتباعِ شریعتِ علیہ وسنّت سنیہ علیٰ صاحبھا الصلاۃ والسلام والتحیہ بھی حاصل ہو۔

اس جگہ تعلیم ذکر صرف طالب کی تسلی کے لئے ہے ذکر اگرچہ مفید ہے مگر اس پر وصل الٰہی کا دارومدار نہیں ہے۔

<u>فائدہ نمبر ۵</u>   <u>طریقہ نقشبندیہ قریب ترین طریقہ ہے</u>

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ واضح ہو کہ اقرب، اسبق، اوفق، اوثق، اسلم، احکم، اصدق، اولیٰ، اعلیٰ، اجل، ارفع، اکمل، اور اجمل طریقہ علیہ طریقہ نقشبندیہ ہے۔ **قَدَّسَ اللّٰہُ تعالیٰ اَرْوَاحَ اَھَالِیھا و اَسْرَارَ مَوَالِیھَا** اس طریقہ مبارکہ کی یہ تمام تر رفعت اور ان بزرگوں کی یہ علوِ منزلت سنت سنیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والتحیہ کی متابعت کی وجہ سے ہے۔ اور بدعت نامرضیہ (سیئہ) سے اجتناب کے باعث ہے۔ یہ وہ بزرگ ہیں کہ ان کے کام کی انتہاء صحابہ کرام علیھم الرضوان من الملک المنان کی طرح ابتداء میں درج ہے۔ اور ان کے حضور وآگاہی کو دوام حاصل ہے۔ اور درجہ کمال کو پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی دوسروں کی آگاہی سے فوقیت لے گئی ہے۔

<u>فائدہ نمبر ۶</u>   <u>اخذ طریقہ کے متعلق سوال کا جواب</u>

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔

سوال۔ آپ نے پوچھا تھا کہ بعض لوگ (خواتین وحضرات) آتے ہیں اور طلب طریقہ ظاہر کرتے ہیں جبکہ کھانے، پینے اور لباس میں سود سے حاصل شدہ مال سے پرہیز نہیں کرتے۔ عذر میں کہتے ہیں کہ ہم حیلہ شرعیہ کر لیتے ہیں۔ تا کہ حرمت نہ رہے ان کو تعلیم طریقہ میں کیا حکم ہے؟

جواب۔ ان کو طریقہ بتائیں اور حرام سے اجتناب کی ترغیب بھی دیں ممکن ہے کہ طریقہ مبارکہ کی برکت سے ان مشتبہ اشیاء سے بچ جائیں۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر [illegible]

فائدہ نمبر ۷ — مستورات کی بیعت کا طریقہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔

سوال۔ بعض عورتیں بھی طریقہ اخذ کرنے کی درخواست کرتی ہیں؟

جواب۔ اگر وہ عورتیں محرم ہیں تو طریقہ بتانے میں کیا حرج ہے اگر غیر محرم ہیں تو پردہ میں بیٹھ کر طریقہ حاصل کریں۔

فائدہ نمبر ۸ — مریدین کے لئے اوراد و وظائف

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔ طالبانِ طریقت کو وظائف و اذکار میں سرگرم رکھیں۔ خدمات بجالانے اور رعایتِ آداب کی ترغیب دیں۔ فارغ نہ چھوڑیں امید ہے کہ بزرگوں کی نسبتِ خاص سے بہرہ یاب ہوں گے۔ مقصود حصول نسبت ہے۔ اس کے حصول کا علم ہونا یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ اگر علم بخش دیں تو فبھا ورنہ کوئی غم نہیں۔

نسبت جس قدر دیر سے اور دقت سے حاصل ہوگی۔ اتنی ہی اس کی قدر و منزلت زیادہ ہوگی۔ اور جو چیز آسانی اور جلدی سے ہاتھ لگتی ہے۔ اس کی اتنی قدر و منزلت نہیں ہوتی۔ عجلت سے کام لینے والا ابوالھوس ہے۔ طالب نہیں ہے۔ اور نہ ہی لائق صحبت ہے۔ لوگ اس کمینی دنیا کے حصول کے لئے کیا کیا تکلیفیں برداشت نہیں کرتے۔ حالانکہ طلب حق زیادہ ضروری ہے بزرگان دین نے اس کی طلب میں بہت بڑی ریاضتیں کیں اور عمریں بسر کردیں۔

اوحدی شصت سال سختی دید   تا شبے روئے نیک بختی دید

اوحدی نے ساٹھ سال سختی برداشت کی تب جا کر ایک رات نیک بختی کا چہرہ دیکھا۔

فائدہ نمبر ۹ — جلد اثر ظاہر نہ ہونا استعداد کے نقصان کی دلیل نہیں ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۳]۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اثر قبول کرنے میں تاخیر نقصانِ استعداد کی علامت نہیں ہے۔ کئی لوگ کامل الاستعداد ہونے کے باوجود اس مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۰ — اس زمانہ کے طالبین

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۴]۔

سوال۔ آپ نے حرص اور طالبوں کی عدم استقامت کی شکایت لکھی تھی اور ان لوگوں کو تلقین سے اظہار افسوس کیا تھا؟

جواب۔ میرے مخدوم، اس زمانہ کے اکثر طلباء طریقت کا یہی حال ہے۔ طلب صادق اور طالب کے استخارہ اور انشراح صدر

۱۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۵۶، ۲۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۲۷

۳۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول [illegible] ۴۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۱۸

حاصل ہونے کے بعد طریقہ تلقین کرنا چاہیے۔اس کے بعد بھی اگر کوئی بے استقامتی اور روگردانی ظاہر ہو تو کہہ دیجیئے کہ اس میں اسی کا نقصان ہے۔

فائدہ نمبر ۱۱ — شیخ کے لئے ضروری امر

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ پیر کو چاہیے کہ مریدوں کے سامنے اپنے آپ کو آراستہ رکھے اور عام میل جول کا دروازہ ان پر نہ کھولے تا کہ شیخ کی ہیبت ان کے دل میں بیٹھ جائے۔ اگر یہ جاگزین ہو گئی تو مرید کی عقیدت و ترقی اور تربیت کا سبب بنے گی۔

فائدہ نمبر ۱۲ — جہد مسلسل

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔ آپ نے لکھا تھا حکم کے مطابق طالبین کے مجمع کو ایک گونہ مشغول رکھتا ہوں۔ کوئی شخص بھی اثر قبول کئے بغیر نہیں رہتا حتیٰ کہ اکثر تو پہلی ہی توجہ سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

حَمِدَ اللہَ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجالائیں اور خود بینی و خود پسندی سے ڈریں۔ اور اپنے قصور کا اعتراف کرتے رہیں۔ طالبین کے حال پر توجہ اور ان کے احوال کی جستجو میں تساہل نہ کریں۔ کیونکہ یہ بہت بلند عبادت سے ہے۔ اس کام سے فرصت اور ان کے حق کی ادائیگی کے بعد بقدر طاقت دیگر طاعات مثلاً درس و تدریس اور ذکر و فکر میں مشغول رہیں۔ آپ نے یہ سنا ہوگا۔

اِنَّ اَحَبَّ عِبَادِ اللہِ اِلَی اللہِ مَنْ حَبَّبَ اللہَ اِلٰی عِبَادِہٖ — بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے بندوں کے دلوں میں ڈالے۔

فائدہ نمبر ۱۳ — شیخ کی خدمت میں حاضری اور علم نسبت میں مددگار ہے

حضرت شیخ محمد باقر قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں پہلی مرتبہ دارالارشاد سرہند شریف پہنچا اور حضرت پیر دستگیر شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی قدمبوسی سے مشرف ہوا تو حضرت اقدس نے استفسار فرمایا کہ تعلیم کی پابندی کرتے ہو؟ فقیر نے عرض کی جب سے شغل باطن کو اختیار کیا ہے اس وقت سے ظاہری تعلیم و تعلم کی پابندی اس قدر نہیں رہی۔

دوسری حاضری پر خلوت میں اس سوال کا اعادہ فرمایا تو ناچیز نے عرض کیا مطالعہ علم ظاہر میں استغراق کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہیں رہتی اور یہ دونوں جمع نہیں ہوتے۔ حضرت نے فرمایا بلا روک ٹوک کہو۔ علم ظاہر میں مشغولیت ہماری نسبت میں

---

[۱] مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۸ [۲] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۱

میں مددگار ہے۔اس وقت سے اس فقیر کو دوسری توفیق بھی مل گئی۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ.**

فائدہ نمبر۱۴ **ترتبِ اثرات پر اظہارِ مسرت**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1] صبح وظہر کے وقت حلقہ کی پابندی اور مغرب کے بعد احباب کی طرف توجہ کا طریقہ اور مجلس کی گرمی توجہات کی تاثیر، ظہورِ آثار اور ترقیاتِ عظیمہ کے متعلق لکھا تھا۔ بہت زیادہ مسرت ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ اِخْوَانَنَا فِی الدِّیْنِ اے اللہ ہمارے دینی بھائیوں میں اضافہ فرما۔

اس جلیل القدر کام میں زیادہ سے زیادہ پابندی کرنی چاہیے اور تصحیح نیت میں جان سے کوشاں رہنا چاہیے۔ ہمیشہ التجاؤ تضرع کرتے رہنا چاہیے۔

فائدہ نمبر۱۵ **وصول رابطہء شیخ پر موقوف ہے**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ ہمارے طریقہ میں درجہء کمال تک رسائی شیخ مقتدا سے رابطہء محبت کے ساتھ وابستہ ہے۔ طالب صادق، شیخ سے محبت کی وجہ سے شیخ کے باطن سے فیوض وبرکات اخذ کرتا ہے اور معنوی مناسبت کے ذریعے لحہ بہ لحہ اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

صوفیاء کرام بیان فرماتے ہیں کہ فنافی الشیخ فنائے حقیقی کا مقدمہ ہے۔ رابطہء شیخ اور فنافی الشیخ کے بغیر محض ذکر اللہ تعالیٰ تک رسائی کا سبب نہیں ہے۔ اگرچہ ذکر اللہ تعالیٰ تک پہچانے والے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ لیکن رابطہء شیخ اور فنافی الشیخ کی شرط سے مشروط ہے۔

ہاں طریقہء ذکر کو لازم قرار دیئے بغیر آداب صحبت کی رعایت اور شیخ کی توجہ والتفات کے ہوتے ہوئے یہ رابطہ تنہا بھی موصل الی اللہ ہے۔ دوسرے طریقوں میں سلوک وتسلیک کی وابستگی اور کام کا دارومدار وظائف اور اذکار پر ہے۔ اور معاملہ کی بنیاد ریاضتوں اور چلوں پر ہے۔ اور شیخ طریقت کی طرف اس درجہ کا رجوع نہیں ہے۔ اس طریقہ میں جو صحابہ کرام **علیہم الرضوان** کا طریقہ ہے افادہ واستفادہ اور انعکاس میں پابندیء آداب کے ساتھ شیخ کی صحبت ہی کافی ہے۔ اور وظائف واذکار اور طاعات اس کے مددگار ومعاون ہیں۔

ایمان اور تسلیم وانقیاد کی شرط کے ساتھ حضور خیر البشر **عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الصَّلَوٰاتُ الزَّاکِیَاتُ وَ التَّسْلِیْمَاتُ النَّامِیَاتُ** کی صحبت ہی کمالات کے حصول کے لئے کافی تھی۔ اس لئے اس طریقہ میں راہ سلوک قریب ترین واقع ہوا ہے۔ شیخ کامل ومکمل سے فیوض وبرکات حاصل کرنے میں جوان، بچے، بوڑھے، زندہ اور مردہ برابر ہیں۔ اس سلسلہ عالیہ جو کہ ابتداء میں انتہاء کے درجے کو شامل ہے میں ریاضت سنت سنیہ کی اتباع اور بدعت نامرضیہ یعنی سیئہ سے اجتناب ہی کا نام ہے۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۲ [2] مکتوبات معصومیہ جلد ... مکتوب نمبر ۷۸

فائدہ نمبر ۱۶ کبھی ناقص کو بھی اجازت مل جاتی ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1] کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیخ کامل ناقص کو تعلیم طریقہ کی اجازت عنایت فرمادیتے ہیں اور مریدین کے اجتماع میں اس ناقص کی تکمیل بھی ہوجاتی ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ سیدنا بہاؤالدین نقشبند بخاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ کو حصولِ کمال سے قبل ہی تعلیم طریقہ کی اجازت فرمادی تھی اور فرمایا تھا کہ اے یعقوب جو کچھ میری طرف سے تجھے حاصل ہوا ہے اسے لوگوں تک پہنچادو۔ اور مولانا یعقوب چرخی کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی خدمت میں ہوئی۔ اس لئے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نفحات الانس میں مولانا یعقوب چرخی کو اولاً خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہ کے مریدین میں شمار کرتے ہیں اور ثانیاً حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ قدست اسرارہم معلوم ہوا کہ نقص یقیناً اجازت کے منافی ہے مگر جب شیخ کامل و مکمل ناقص کو اپنا نائب مقرر کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ جانتا ہے تو اس نقص کا ضرر آگے متعدی نہیں ہوتا۔ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ کُلِّھَا

فائدہ نمبر ۱۷ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں دعوت اسماء نہیں ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2] اور ہمارا طریقہ دعوت اسماء کا طریقہ نہیں ہے۔ اس طریقہ کے اکابرین نے اسماء کے مسمّٰی میں استہلاک اختیار کیا ہے۔ ان بزرگوں کی نسبت سے تھوڑا سا حصہ بھی حاصل ہوجائے تو بھی کم نہ ۔ کیونکہ دیگر سلاسل کی انتہاء ان کی ابتداء میں مندرج ہے۔

فائدہ نمبر ۱۸ ختم خواجگان کا فائدہ

مؤلف رسالہ شیخ محمد باقر قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت پیر دستگیر خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ سے منقول ۔۔۔ اس طریقہ میں ختم خواجگان نقشبندیہ قَدَّسَ اللّٰہُ اسرارَھم مرادات کے حصول میں دوسرے طریقوں کی دعوتِ اسماء کا کام دیتا۔۔۔

فائدہ نمبر ۱۹ اپنے شیخ کے متعلق اعتقاد کیسا ہونا چاہیے؟

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[3] جاننا چاہیے کہ مرید کا اپنے پیر کی افضلیت و اکملیت کا اعتقاد محبت کے ثمرات میں سے ہے۔ اور شیخ کے ساتھ مناسبت کا نتیجہ ہے جو کہ افادہ اور استفادہ کا سبب ہے۔ یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اپنے شیخ کو ان بزرگوں پر فضیلت نہ دے جس کی فضیلت شرع شریف میں منصوص ہے۔ کیونکہ ایسا افراط محبت کی بناپر ہے اور یہ مذموم ہے۔ محبت اہل بیت میں افراط کی وجہ سے شیعوں میں خرابی واقع ہوئی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی محبت میں افراط سے عیسائیوں نے آپ کو ابن اللہ (معاذ اللہ) کہا اور دائمی نقصان میں گر گئے۔ اگر ان کے علاوہ دیگر بزرگوں پر فضیلت دیں تو جائز ہے۔ بلکہ طریقت میں ضروری ہے۔ یہ فضیلت دینا مرید کا اختیاری فعل نہیں بلکہ اگر مرید با استعداد ہو تو یہ اعتقاد بے اختیار پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اس کے وسیلہ سے شیخ سے کمالات حاصل کرتا ہے اور اگر یہ فضیلت اختیاری ہو اور تکلف سے یہ اعتقاد ظاہر کرے تو جائز نہیں اور فائدہ بھی نہیں ہوگا۔

---

[1] مبداء و معاد [2] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ... [3] مبداء و معاد

ھدایت دوم

اسم ذات کے ذکر قلبی کے بیان میں

فائدہ نمبرا   اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ سننا چاہیے کہ ہمارے طریقہ میں شغل باطن کئی قسم پر ہے۔

اسم ذات کا ذکر۔

اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ طالب کو چاہیے کہ اپنی زبان حلق سے چپکا لے اور جمع ہمت یعنی دل کو غیر خدا سے خالی کر کے بائیں جانب واقع صنوبری شکل کے دل کی طرف متوجہ ہو یہ قلب صنوبری قلب حقیقی کا آشیانہ ہے۔ جو کہ عالم امر سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو حقیقت جامعہ بھی کہتے ہیں۔

لفظ مبارک: اللہ: کو دل میں خیال کی طرح لائے اور زبان دل کے ساتھ صورت دل کا تصور کیے بغیر یہ لفظ بزرگ ادا کرے۔ اور ذکر کرنے میں سانس کو بالکل دخل نہ دے۔ سانس اپنے طریقہ سے چلتا رہے۔ اور لفظ مبارک, اللہ، سے ذات بے چون و بے مثال کو پکارے۔ کسی صفت کی طرف متوجہ نہ ہو۔ تاکہ بلندی ذات سے پستی ءصفات کی طرف نہ آئے اور تنزیہہ سے تشبیہ کی طرف مائل نہ ہو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ قلب کا تعلق بائیں طرف ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے اور روح کا تعلق دائیں جانب ہے۔ اور یہ بھی محل ذکر ہے۔ اور وسط سینہ جو کہ سر، خفی اور اخفی کا مقام ہے یہ بھی محل ذکر ہے۔ اور جب ذکر غلبہ کرتا ہے تو تمام جسم کو گھیر لیتا ہے۔ اور جسم کا ہر جوڑ دل کی طرح ذکر میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اسے سلطان الذکر کہتے ہیں۔ طالب کو چاہیے کہ ذکر میں اس طرح ہمیشگی دکھائے کہ ذکر و حضور ملکہء دل اور اس کی صفت لازمہ بن جائے۔ جس طرح کہ سننا صفت سامعہ اور دیکھنا صفت باصرہ ہے۔ اس طرح کہ اگر تکلف سے ذکر و حضور کو دل سے دور بھی کرنا چاہے تو نہ ہو۔

فائدہ نمبر۲   سلطان الذکر کا ثبوت

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔

سوال۔ آپ نے لکھا کہ سلطان الذکر اب تک نہ کتابوں میں دیکھا ہے اور نہ ہی کسی سے سنا ہے۔؟

جواب۔ مخدوما: سلطان الذکر ہمارے طریقہ میں عام و مشہور اور شائع ہے ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ہے، اپنی اختراع نہیں۔ جو کچھ بھی ہے سب بزرگوں کی طرف سے ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ کے قریب العہد ہندوستان کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ آخر عمر میں ان پر استغراق اور بے خودی غالب آگئی۔ اکثر اوقات استغراق میں رہتے نماز کے لئے بلند آواز سے انہیں بیدار کیا جاتا۔ اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ہم نے دل کو بہت کوٹا ہے حتیٰ کہ سلطان الذکر ہر وقت غالب رہتا ہے اور مجھے اپنے آپ سے بے خود کر دیتا ہے۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۳۰ / [2] مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتوب نمبر ۲۳۱

فائدہ نمبر۳ حضور قلبی کا دوام

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ اگر ذکر قلبی سے دل کی حرکت و جنبش مراد لی جائے تو اس پر دوام کوئی ضروری نہیں نہ حالت فنا میں اور نہ حالتِ فنا کے بغیر جو چیز دائمی اور لازمی ہے وہ توجہ اور حضور قلبی ہے حرکت ہو یا نہ ہو۔

فائدہ نمبر۴ ذکر قلبی کا مرتبہ خوارق سے کہیں بلند ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف میں خوارق وکرامات کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں خوارق وکرامات کا مقام دل کے ذکر کے ساتھ آراستہ ہونے اور ذکرِ ذات کے وجود سے بہت کم ہے۔

فائدہ نمبر۴ لطائف سبعہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۳]۔ ہم جس راستہ کے طے کرنے کے درپے ہیں وہ کل سات مرتبے ہیں دو کا تعلق عالمِ خلق سے ہے اور پانچ کا تعلق عالمِ امر سے ہے۔ پانچ مراتب یعنی لطائف خمسہ جن کا تعلق عالم امر سے ہے وہ قلب، روح، سر، خفی اور اخفی ہیں۔ عالم خلق سے متعلق قالب اور نفس ہیں اور قالب عناصر اربعہ سے مرکب ہے۔

فائدہ نمبر۵ حضور اکرم ﷺ کا عمل دو قسم پر ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔[۴]

سوال۔ آپ نے پوچھا تھا کہ ذکر بالجہر کو بدعت جان کر منع کرتے ہیں۔ باوجودیکہ ذوق وشوق کا باعث ہے۔ اور دوسری چیزیں جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی مثلاً کوٹ شال اور شلوار سے منع نہیں کرتے؟

جواب۔ میرے مخدوم آنحضرت ﷺ کے عمل دو قسم پر ہیں ا۔ بطور عبادت[۵]۔ بطریق عرف وعادت۔ جو اعمال بطور عبادت ہوں ان کا خلاف بدعت منکرہ جانتا ہوں۔ اور ان کے منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں کیونکہ یہ احداث فی الدین (دین میں نئی چیز پیدا کرنا) اور مردود ہے۔ اور جو عمل عرف وعادت کے طور پر ہوں ان کا خلاف بدعت اور منکر نہیں جانتا۔ اور ان کے منع کرنے میں مبالغہ نہیں کرتا۔ کیونکہ ان کا تعلق دین سے نہیں اور ان کا ہونا نہ ہونا عرف وعادت پر مبنی ہے نہ کہ دین وملت پر۔ کیونکہ بعض شہروں کا عرف دوسرے شہروں کے عرف کے خلاف ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ایک ہی شہر میں تفاوتِ زمانہ کی بناء پر عُرف وعادت میں بھی تفاوت واقع ہوجاتا ہے۔

اسکے باوجود سنّتِ عادیہ کی رعایت بھی مثمرِ نتائج اور منتجِ سعادت ہے۔

۱: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۳۷ ۲: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۵۰

۳: مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۸۴ ۴: مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۳۱

۵: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے متعلقین [illegible] مجدد الف ثانی [illegible] بطور خاص مدنظر رکھنا چاہیے۔ جلالی غفرلہ

هدایت سوم

نفی واثبات کے ذکر قلبی کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱   **ذکر نفی واثبات کا طریقہ**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ دوسری قسم نفی واثبات کا ذکر ہے یعنی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان تالو سے چپکا لے اور سانس کو ناف کے نیچے روک کر لَا کو ناف سے کھینچتے ہوئے وسطِ سر پر پہنچائے اور کلمہ اِلٰـهَ کو بالائے سر سے دائیں کندھے پر اور الا اللہ کو دائیں کندھے سے صنوبری شکل کے دل پر لائے جو کہ بائیں جانب واقع ہے۔ اس مجموعہ کا نقشہ لائے معکوس کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ ان کلمات کو اعضاء اور سانس کو حرکت دیئے بغیر صرف خیال سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا چاہیے اور سانس ناف کے نیچے بند رہے۔ سانس جب تک موافقت کرے طاق طریقے سے یہ ذکر کرتا رہے۔ جفت نہیں ہونا چاہیے۔ اسی لئے اس ذکر کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ یعنی اس میں عدد سے واقفیت رہتی ہے۔

جب سانس تنگ ہو جائے تو سانس لے لے۔ اس کے بعد اس کلمہ کے معنی کو اس طرح تصور کرے کہ ذات پاک کے سوا کوئی مقصود نہیں۔ اس کے بعد پھر سانس روک کر پہلے طریقہ کے مطابق ذکر کرے اور مسلسل ایسا کرتا رہے۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے سلسلۂ خواجگان نقشبندیہ کے سردار حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے پہلے یہ ذکر تعلیم فرمایا تھا اور ذکر تعلیم فرماتے وقت آپ کو پانی میں غوطہ لگانے کا حکم فرمایا شاید اس کی حکمت یہ ہو کہ سانس برقرار رہے۔

فائدہ نمبر ۲   **ماسویٰ اللہ سے دل خالی ہونا چاہیے**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ پوری محنت اور کوشش کے ساتھ دل کو تعلقات سے منقطع کرنے کے درپے رہیں۔ اس کلمۂ طیبہ کی مدد سے اپنے باطن کے میدان کو لحظہ بہ لحظہ ان تعلقات سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔ یہاں تک مقصود حاصل ہو جائے

حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اِلٰی اَجَلِهٖ   یہاں تک کہ لکھا ہوا اپنی مدت کو پہنچ جائے۔

تا بجاروب لانروبی راہ   کے رسی در سرائے اِلَّا اللہ

جب تک لَا کے جاڑو سے راستہ صاف نہ کرو گے اس وقت تک اَلَّا اللہ کی سرائے تک نہ پہنچ سکو گے۔

فائدہ نمبر ۳   **دو سوالوں کے جواب**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[3]۔ چھٹے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اس راستہ کے طالبوں کی توجہ ابتداء سے ہی محض ذات احدیت کی طرف ہے تو نفی واثبات سے یہ توجہ جمع نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ نفی کے وقت یہ توجہ غیر کی طرف ہوتی ہے؟

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۳۰ [2] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۴ [3] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۷

جواب۔ غیر کی طرف توجہ تو صرف ذات احدیت کی طرف توجہ کی تقویت وتربیت کے لئے ہے۔ غیر کی نفی سے اغیار کی مزاحمت کے بغیر اس توجہ کا دائمی حصول مقصود ہے۔ اس لئے نفی غیر کی طرف توجہ احدیت کی طرف توجہ کے منافی نہیں ہے۔ احدیت کے منافی توجہ تو غیر کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

سوال۔ ساتویں سوال کا ماحصل یہ ہے کہ راہ سلوک کا مبتدی تالو اور زبان سے جو ذکر کرتا ہے دل کو بھی وہی ذکر کرنا چاہیے لیکن نفی و اثبات میں دل ہی تمام ذکر کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر تمام ذکر کر سکتا ہے تو لا کو اوپر الٰہ کو دائیں طرف کھینچنے کا مقصد کیا ہے؟

جواب۔ قلب اگر مکمل ذکر کرے تو لا کو اوپر اور الٰہ کو دائیں طرف اور الا اللہ کو اپنی طرف کھینچنے میں کیا حرج ہے۔ باوجودیکہ یہ ذکر محض خیال سے ہوتا ہے۔ تالو اور زبان کا اس میں کوئی دخل نہیں حتیٰ کہ دل کی موافقت شرط قرار دیں؟

تمھارے یہ دونوں سوال (امام المتکلمین) فخر الدین رازی کی تشکیکات کی مثل ہیں۔ اگر پوری طرح توجہ کرتے تو از خود زائل ہو جاتے۔

فائدہ نمبر ۴ حبس دم بدعت نہیں ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔

تیرھواں سوال۔ ذکر میں حبس دم بدعت ہے یا نہیں؟ اگر بدعت حسنہ کہیں تو حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ سرہ کے فرمان کے مطابق کسی بدعت میں حسن نہیں تو یہ عمل بدعت سے کس طرح بچ سکے گا؟

جواب۔ ذکر فی حد ذاتہٖ حسن و مسنون ہے مگر حبس دم اس وقت بدعت قرار پائے گا جب قرن اول میں اس کے نہ ہونے کا ثبوت مل جائے گا۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ نیز یہ ذکر سالار سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے سکھایا تھا ان کے عمل پر بدعت کا حکم نہیں لگا سکتے۔

ہمارے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی کے ملفوظات شریفہ میں منقول ہے۔ فرمایا کہ سلسلہ چشتیہ وسہروردیہ میں حضرت رسالت پناہ ﷺ سے خرقہ کی سند معنعن بیان کرتے ہیں اور انہوں نے ذکر کی سند معنعن بیان نہیں کی۔ لیکن سلسلہ نقشبندیہ اور کبرویہ میں حضرت رسالت پناہ ﷺ سے حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے واسطے سے آج ہمارے زمانے تک ذکر معنعن پہنچا ہے۔ اور واسطوں میں کوئی فتور نہیں ہوا۔ اسی اثنا میں حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ رابطہ کا طریقہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پہنچا ہے یہ کس طرح ہے؟ جواباً ارشاد فرمایا کہ جو ذکر اس سلسلہ مقدسہ میں ہے اسکو وقوف عددی کہتے ہیں۔ مقرر طریقے مثلاً حبس دم اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اس کے ساتھ ملانے کا طریقہ حضرت سیدنا صدیق

---

[1] مکتوبات معصومیہ

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق معنعن پہنچا ہے۔ اور طریق صحبت بھی انہیں سے۔ کیونکہ وہ سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ہمراہ رہتے تھے اور صحبت کے ذریعے فیضان حاصل کرتے تھے۔

فائدہ نمبر ۵ — تلقین کی حیثیت

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1] تلقینِ ذکر بچوں کو الف با پڑھانے کی مانند ہے۔

فائدہ نمبر ۶ — ذکر کی حیثیت

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرمایا[2] کہ ذکر مقصود بالذات نہیں ہے۔ بلکہ فنا فی المذکور کا وسیلہ ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۲۶ [2] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۳۷

هدایت چہارم

فنائے قلبی اور اس کی مناسب تحقیقات کے بیان میں:

فائدہ نمبر ۱ **ماسوی اللہ کا نسیان**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱] تیسرا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو بھول جانا اور اس کے ماسوا کے ساتھ تعلق علمی وجبی جو کہ علم حصولی کا نتیجہ ہوتا ہے کو چھوڑنا اور از روئے علم ومحبت قدیم کو حادث سے جدا کرنا ہے۔ اور حضور مع اللہ کا اس طرح حاصل ہونا کہ وہ دل کا ملکۂ راسخہ بن جائے۔ اور اگر بہ تکلف ماسوا کو یاد کرے تو بھی یاد نہ آئے۔ اور اگر بالفرض ایسے دل والے کو حضرت نوح علیٰ نبینا وَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عمر بھی عطا کر دی جائے تب بھی اس کے دل پر ماسوا کا گزر نہ ہو۔ اس حالت کو فنائے قلب سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ حالت مکمل سیر الی اللہ سے وابستہ ہے اور افعال واجب تعالیٰ تک پہنچنے کا نتیجہ ہے۔

فائدہ نمبر ۲ **گفتن آسان وحصول مشکل**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۲] جن مقامات کا ذکر بطریق اجمال ہو رہا ہے کہنے کو تو نزدیک ہیں مگر وصول کے اعتبار سے بہت دور۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ عالمِ امر کے پانچوں امور کو طے کرے۔ ان کے اصول میں سیر کرے تاکہ دائرہ امکان مکمل ہو جائے۔ اس عبارت میں مکمل سیر الی اللہ کا ذکر ہے۔ اور اس سیر کے حصول کے لئے پچاس ہزار سال کی مدت مقرر ہے۔ آیہ مبارکہ

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (۷۰-۴)

(ترجمہ) ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں (وہ عذاب) اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔ اسی مضمون کو بیان کرتی ہے۔ مگر اس مقصد کا حصول اللہ تعالیٰ کے جذب وعنایت سے ممکن ہے کہ اتنی لمبی مدت کا کام ایک دفعہ پلک جھپکنے میں حاصل ہو جائے۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست   یعنی کریموں پر بڑے بڑے کام بھی مشکل نہیں ہوتے۔

فائدہ نمبر ۳

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۳] فنائے قلبی جو کہ ہمارے طریقہ میں بعض طالبوں کو سہولت سے حاصل ہو جاتی ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی کی آنکھیں باندھ دیں اور یکایک منزل تک پہنچا دیں۔ الوان وانوار متلونہ وغیر متلونہ کے مشاہدات۔ اور کشوف وواردات جو کہ مطلوب حقیقی سے اتنا تعلق نہیں رکھتے اس نسیان کی گرد تک کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اس معنی کا حصول طالبوں کے حق میں آسان کام نہیں سمجھنا چاہیے اور سیر الی اللہ کے دائرہ کو جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کے راستہ سے کیا گیا ہے پوری

---

۱ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب ... ۲ مکتوبات امام ربانی ... ۲۶۰ ۳ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۲

طرح طے کرنے کو آسان نہ جانیں۔ تلوینات سے پوری طرح نکلنے اور تمکین کے ساتھ مل جانے کو حقیر خیال نہ کریں۔ ہاں یہ معاملہ دوسرے کمالات کی نسبت جو کہ اس کے اوپر ہیں ایسا ہے کہ دریائے محیط کے مقابل ایک قطرہ۔

آسمان نسبت بعرش آمد فرود   ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود

آسمان عرش کی بہ نسبت بہت نیچے ہے ورنہ خاک کے تودے کی بہ نسبت تو بہت بلند ہے۔

فائدہ نمبر۴   قبض وبسط کن لوگوں پر طاری ہوتی ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ مبتدیوں کو جو کہ ارباب قلوب ہیں۔ قبض وبسط حاصل ہوتی ہے اور یہ تلوینات قلب سے ہے۔ اور جو شخص تلوین سے بڑھ کر تکوین میں پہنچ جائے وہ قبض وبسط سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔ اس پر جو کیفیت وارد ہو وہ صرف صورت کے اعتبار سے قبض وبسط ہوتی ہے۔ اور اس میں محض اسمی مشارکت ہوتی ہے۔ اس حال کے مناسب خوف ورجا ہے

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَ الرَّجَآءِ   (ایمان خوف وامید کے درمیان ہے)۔

فائدہ نمبر۵   صورت قبض

حضرت شیخ محمد باقر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن فقیر نے پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں قبضِ باطن کی شکایت کی کہ ان دنوں قبض باطن بہت ہے۔ فرمایا قبض وبسط تو اربابِ قلوب کو حاصل ہوتے ہیں پھر عرض کیا کہ کیا صورت قبض ہے؟ فرمایا: ہاں صورت قبض ہے۔ حقیقتاً قبض نہیں۔

فائدہ نمبر۶   رجوع وعدم رجوع

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ آپ نے ایک بزرگ کے اس قول کے متعلق پوچھا تھا۔

مَا رَجَعَ مَنْ رَّجَعَ اِلَّا مِنْ طَرِیْقٍ وَ مَنْ وَّصَلَ لَا یَرْجِعْ جس آدمی نے بھی رجوع کیا وہ دراصل راستہ ہی سے لوٹ آیا اور جو واصل ہو جائے اسے رجوع حاصل نہیں ہوتا وہ نہیں لوٹتا۔

سوال۔ کیا جو سالک فنائے قلبی سے مشرف ہو جائے اس کا رجوع جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح فنائے روحی اور اس سے بلند فنائے اخفیٰ تک پہنچ جائے تو اس کا رجوع بھی جائز ہے یا کہ نہیں؟

جواب۔ میرے مخدوم: صاحب فنائے قلبی سیر الی اللہ مکمل کر کے اپنے اصل سے واصل اور تلوین سے گذر کر تمکین سے متصل ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے بزرگوں کے ارشاد کے مطابق رجوع سے محفوظ رہے گا۔ یہی حال باقی لطائف کی فنا کا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قُدس سرہ نے کئی مقامات میں تحریر فرمایا کہ ایسے شخص کو اگر حضرت نوح علیہ السلام کی عمر دے دیں

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتوب نمبر۹۷ [2] مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر۱۰۹

اور بعض مقامات پر ہے کہ اگر اسے ہزار سال کی عمر بھی حاصل ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ کے ماسوا کا اس کے دل پر گذر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ دل کو ماسوا اللہ سے نسیان حاصل ہو چکا ہے۔ ان عبارات کا مفہوم یہی ہے کہ صاحب فنا کو رجوع نہیں۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ اس فناءِ قلبی والا تلوینات سے آگے تمکین کے درجہ تک واصل ہو چکا ہے۔

ہاں۔ مکتوبات شریف جلد اوّل میں بعض مریدین کی طرف تحریر فرمایا کہ سلامتی قلب سے ہرگز دھوکہ نہ کھانا کیونکہ احتمالِ رجوع باقی ہے اس عبارت کے پیش نظر وقوع رجوع سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اس عبارت کا ایک یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے وہ مکتوب الیہ اس سلامتی پر ابھی فائز نہیں ہوا تھا اس لئے نقص اور عدم وصول کی طرف اس کی رہنمائی فرمائی ہو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت فانیءِ قلب کا عدمِ رجوع حدِ یقین تک نہ پہنچا ہو۔ اس کے بعد اس کا خلاف ثابت ہو گیا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے مکتوب الیہ کے امور دنیا میں کثرت اشتغال پر مطلع ہوتے ہوئے از راہِ زجر یہ فرمایا ہو کہ احتمال رجوع باقی ہے اور یہ معنی وقوع کو مستلزم نہیں دائرہ احتمال بہت وسیع ہے۔ از روئے تنبیہ احتمال کو بیان فرمایا ہو۔

اگر یہ اعتراض کریں کہ فنائے قلبی تو فنائے نفس کے بغیر حاصل ہو جاتی ہے ابھی تک نفس اپنی رعونت، انانیت، امارگی اور باقی صفات رذیلہ پر قائم ہوتا ہے تو سلامتی کیسے متصور ہو سکتی ہے؟ اور امن کہاں سے حاصل ہوگا؟ تو میں جواباً کہتا ہوں کہ فنا و سلامتیِ قلب کے حصول کے بعد ہمیں پر امید رہنا چاہیے کہ نفس کی امارگی اور دیگر صفات رذیلہ اسے متاثر نہ کر سکیں گی۔ اور اس کے نسیان ماسوا میں خلل انداز نہ ہوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ فنائے قلب حاصل ہونے کے بعد نفس کا اپنی امارگی اور دیگر صفاتِ رذیلہ پر برقرار رہنا ممکن نہیں کیونکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فنا کے بعد نفس کی تیزی ماند پڑ جاتی ہے اور قلب کے حال، استہلاک اور اپنے مطلوب میں استغراق کے ساتھ نیک ہم مجلس کی صحبت سے نفس اپنی بہت سی صفاتِ رذیلہ سے از خود نادم ہو کر اصلاح سے آراستہ ہو جاتا ہے۔

سوال۔ فنائے قلبی و روحی وغیرہ کے بعد دوامِ حضور مع اللہ خواب یا بیداری میں لازم ہے یا نہیں؟

جواب۔ حضور مع اللہ کا دوام لازم ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک فنا و بقا دائمی ہیں اور جس میں دوام نہیں ساقط الاعتبار ہے۔ اور فنا و استہلاک کا معاملہ حضور سے بلند تر بھی ہے اور نازک تر بھی۔ کیونکہ جس جگہ استہلاک و اضمحلال ہو وہاں حضور کا اطلاق ہی درست نہیں۔ فنا میں نسیان ماسوا اور عدم خطورِ ماسوا (غیر کا خیال نہ آنا) لازم ہے اور دوام حضور میں ماسوا کا نسیان اور عدم خطور درکار نہیں ہے۔ حضور کا ماسوا کے ساتھ جمع ہونا اس جاری پانی کی طرح ہے جس کے ساتھ تنکے بھی بہہ جاتے ہیں اور پانی کی روانی میں خلل انداز نہیں ہوتے۔

فائدہ نمبر ۷ — خلوص و یکجہتی

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (۳۹۔۳)** خبردار اللہ کے لئے ہی دین خالص ہے۔ طالب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طلب و محبت میں یکجہتی و یکسوئی کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ عظیم مقصد ماسوا کی شرکت کی موجودگی میں حاصل نہیں ہوسکتا۔ جس قدر کوئی شخص کثرت کے ساتھ الجھا ہوا ہو اور جہات کثیرہ اپنے ساتھ رکھتا ہو اگر یہ طلب، علم اور محبت کے ساتھ ہیں تو وحدت حقیقی سے دور اور جدا ہوگا اور جس قدر کثرت ساقط کرے گا خواہ از روئے توجہ والتفات وطلب ہو خواہ دید و دانش کے طریقہ سے ہو وحدت کے زیادہ قریب ہوگا۔

سالک جب تک کثرت کے درپے ہے مقام طریقت میں ہے اور جب معاملہ اسقاط سے سقوط پر آجاتا ہے تو ماسوا اللہ کی محبت اور دید و دانش سے چھوٹ کر حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔ اس مقام میں دل کو اس قدر ماسوا سے انقطاع و نسیان حاصل ہو جاتا ہے کہ سالک اگر تکلف سے ماسوا کو یاد اور حاضر کرے بھی تو اسے میسر نہ ہوسکے۔ نہ یاد آئے اور نہ ہی دل میں گذر ہو۔ اس وقت دل ماسوا سے انقطاع کی وجہ سے نہ تو جہان کی خوشی سے خوش ہوتا ہے اور نہ ہی جہان کے غم سے غمگین۔ یہ کمالات ولایت سے پہلا کمال ہے۔ اور دیگر کمالات کے لئے شرط ہے اس کو فنائے حقیقی سے تعبیر کرتے ہیں اس کمالِ اوّل کے حصول میں کوشاں رہنا چاہیے جب یہ حاصل ہوگا تو دیگر کمالات اس کے بعد ملیں گے۔

فائدہ نمبر ۸ — فناءِ قلب کا دارومدار تجلی فعل پر ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ کہ فنائے قلب جو برزخ اور حقیقت جامعہ ہے فعلی تجلی سے مربوط ہے دل کو اس کے ساتھ مناسبت ہونے کی وجہ سے فعل بھی برزخ جامعہ ہے اس تجلی فعلی سے یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ فیوض و برکات کا افاضہ فعل باری تعالیٰ پر موقوف ہے۔ اور درمیان میں واسطے محض بہانہ ہیں متوسط کی موت و حیات برابر ہیں۔ اور اس وقت یہ اموات سے احیاء ہی کی طرح حصہ حاصل کرتا ہے۔

فائدہ نمبر ۹ — مشائخ کرام کا بارگاہِ مجددی میں رجوع

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ یہ بات توجہ سے سن لیں کہ انہیں دنوں اس علاقہ کے مشائخ میں ایک شیخ نے اس فقیر (حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی طرف پیغام بھیجا اور اپنے احوال کا اس طرح اظہار کیا کہ فنا و محویت میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ جس طرف دیکھتا ہوں کچھ بھی نہیں پاتا۔ زمین و آسمان کی طرف نگاہ کروں تو نظر نہیں آتا۔ عرش و کرسی کو ملاحظہ کروں تو وہ بھی دکھائی نہیں دیتے حتیٰ کہ اپنے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو خود کو بھی نہیں دیکھ پاتا اور جس کسی کے سامنے جاتا ہوں اسے کچھ نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ بے نہایت ہے اس کی نہایت کو کسی نے نہیں پایا مشائخ نے اس کو کمال جانا ہے۔ آپ بھی اگر اس کو کمال

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۸۷ [2] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۳۴ [3] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۴

جانتے ہیں تو آپ کے پاس کس لئے آؤں؟ اور اگر کسی دوسری چیز کو کمال جانتے ہو تو تحریر کردو؟

فقیر نے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ احوال تلوینات قلب سے ہیں اور قلب اس راہ کی پہلی سیڑھی ہے ایسے احوال والے نے مقام قلب کا ابھی چوتھا حصہ طے کیا ہے دیگر تین حصے باقی ہیں انہیں طے کرنے کے بعد زینہ دوم جسے روح سے تعبیر کرتے ہیں پر عروج کرنا چاہیے اِلیٰ مَا شَاءَ اللّٰہُ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو۔

فائدہ نمبر ۱۰   فنائے قلب کی ایک کیفیت

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ آپ نے لکھا ہے کہ اپنا شعور بھی نہیں رہتا اور اپنے عدم شعور کا بھی علم نہیں رہتا؟

جواب۔ فنائے قلب کی یہ حالت جس کا بالمشافہ ذکر کیا تھا حاصل ہو چکی ہے۔ کیونکہ نسیان قلب کی دائمی حالت میں نہ ہی اپنے ماسوا کا شعور رہتا ہے اور نہ ہی عدمِ شعور کا شعور۔

فائدہ نمبر ۱۱   دماغ حواس باطنہ کا محل ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲] خطرہ جب دل سے زائل ہو جاتا ہے تو دماغ میں چلا جاتا ہے اور دماغ سے جو کہ حواس باطنہ کا محل ہے برطرف ہو جائے گا تو کہاں جائے گا۔ یہاں ایک راز ہے جس سے ہمارے حضرت قَدَّسنا اللّٰہُ سُبحانَہٗ بسِرِ الاَ قُدُسِ مختص و ممتاز ہیں اور دوسروں کو حاصل نہیں ہے۔

فائدہ نمبر ۱۲   ایک وعدہ

شیخ محمد باقر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ اس راز کا اس رسالہ کے آخر میں بیان ہوگا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

فائدہ نمبر ۱۳   دائمی حضور کس سے حاصل ہوتا ہے؟

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۳]۔ جاننا چاہیے کہ اس کمال میں یقیناً باطن کو دائمی حضور اور ماسوا سے چھٹکارا حاصل ہو چکا ہے لیکن ابھی تک نفسِ حاضر اور علم حضوری برقرار ہے اور اس کی منازعت اور انانیت باقی ہے۔

فائدہ نمبر ۱۴   ایک بشارت

شیخ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہ نے فقیر کو پہلی حاضری کے موقعہ پہ چوتھے دن فناء کے حصول کی خوش خبری سنادی اور فرمایا کہ نفس ابھی اپنی جگہ پر قائم ہے اس کی فکر کرنا چاہیے۔

---

۱ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۵۵ ۲ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۵۵ ۳ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۴۳

ھدایت پنجم

عدمیت وفنائے نفس اور ان کی تحقیقات مناسبہ کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ خواص کی توحید کا دوسرا درجہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ توحید خواص کا دوسرا درجہ وہ ہے جس میں سالک کا نفسِ حاضر اور علمِ حضوری بھی زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ انانیت، ہمسری اور شرکت کا دعویٰ کم ہونے لگتا ہے اور عاریتی کمالات کو اصل کے ساتھ ملحق جانتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتا ہے۔ خود کو ان کمالات کا آئینہ خیال کرتا ہے۔ خواہ اپنے کو معدوم سمجھے یا بے حس وحرکت جمادات۔ خود کو انا سے تعبیر نہیں کرتا کیونکہ انانیت اور خودی اس سے زائل ہو چکی ہے۔ اس وقت اگر توجہ اور حضور حاصل ہے تو خود بخود حاصل ہے کیونکہ عارف کا تو نام ونشان بھی نہیں رہا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عارف اس وقت حق بن چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے متحد ہو چکا ہے۔ انا الحق کہنا اس مقام تک عدمِ رسائی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ فنا ونیستی اور انا کے نکل جانے کے بعد انا الحق کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اور سبحانی کا کلمہ نہیں بولا جا سکتا۔

خیال کج مبر اینجا وبشناس کسے کو در خدا گم شد خدا نیست

اس جگہ الٹ خیال نہ کرنا اور جان لینا کہ جو خداوند قدوس میں گم ہو جائے وہ خدا نہیں بن جاتا۔ اس حالت کو فنائے نفس کہتے ہیں۔ اس جگہ حقیقت فنا حاصل ہو جاتی ہے۔ فناءِ اوّل باطن کے آئینے کو ماسوا کے نقش اور ماعدا کے حصول سے خالی کرنا ہے۔ ماسوا خواہ آفاق سے متعلق ہو یا اَنفس سے یہ کمال تجلی انفعالی سے وابستہ ہے اور فناءِ ثانی عارف کے علمِ حضوری کی نفی سے اس کی اپنی نفی ہو جاتا ہے۔ جو تجلّیِ صفات سے متعلق ہے۔ اور اس کے کمال کا دارومدار تجلّی ذات پر ہے۔

فائدہ نمبر ۲ کمالات واجب تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ وجود اور وجود کے تابع کمالات واجب تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں اور اگر کسی میں کوئی کمال ظاہر ہوتا ہے تو وہ واجب تعالیٰ سے مستفاد ومستعار ہوتا ہے۔ ممکن کی اپنی حیثیت تو صرف عدم ہے جس نے کمالات کے انعکاس کے ذریعے ایک طرح کا ظہور پیدا کر لیا ہے۔ اور دوسرے عدموں سے ممتاز ہو گیا ہے۔ اور ممکن نے اس نمود بے بود کے ساتھ اپنے آپ کو کامل اور خیر کا مبدء تصور کر کے شرکت، ہمسری کا دعویٰ ظاہر کیا ہے اور اپنی طرف متوجہ ہو کر اصل سے منہ پھیر لیا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صاحب استعداد سالک کو قرب سے نوازنا چاہتا ہے تو اس کو یہ معرفت عطا فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے آپ سے روگردانی کرتے ہوئے اس پاک بارگاہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور عاریتی کمالات کو اصل کے حوالے کر کے شرکِ خفی اور دعویٰ ہمسری سے رہائی حاصل کر لیتا ہے۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۳ [2] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۷

1 وَصَافیٔ خود بر غم حاسد تا کے — ترویج چنیں متاع کاسد تا کے

2 تو معدومی و خیالِ ہستی از تو — فاسد باشد خیالِ فاسد تا کے

ترجمہ: (۱) تو حاسد کو ستانے کے لئے اپنی تعریف کب تک کرتا رہے گا۔ تو اس قسم کی کھوٹی پونجی کو کب تک رواج دیتا رہے گا۔

(۲) تو تو معدوم ہے اور تیری طرف سے اپنی ہستی کا خیال فاسد ہے تو یہ خیال فاسد کب تک رہے گا۔

فائدہ نمبر۳ فناءِ نفس میں اقدام کا فرق

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ جاننا چاہیے کہ فناءِ نفس کے حصول میں سالکین کے درمیان فرق ہے۔ کوئی خوش قسمت ہے جو اس کی حقیقت تک پہنچا ہے۔ اگر چہ بہت سے لوگ اس کے حصول کا وہم و گمان رکھتے ہیں وہ مراقبہ کے سمندروں سے صرف چند موتی حاصل کر لیتے ہیں اور شوق و محبت کے غلبہ میں یا اندراج النہایہ فی البدایہ کے تحت شیخ کامل و مکمل کے پرتو سے جو تھوڑی سی نفس سے رہائی حاصل کر لیتے ہیں تو اسے بہت جاننے لگتے ہیں مگر وہ شخص جو بقدر طاقت بشری نفس کی رہائی سے متصف ہو چکا ہے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ جب تک اس رہائی و فنائیت کی حقیقت کو نہ پہنچے اپنے نفس کی الوہیت کے اثبات سے پوری طرح نجات نہیں پاتا اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تکرار سے محض اپنی الوہیت کا اثبات کرتا ہے۔ جو اس میں اپنے اندر صفاتِ کمال کے اثبات سے آئی تھی اگر چہ شاذ و نادر ایسا ہو یا یہ اثباتِ الوہیت بعض لطائف کو حاصل ہوا اور بعض کو نہ ہو یا کچھ حصہ اس دعویٰ الوہیت کا ابھی تک مکمل طور پر فنا نہ ہوا ہو۔ اور پوری طرح رہائی نہ پائی ہو۔

فائدہ نمبر۴ کمالِ فناءِ نفس کی علامت

شیخ محمد باقر قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ نے ایک دن اس فقیر کی طرف توجہ میں یہ بات القاء فرمائی کہ کمالِ فنا یہ ہے کہ لطائف میں سے کسی لطیفہ کو کسی وقت بھی ذکر محسوس نہ ہو۔

فائدہ نمبر۵ شیطان کس حد تک بندے پر غلبہ پا سکتا ہے؟

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ آپ نے سوال کیا تھا کہ اس راہ کے سالکین پر شیطان غلبہ پا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو سالک فناءِ نفس کی سرحد تک نہ پہنچا ہو شیطان اس پر غصہ کی حالت میں قدرت پا لیتا ہے۔ لیکن اگر سالک فنائے نفس حاصل کر چکا ہو اسے غصہ نہیں آتا بلکہ غیرت آتی ہے اور غیرت کی جگہ سے شیطان بھاگتا ہے۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب [illegible] مکتوب نمبر ۲۹

فائدہ نمبر ۶ **اقوال مشائخ درباره فنا و بقا**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ فنا و بقا میں اقوالِ مشائخ علیہم الرحمۃ مختلف ہیں ان کے ذریعے کسی نتیجہ پر پہنچنا مشکل ہے۔ اس سلسلہ میں جو توضیح و تنقیح حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ اس کی حقیقت ہی جدا ہے۔

مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ — جس نے اسے چکھا نہیں اسے کیا معلوم؟

فائدہ نمبر ۷ **فناءِ جذبہ اور فناءِ مطلق کے متعلق سوال کا جواب**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔

سوال: اگر کسی سالک کو ایسی دائمی حالت پیدا ہو جائے کہ اپنے آپ کو اور ماسوا کو معدوم پائے اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے سوا کچھ موجود نہ پائے لیکن کمالات کی ظِلّیت اور اس کے اصول کے ساتھ الحاق حاصل نہ ہو تو کیا اس حالت میں صوفیاءِ کرام کی اصطلاح کے مطابق فنا تک پہنچا ہو گا یا نہیں؟

جواب: وہ فنائے جذبہ تک پہنچ چکا ہے فنائے مطلق تک اس وقت پہنچے گا جب کہ یہ عدمیت کا حصول ظلّیت کے علم اور اصل کے ساتھ الحاق کی راہ سے پیدا ہوا ہو۔ اس معنی کو صاحب عدم خود پائے یا کوئی دوسرا عارف کشف یا فراست سے اس کی صفات سے الحاق کو معلوم کر کے اس کی فنا کا حکم لگائے۔ فنائے مطلق اس اسم تک وصول اور اسم میں فنائیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو کہ سالک کا مبدءِ تعین ہے اور اس اسم میں استہلاک ہے۔ عدمیت میں وصول و استہلاک نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس مقام پر اسم مذکور کی ہستی سالک کی قوت ادراک پر غلبہ پا لیتی ہے سالک اپنی ہستی کو اس کے سامنے پوشیدہ پاتا ہے اور اپنے آپ کو معدوم دیکھتا ہے جب اس اسم میں فانی ہو جاتا ہے تو وجود اور وجود کے تابع کمالات کو اس سے دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ ملحق پاتا ہے تو فنائے مطلق تک پہنچ جاتا ہے۔

فائدہ نمبر ۸ **صاحبِ عدم کا رجوع جائز ہے**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۳]۔ صاحبِ عدم جو کہ جہتِ جذبہ میں فنا سے عبارت ہے، کے لئے رجوع کرنا جائز ہے کیونکہ وہ ابھی راستے میں ہے اس کا جذب سلوک سے ملا ہوا نہیں اور فناءِ قلب وہ فنا ہے جو جذبہ و سلوک پر مرتب ہوئی ہے اس لئے ہمارے حضرت ایشاں رضی اللہ عنہ نے مکتوبات شریف جلد ثالث میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ فنا اولیاء کا حصہ ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ولایت جذبہ و سلوک کے بغیر صورت پذیر نہیں کیونکہ یہ دونوں ولایت کے اجزاء ہیں۔

۱: مکتوبات معصومیہ جلد سوم مکتوب نمبر ۳۸، ۲: مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۲۰

۳: مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۰۹

فائدہ نمبر ۹ — عدم کی دو قسمیں اور ان کی تفصیل

حضرت خواجہ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔اس تقدیر پر فنائے قلبی سے مشرف ہونے والے کو عدمیت کی بشارت کی ضرورت نہیں۔جب کہ ہمارے حضرت قدس سرہ طلّاب کو فنائے قلبی کی بشارت کے بعد عدمیت کی نوید بھی سنا دیتے تھے۔مگر عدم دو قسم پر ہے۔حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ کی عبارت میں واقع عدم کہ وجودِ بشریت کے ساتھ وجودِ عدم عود کر آتا ہے۔اور وجود فنا وجودِ بشریت سے عود نہیں کرتا اس سے مراد وہ عدم ہے۔جو فنائے قلبی سے پہلے ظاہر ہوتا ہے۔اور وہ عدم جو کسی بزرگ کے اس قول میں واقع ہے۔

اَشْتَھِیْ عَدَمًا لَا یَعُوْدُ اَبَدًا میں ایسا عدم چاہتا ہوں جو کبھی عود نہ کرے اس سے مراد وہ عدم ہے جو فنائے قلب کے بعد حاصل ہوتا ہے۔اور ہمارے حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کا یہ قول جو ان کے بعض مکاتیب میں واقع ہے کہ جو عدم فنائے قلب کے بعد حاصل ہو وہ فنائے نفس کے مقدمات سے ہے اس معنی کی تائید کرتا ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ سے بالمشافہ اسی طرح استفادہ کیا گیا ہے۔ **اللہ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ کُلِّھَا**

فائدہ نمبر ۱۰ — فنا و عدم کے معنی کی تحقیق

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱] معنیٔ فنا و عدم کی تحقیق اور ان کے درمیان فرق کی معرفت کا اس راستہ کے طالب کے لئے جاننا ضروری ہے۔اسے غور سے سنیں۔

اس سلسلہ عالیہ کے اکابر کی عبارت میں واقع عدم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو اسم گرامی عارف کا مبدءِ تعین ہے وہ پردوں کے پیچھے سے سالک کی قوت مدرکہ پر جذب و محبت کی راہ سے اس طرح وارد ہوتا ہے کہ سالک کی ہستی اس کے پہلو میں چھپ جاتی ہے اور سالک اپنے آپ کو اور اپنی صفات کو گم کر دیتا ہے اور معدوم پاتا ہے۔اور وجود عدم سے مراد اس ہستی کا اسم الٰہی کے ساتھ خود کو متحقق کرنا ہے۔یعنی وہ وجود و بقا جو اس عدم پر مترتب ہوتا ہے۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ وجودِ عدم سے مراد حالتِ عدمیہ کے ساتھ تحقق و اتصاف ہو۔یعنی وصفِ عدمیت کا سالک میں پیدا ہونا یہ عدم اور وجودِ عدم جہتِ جذبہ میں فنا و بقا کے پہلے معنی کے اعتبار سے ہے۔اس ظہور کا دوام نہیں ہے تو اس پر جو فنا و بقا مرتب ہوگی وہ بھی دائمی نہیں ہوگی۔اور وجودِ بشریت کے عود سے محفوظ نہیں ہوگی۔اور جب تک وہ ظہور موجود ہے سالک کی ہستی پوشیدہ ہے اور جب وہ ظہور پوشیدہ ہو جائے گا تو وجود بشریت عود کر آئے گا فنائے حقیقی سے مراد عارف پر مطلوب کی ہستی کا غالب آنا ہے کہ عارف اپنے اوصاف کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے پوری طرح حوالے کر دے اور جمیع انتسابات سے خالی ہو جائے اور کوئی نسبت بھی اس کی طرف راہ نہ پائے۔اور وجود فنا اس بقا سے عبارت ہے جو اس فنا پر مترتب ہوئی ہے۔اور سالک ولادت ثانیہ کے ساتھ وہبی وجود کے ساتھ موجود ہو جاتا ہے اس فنا و بقا

---

[۱] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب

کے لئے دوام لازم ہے اور وجود بشریت کے عود کر آنے سے محفوظ و مامون ہے۔ صورتِ اُولیٰ میں سالک کے وجود کا پوشیدہ ہونا اور صورت ثانیہ میں سالک کے وجود کا نیست و نابود ہونا پایا جاتا ہے۔ ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ اس لئے کہ جو چیز پوشیدہ ہو وہ کبھی ظاہر ہوتی اور عود کر آتی ہے جب کہ زائل شدہ چیز عود نہیں کرتی۔

قسم اول کی فنا مطلوب نہیں ہے اور نہ ہی ولایت اس سے وابستہ ہے اور دوسری قسم کی فنا مقصود ہے اور ولایت اس کے ساتھ مشروط ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ طالب پہلی قسم کی فنا کو دوسری قسم کی فنا سے خلط ملط کر دیتا ہے۔ اور خود کو وجودِ عدم کے ساتھ حقیقتاً فانی تصور کرتا ہے اور کامل جانتا ہے اور اسے اس فرق کی طرف ہدایت حاصل نہیں ہوتی۔ اور یہ مقام بھی من جملہ ان مقامات میں سے ہے جن میں سالک کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اس جگہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی عنایت سے ایسے پیر کامل و مکمل کی ضرورت ہے جو کہ جذبہ و سلوک دونوں طریقوں سے تربیت پا کر اس راستہ کی انتہا تک رسائی حاصل کر چکا ہو تا کہ اس بیچارے بے دست و پا کو اس گرداب سے نجات دلائے اور اس کے نقصان کی طرف نشان دہی کرے۔ اور فنائے حقیقی کی طرف راہنمائی کرے۔

سوال۔ جب دونوں صورتوں میں مطلوب کی ہستی کا ظہور ہوتا ہے تو ایک کو دوام کیوں ہے؟ جبکہ دوسری کو دوام نہیں ہے؟ ایک صورت عارف سے انتسابات کا ازالہ اور ولایت کا اثبات کیوں کرتی ہے؟ جب کہ دوسری نہیں کرتی؟

جواب۔ پہلی صورت میں جسے عدم سے تعبیر کرتے ہیں طالب ابھی مطلوب تک واصل نہیں ہوا اور چونکہ اس کا جذبہ سلوک سے منضم نہیں ہوا اور اس نے مقام قلب سے ترقی نہیں کی اور مُقلِّبِ قلب جلّ شانہ کے ساتھ واصل نہیں ہوا اور حجابات درمیان میں موجود ہیں لیکن جذبہ و محبت کے راستہ سے بطریق اِنْدِرَاجُ النِّھَایَۃِ فِی البدایہ (کہ انتہا کو ابتدا میں داخل کر دینے سے) مطلوب کا پرتو پردوں کے پیچھے سے اس کے باطن پر چمکتا ہے اور اس کو اپنے سے بے خود کر دیتا ہے۔ اور جب تک پردے درمیان میں حائل ہیں دوام حاصل نہیں ہو سکتا اور وجود بشریت کے ساتھ عود سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور ظہور کے بعد پردہ میں چلی آتی ہے۔ نیز چونکہ ظاہر ظلال مطلوب میں سے ایک ظل اور اس کے نمونوں میں سے ایک نمونہ ہے نہ کہ عینِ مطلوب۔ ظل اور نمونے کو اس قدر قوت حاصل نہیں ہوتی کہ سالک کے اوصاف اور منسبات کو سلب کر سکے اور فنائے حقیقی تک پہنچا دے تو یقیناً اس وقت تک سالک اپنے اوصاف اور منتسابات سے باہر نہیں آتا اور فنائے حقیقی سے متصف نہیں ہوتا اور ولایت چونکہ جذبہ و سلوک کے مجموعے کے ساتھ وابستہ ہے فقط جذبہ کی صورت میں اس پر ولایت کا نام صادق نہیں آتا۔

دوسری صورت میں عارف مقام قلب سے بلند ہو کر مقلب جلّ وعلا سے واصل ہو چکا ہوتا ہے۔ جذبہ و سلوک کے معاملہ کو مکمل طور پر انتہا تک پہنچا کر مطلوب کو [illegible] کے حق میں حضور دائمی ہے اور عود مذکور سے

محفوظ ہے۔ کیونکہ درمیان میں وہ پردہ نہیں رہا جس کے ہٹنے کا تصور کیا جا سکے۔ اور جب وہ وجود اور کمالات جو ممکن کے ساتھ منسوب اور مطلوب کے وجود کمالات کے ظلال ہیں جن کو مطلوب سے غیبت کے وقت ممکن نے اپنی طرف سے سمجھتے اور امانت میں خیانت کرتے ہوئے ہمسری کا دعویٰ کیا تھا۔ اصل کے ظہور کے وقت ظل کو اصل کے حوالے کرتے ہوئے تمام منتسبات سے خالی ہو کر عدم کے صحرا کی طرف رخت سفر باندھتا ہے اور فناءِ حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس پر مترتب ہونے والی فنا و بقا کی وجہ سے اپنے اوپر اسم ولایت کا اطلاق درست کرتا ہے۔ اور یہ عاریتی دید اور اصل کے سپرد کرنا تجلی صفات سے متعلق ہے اور اس کے کمال کا مدار تجلی ذات پر ہے کیونکہ ہر مقام کی انتہا اس مقام سے گذر جانے پر موقوف ہے۔

فائدہ نمبر ۱۱ فنا کے متعلق سوال و جواب

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔

سوال: جب نسیانِ ماسوا اور علوم کے پوری طرح زائل ہونے کا نام فنا ہے تو حصول فنا کی صورت میں اگر سالک اپنی فنا کا علم رکھتا ہو تو فنا حاصل نہیں اور اگر علم نہیں رکھتا تو وہ یہ بات کس طرح معلوم کرے گا اور کہے گا کہ مجھے فنا حاصل ہے (جیسا کہ اربابِ فن نے اس بات کی خبر دی ہے)

جواب: اس حالت مذکورہ کے گذر جانے کے بعد جان لے گا کہ فنا حاصل ہو چکی ہے۔ اور اس کی خبر بھی دے دے گا۔ اگر فنا سے مراد دائمی فنا ہو جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا قول مختار ہے تو ہم کہتے ہیں اس بنا پر فنا کو بقا لازم ہے اور سالک عین فنا کی حالت میں باقی اور عین بقا کی حالت میں فانی ہے۔ اس جگہ عارف کے صفات و افعال اپنے آپ سے فانی ہو کر واجب تعالیٰ و تقدس کے علم کے ساتھ متحقق ہو جاتے ہیں اور ممکن کا علم اپنے آپ سے فنا اور علم واجب تعالیٰ و تقدس سے بقا حاصل کر لیتا ہے۔ یہی حال باقی صفات کا ہے۔ پس اگر عارفِ فانی اس مقام پر بعض کا علم باقی پائے تو فنائے علم کی منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اس علم سے جس سے وہ فنا حاصل کر چکا ہے۔ ان اشیاء کو نہیں پایا کہ کوئی اشکال لازم آئے اَلزَّائِلُ لَا یَعُوْدُ (زائل کبھی عود نہیں کرتا) جس سے اشیاء کا علم پاتا ہے وہ علم ہی دوسرا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

عَرَفْتُ اللّٰهَ بِاللّٰهِ وَ عَرَفْتُ الْاَشْیَاءَ بِنُوْرِ اللّٰهِ میں اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہچانا اور اشیا کو اللہ تعالیٰ کے نور سے پہچانا۔ اشیاء کی پہچان اشیا کے نسیان کے خلاف نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ لطائف انسانی میں سے ایک لطیفہ کو فنا حاصل ہو اور اس کا علم دوسرے لطیفہ کو ہو۔

تیسرا جواب یہ کہ فنا باطن کو حاصل ہوئی ہے کہ فنا اس کا کام ہے اور اس فنا کا علم ظاہر کو ہو گیا ہو۔ کیونکہ دوام فنا کے بعد بھی عارف اسی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح فنا سے قبل تھا۔ بیوی بچوں اور تمام دوستوں کو پہلے طریقہ سے جانتا پہچانتا ہے۔ لہٰذا اگر اپنے بعض احوال باطنہ کو بھی پا لے اور ان پر مطلع ہو جائے تو کوئی محل تعجب نہیں ہے۔

۱: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب

سوال: علم تو قلب میں ہے جب قلب فانی ہو گیا تو چاہیے کہ ظاہر بھی علم سے خالی ہو جائے؟

جواب: اگر تمہاری مراد ہو کہ قلب کے جاننے کے بغیر ظاہر سے علم کی مطلقاً نفی ہو گئی ہے اور علم قلب پر ہی منحصر ہے تو یہ جائز نہیں ہے اس لئے کہ ہم ظاہر طور پر چاہتے ہیں کہ قلب ماسوا کی دید و دانش سے مطلقاً رہائی حاصل کئے ہوئے ہے اس کے باوجود ظاہر اپنے علم پر برقرار رہے۔ اور اگر کوئی دوسرا معنی مراد تو وہ بھی ہمارے مقصد کو مضر نہیں۔ اس سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ فنائے قلب کے متحقق ہونے کے بعد جو علم قلب سے تعلق رکھتا ہے کسی دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے اور دو جگہیں علم کا محل بن جاتی ہیں۔

وَالسَّلَامُ مَعَ الْاِکْرَامِ اَوَّلاً وَّ آخِرًا

فائدہ نمبر ۱۲ <u>صاحب نزہت کے اشعار کی تشریح</u>

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔

سوال: صاحب کتاب نزہت فرماتے ہیں۔

۱۔ گو یند عنانِ خود چہ تابی گم شو چو گم شوی بیابی

۲۔ این نکتہ نمود ناصوابم چوں گم شوم انگہے چہ یابم

۳۔ یا بندہ اگر کسے دگر خواست از گم شدنم پس اوچہ خواست

ترجمہ ۱: لوگ کہتے ہیں کہ اپنی باگ ڈور کیا موڑتا ہے؟ گم ہو جا کہ جب تو گم ہو جائے گا تو پا لے گا۔

ترجمہ ۲: مجھے یہ نکتہ غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب میں ہی گم ہو جاؤں تو اس وقت کیا پاؤں گا۔

ترجمہ ۳: اگر پالنے والا کسی دوسری چیز کو چاہے تو میرے گم ہونے سے وہ کیا چاہتا ہے۔

جواب: اس کا مجمل جواب تو یہ ہے کہ گم ہو جانا ماسوا کی نسبت سے ہے اور پالینا اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہونا ہے تو ان کی آپس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ مفصل جواب یہ ہے کہ مقام فنا میں گم ہونا ثابت ہے جو کہ عین الیقین کا مقام ہے کیونکہ اس جگہ جاننا دیکھنے کے منافی ہے اور یافت بقا کے مقام میں جو کہ حق الیقین کا مقام ہے صورت پذیر ہوتا ہے۔ پس گم ہونا یافت کے لئے شرط ہوا اگر یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوں تو کوئی اشکال نہیں اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ ہم یافت سے ادراک مرکب مراد لیں اور اگر ادراک بسیط مراد ہو تو عین گم ہونے کے وقت ادراک بسیط حاصل ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

۱۔ از حضرت ذات بہرہ استہلاک است استہلاکے کہ از تصور پاک است

۲۔ آن معرفت است نامش ادراک بسط آنجاچہ محل دانش و ادراک است

---

[۱] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب ...

۱۔حضرت ذات جلّ وعلا سے اس نے استہلاک کا حصہ حاصل کیا ہے اور یہ ایسا استہلاک جو تصور سے پاک ہے۔

۲۔اس معرفت کا نام ادراک بسیط ہے اس جگہ علم وادراک کی کیا گنجائش ہے؟

اور اس تقدیر سے بھی اشکال دور ہو جاتا ہے خواہ فنا شہودی ہو یا فنا وجودی۔ اور فنا وجودی فرض کرنے کی صورت میں جواب وہی ہوگا جو پہلی صورت میں مذکور ہوا کیونکہ ولادتِ ثانیہ سے مربوط وجود موہوب کی ایجاد کے بعد یافت (پانا) حاصل ہے۔

فائدہ نمبر۱۳ ذوق وشوق اور سکر ووجد کے ثمرات

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔آپ نے اذواق ومواجید جو کہ جوشِ سکر اور غلبہء محبت کی وجہ سے پیش آئے تحریر کئے تھے واضح ہوئے۔ نیک اور مبارک ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ذوق وشوق میں اضافہ فرمائے۔ یہ جوشِ محبت ہے جس نے صفات لطیفہ وکثیفہ اور رذیلہ وشریفہ کو یکساں دکھایا ہے اور سکر محبت ہے جس نے اسلام وکفر کو برابر کر دیا ہے اور برائی وبری چیزوں کو نگاہوں سے چھپا دیا ہے۔ محبوب کے سوا تمام اشیاء کو بھلا دیا ہے۔ یہ وہ پھول ہیں جو کہ مقام جمع کے چمن میں کھلے ہیں اور یہ حیرت و [illegible] سے حاصل ہوئی ہے جو کہ فنا وبے شعوری کی جگہ ہے۔ یہ چیزیں اچھی اور سنجیدہ ہیں مگر اس مقام پر اقامت اچھی چیز نہیں ہے [illegible] چہ فنافی نفسہٖ کمال ہے مگر دیگر کمالات کا زینہ ہے اور مقام قرب کے عروج کے لئے شرط ہے۔

ہیچ کس راتا نگردد او فنا نیست رہ در بارگاہ کبریا

جب تک کسی آدمی کو فنا حاصل نہ ہو جائے اسے بارگاہ رب العزت میں راہ نہیں ملتی۔

فائدہ نمبر۱۴ صاحب سکر کے اقوال کا حکم

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔جو شخص شَطحِیات (صوفیہ کرام کی حالت سکر کی بظاہر مخالف شرع باتیں) قسم کی باتیں کرتا ہے اور تمام کو حق جانتا ہے اور صراط مستقیم پر مانتا ہے اور حق وخلق کے درمیان فرق نہیں کرتا اور اثنینیت کا قائل نہیں وہ شخص مقام جمع پر واصل ہو کر کفر طریقت سے متحقق ہو چکا ہے اور ماسوا کو بھول کر مقبولِ بارگاہ ہو چکا ہے اس کی ایسی باتیں سکر کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ تو انہیں ظاہر سے پھیرنا ہوگا اور اگر وہ شخص اس حال کے حصول اور کمال کے درجہء اول تک رسائی کے بغیر یہ باتیں کرتا ہے۔ تمام لوگوں کو حق اور صراط مستقیم پر جانتا ہے اور حق وباطل کے درمیان تمیز نہیں کرتا تو ایسا شخص زندیق وملحد ہے جس کا مقصود شریعت کو مٹانا اور اس کا مطلوب تمام جہانوں کی رحمت انبیاء کرام عَلَیهِمُ الصَّلوٰاتِ وَ التَّسلِیمات کی دعوت کو اٹھانا ہے۔ ایسے کلمات اہل حق سے بھی صادر ہوتے رہتے ہیں اور اہل باطل سے بھی۔ اہل حق کے لئے تو آب حیات ہیں اور اہل باطل کے لئے زہر قاتل۔ اس کی مثال دریائے نیل کی سی ہے جو بنی اسرائیل کے لئے تو آب خوشگوار ہے مگر قبطیوں کے لئے خون ناگوار۔ یہ اقدام کے پھسلنے کا مقام ہے اہل اسلام کی ایک بہت بڑی جماعت اکابرینِ ارباب سکر کی تقلید میں صراطِ مستقیم سے ہٹ کر گمراہی وخسارے کی گلی کوچوں میں جا گری اور اپنے دین کو برباد کر بیٹھی۔ یہ نہ جانا کہ ان اکابرین کی باتوں کو قبول کرنا شرائط

---

[۱] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر [illegible] [۲] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۹۵

کے ساتھ مشروط ہے جو کہ ارباب سکر میں تو موجود ہیں اور ان میں مفقود۔ ان شرائط میں سے بڑی شرط ما ... نسیان ہے جو اس قبولیت کی دہلیز ہے۔ اہل حق اور اہل باطن کے امتیاز کا دارومدار شریعت پر استقامت اور عدم استقامت پر ہے۔ محق (اہل حق) سکر و بے تمیزی کے باوجود خلاف شرع کام کا بال برابر بھی ارتکاب نہیں کرتا۔ منصور اَنَا الْحَق کہنے کے باوجود پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے بھی پانچ سو رکعت نماز نفل ادا کرتے تھے اور ظالموں کے ہاتھ سے پہنچا ہوا کھانا اگرچہ حلال ہوتا نہ کھاتے اور مبطل پر احکام شرعیہ کی پابندی کوہِ قاف کی طرح بھاری ہے یہ آیت کریمہ ان کے حال سے آگاہ کرتی ہے۔

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ   مشرکوں کو آپ جس بات کی طرف بلاتے ہیں وہ ان پر سخت گراں ہے۔

رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا   اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے لئے راہ یابی کا سامان کر۔   والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ

فائدہ نمبر ۱۵   شطحیات اور سکریہ باتوں کا حکم

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم میں سے جس کسی نے شطحیات قسم کی باتیں کی ہیں اور ظاہر شریعت کے مخالف باتیں کہی ہیں وہ تمام کفر طریقت میں تھے۔ جو کہ سکر اور عدم امتیاز کا مقام ہے اور جو بزرگ اسلام حقیقی کی دولت سے شرف یاب ہو گئے اس قسم کی باتوں سے پاک و مبرا ہیں وہ ظاہر و باطن میں انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَ التَّسْلِيْمَات کے مقتدی و متبع ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۶   مقام جمع و فنا سے لوٹنا چاہیے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جمع سے مقام فرق کی طرف آنا چاہیے عین الیقین سے حق الیقین، فنا سے بقا اور کفر طریقت سے اسلام طریقت کی طرف آنا چاہیے اور عدم سے وجود اور جہالت سے علم تک رسائی حاصل کرنا چاہیے تاکہ حسن اسلام روشن اور قبح کفر ظاہر ہو جائے۔

---

[۱] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۵

ھدایت ششم

مقام بقا کے بیان میں

فائدہ نمبرا **حسنِ اسلام**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ جب اس مقام فنا وعدمیت سے ترقی واقع ہوتی ہے اور سالک جس میں گم تھا اس سے متحقق ہوجاتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے اخلاق واوصاف سے مزین ہوجاتا ہے۔ مرتبہ حق الیقین ظاہر ہوجاتا ہے۔ اور فنا سے بقا کی طرف ترقی کرتا ہے تو اس وقت اسلام حقیقی جلوہ گر ہوجاتا ہے بندہ حیرت ومدہوشی سے نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ کو اسی کے ساتھ پاتا ہے۔ نہ کہ اپنے ساتھ اور نہ ہی اپنے علم کے ساتھ جو کہ فانی ہوچکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتاً فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوْ رًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور کردیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ قَتَلْتُهٗ فَاَ نَا دِيَتُهٗ جس کو میں نے قتل کیا تو میں خود ہی اس کا خون بہا ہوں۔

۱: بادرد بساز چوں دوائے تومنم در کس منگر چوں آشنائے تومنم

ترجمہ: جب میں ہی تیرے درد کا دوا ہوں تو درد کے ساتھ موافقت کرلے جب تیرا محبوب میں ہی ہوں۔ کسی اور کی طرف مت دیکھ۔

۲: گر بر سر کوئے عشق ما کشتہ شوی شکر انہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

ترجمہ: اگر تم میرے عشق کے کوچہ میں قتل ہوجاؤ تو شکر ادا کرو کیونکہ تمھارا خون بہا میں خود ہوں۔

فائدہ نمبر۲ **ایک خواب کی تعبیر**

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ آپ نے جو خواب میں دیکھا تھا کہ یہ فقیر (قیوم ثانی حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) تمہیں کہہ رہا ہے کہ فانی فی اللہ ہوجاؤ باقی باللہ نہ بننا۔ ہوسکتا ہے کہ اس اعتبار سے کہا ہو کہ ابھی تک بقا کا وقت نہیں آیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بقا محض بخشش الٰہی ہے جس کا مقدمہ فنا ہے لہٰذا معنی یہ ہوں گے کہ بقا کے حصول میں تکلیف نہ کرو کیونکہ فنائے اتم کے حصول کے بعد بلا محنت از راہِ فضل وکمال اس سے مشرف کردیں گے بخلاف فنا کے۔ گو وہ بھی وہی چیز ہے مگر اس کے مقدمات کسبی ہیں کیونکہ جس فنا کو انتفاء حقیقت کہتے ہیں کسبی نفی کا نتیجہ ہے اس لئے کہ نفی طریقت ہے اور انتفاء حقیقت ہے اور طریقت

۱: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب [illegible] ۲: [illegible] جلد ثالث مکتوب نمبر ۳۸

بظاہر کسب سے متعلق ہے اور حقیقت وہی چیز ہے۔ فانی فی اللہ ہو جاؤ یعنی اس کے مقدمات کی تحصیل میں کوشش کرو اور نفی کو اپنے کمال تک پہنچاؤ تاکہ کامل طور پر انتفا حاصل ہو سکے۔

دوسری بات سیر و سلوک سے مقصود اللہ عزوجل کے ماسوا کی گرفتاری سے رہائی اور نفس کی شرارت، رعونت اور انانیت سے خلاصی پانا ہے یہ چیز فنا میں ہی حاصل ہوتی ہے اور معاملہ ء بقا جو کہ سالکوں کے اقدام کے پھسلنے کا مقام ہے اور ان کے اس وہم کا محل ہوتا ہے کہ بندہ حق تعالیٰ شانہٗ عن ذلک بن جاتا ہے۔ یقیناً یہ وہم مدفوع ہے کیونکہ حقیقی بقا میں اخلاق رذیلہ سے نکل کر جو کہ فنا کے ساتھ مربوط ہے اخلاق حسنہ سے متخلق ہونا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ فانی بنو یعنی طالب فنا ہو جاؤ باقی نہ بنو یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اگر از خود عطا کر دیں تو نعمت عظمیٰ ہے اور امید ہے کہ لغزش سے محفوظ رکھیں گے۔

<u>فائدہ نمبر ۳</u>　　<u>خواب کی تعبیر</u>

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ جو شخص خواب میں خود کو زیورات سے آراستہ اور جواہر سے پیراستہ پاتا ہے اسے بقا کی خوشخبری سنا دو۔

<u>فائدہ نمبر ۴</u>　　<u>خواب و بشارت</u>

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔ خواب میں خود کو انوار سے گھرا ہوا پانے نور کے دریاؤں کو اپنے اندر داخل ہونے اور اجزاءِ نور کو اپنے اجزاء خیال کرنے والے کو ممکن ہے کہ بقا حاصل ہو گئی ہو۔

---

[۱] مکتوبات معصومیہ جلد ثالث [illegible] [۲] [illegible] مکتوب نمبر ۱۲۰

ھدایت ہفتم

ظلال کے مراتب اور ولایت صغریٰ کے بیان میں

فائدہ نمبر۱ سالک کا مبدء تعین تک وصول

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ جان لو کہ اشخاصِ عالم اسماء وصفات کے ظلال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر اسم کے درمیان کتنے ہی ظلال ہیں تب اس شخص تک نوبت پہنچی ہے۔ پس فنا وبقا کی ترقی کے وقت جو اسم سالک کا مبدءِ تعین ہے اس کے ظلال میں سے کسی ظل کے ساتھ حصول میسر ہوگا۔ اور منتسبات وتعلقات کو اس اسم جو ظلال میں سے ایک ظل ہے کے حوالے کرکے اس اسم کے اوصاف کے ساتھ متحقق ہوگا اور اس تحتانی اسم کو چھوڑ کر فوقانی اسم کے ساتھ جو کہ اس اسم کا اصل ہے مل جائے گا اسی طرح پہلے اصل سے دوسرے اصل کے ساتھ دوسرے اصل سے تیسرے اصل کے ساتھ تیسرے سے چوتھے چوتھے سے پانچویں پانچویں سے چھٹے ساتویں اور جہاں تک خداوند تعالیٰ چاہے گا بقا پالے گا۔ دیکھئے کون بانصیب ہے جو ان مراتبِ ظلال سے نکل کر اصلِ اسم کے ساتھ واصل ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر۲ انسان کامل وغیر کامل میں فرق

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔ اور یہ اصول اس کثرت اور اس قدر بلندی کے باوجود اس سالک کے اجزاء بن جائیں گے یہاں تک کہ قطرہ کو دریا اور تنکے کو پہاڑ بنا دیں گے اور جب یہ اصول سالک کے اجزاء بن جائیں گے تو یقیناً ان کے کمالات وبرکات سے حصہ کاملہ نصیب ہوگا اور اس کا کمال ان اجزاء کے کمالات کا جامع ہوگا۔ اس جگہ آپ انسانِ کامل اور باقی افرادِ انسانیہ میں فرق معلوم کرسکتے ہیں کہ انسانِ کامل دریائے محیط ہے اور عام لوگ اس کے معمولی قطرے۔ یہ لوگ اس کی کیا پہچان کرسکیں گے اور اس کے کمالات سے کیا پاسکیں گے؟ کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے کہ الٰہی تو نے اپنے اولیاء کو کتنی قدر ومنزلت سے نوازا ہے کہ جس شخص نے ان کو پہچان لیا اس نے تجھے پالیا اور جس نے تجھے نہیں پایا اس نے انہیں نہیں پہچانا۔

جس طرح کہ انسانِ کامل اور انسانِ ناقص میں اجزاء کی کثرت وقلت کے اعتبار سے فرق ہے اسی انداز سے ان کی طاعت وحسنات میں بھی تفاوت ہے۔ ایک شخص کو سو زبانیں عطا فرمائیں اور وہ ہر زبان سے حق تعالیٰ کی یاد کرے اس کو ایسے شخص سے کیا نسبت ہوسکتی ہے جسے صرف ایک زبان عنایت ہو اور وہ اسی ایک زبان سے یادِ حق میں مشغول رہے۔ ایمان ومعرفت اور دیگر کمالات کو اسی معنی پر قیاس کرنا چاہیے۔

فائدہ نمبر۳ دائرہ ظلال مخلوقات کے مبادی کے تعینات کو متضمن ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۳] واضح ہو کہ ظلال کا دائرہ انبیاء کرام وملائکۂ عظام عَلَیْھِم الصَّلٰوۃُ وَ

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ... ۲۔ مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۳۰ ۳۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۰۶

السَّلَام کے سوا تمام مخلوقات کے مبادی ءِ تعینات کو متضمن ہے اشخاص میں سے ہر شخص کے لئے ہر اسم کا ایک ظل مبدء تعین ہے حتی کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو کہ انبیاء کرام عَلَیْهِم السَّلَام کے بعد افضل البشر ہیں کا مبدء تعین اس دائرہ کے نقطہ سے اوپر والا نقطہ ہے۔

فائدہ نمبر۴ ہر آدمی کی بہشت اسم الٰہی کے ظہور سے عبارت ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1] کہ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر شخص کی بہشت اس شخص کے مبدء تعین کے مطابق اسم الٰہی کے ظہور سے عبارت ہے جو کہ انہار و اشجار، حور و قصور کی صورت میں ان اسماء و صفات کے علو و سفل اور جامعیت و عدمِ جامعیت کے فرق کے مطابق ہے اور جنت کے درجات کا تفاوت بھی اسی فرق کے پیش نظر ہے۔

فائدہ نمبر۵ ولایت صغریٰ کی تعریف

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2] کہ جاننا چاہیے کہ ظلالِ اسم تک رسائی اور ان کے مراتب میں سیر کو ولایت صغری سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ ولایتِ اولیاء ہے۔

فائدہ نمبر۶ مراقبہ اور اذکار قلبیہ کا فائدہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[3] اور یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ ولایت صغریٰ کے کمالات حاصل کرنے میں عمدہ چیز مراقبہ اور اذکارِ قلبیہ ہیں یعنی اسم ذات اور نفی و اثبات کا ذکر۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر [illegible] [2] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر [illegible] [3] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷

ھدایت ہشتم

ولایت کبریٰ اور مراتب وصول کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ **ولایت کبریٰ کن لوگوں کا حصہ ہے؟**

حضرت محبوب سبحانی مجدّد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ اس دائرۂ ظل کے بعد اگر اسماء وصفات کے دائرہ میں بطریق سیر فی اللہ عروج واقع ہو تو یہ ولایتِ کبریٰ کی ابتداء ہوگی اور ولایت کبریٰ بالاصالہ انبیاء کرام علیہم السلام و التحیۃ کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کی اتباع میں ان کے اصحاب کرام علیہم الرضوان بھی اس دولت سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔

اس دائرہ کا نصفِ سافل اسماء وصفاتِ زائدہ کو متضمن ہے اور نصف عالی شیون واعتبارات کی انتہاء تک ہے۔ اس کے بعد محض فضلِ خداوندی جلَّ شانہٗ سے اس مقام صفات وشیونات سے ترقی واقع ہو تو ان کے اصول کے دائرہ میں سیر ہوگی اور اس دائرہ اصول سے آگے اس کے دائرہ اصول میں سیر ہوتی ہے اسکے طے کرنے کے بعد قوس نما دائرہ ظاہر ہوگا اسے بھی قطع کرنا چاہیے اور جب اس قوس کے اوپر قوس کے علاوہ کوئی چیز ظاہر نہ ہو تو اسی قوس پر اکتفا کرنا چاہیے اس جگہ ایک سِر (راز) ہے جس پر ابھی تک اطلاع نہیں دی گئی[۲]۔ اسماء وصفات کے یہ اصول سہ گانہ مذکورہ حضرت خداوند تعالیٰ وتقدس میں محض اعتبار ہی اعتبار ہیں جو کہ صفات وشیونات کے مبادی ہیں۔

ان اصولِ سہ گانہ اصول دائرہ اصول صفات وشیونات، دائرہ اصولِ اصول صفات وشیونات و ذائرہ فوق کا حصول، نفس مطمئنہ کے ساتھ مخصوص ہے اور سالک اسلام حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں نفسِ مطمئنہ تخت صدر پر جا بیٹھتا ہے اور مقام رضا تک ترقی حاصل کر لیتا ہے اور یہی جگہ انبیاء کرام کی ولایت ولایت کبریٰ کا منتہی ہے۔

فائدہ نمبر ۲ **اطمینان نفس کے باوجود اجزاء جسم کی سرکشی باقی رہتی ہے**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۳]۔ اطمینان نفس حاصل ہونے کے باوجود اجزاء جسم جو کہ مختلف الطبائع اجزاء سے مرکب ہیں اور اس کی ہر طبیعت ایک امر کی خواہاں اور ایک سے گریزاں ہے طغیان وسرکشی سے باز نہیں آئے اور اگر قوتِ شہوانیہ ہے تو اس جسم سے پیدا ہوتی ہے اور قوتِ غضبیہ ہے تو اسی جگہ سے ظاہر ہے ناری جز واطمینان نفس کے باوجود اپنی بہتری اور تکبر کا دعویٰ کرتا ہے۔ جزء ارضی ابھی تک اپنی خست وکمینگی پر پشیماں نہیں ہوا۔ اسی قیاس پر دیگر اجزاء ہیں۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تمام حیوانات میں جو نفس ناطقہ نہیں رکھتے یہ صفات رذیلہ موجود ہیں اور شہوت، غضب، شرَہ اور حرص سے متصف ہیں اور یہ جہاد ومخالفت مصالح ومنافع کے ذریعے ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ امید ہے کہ بفضلہ تعالیٰ یہ مخالفت مستحباب کے ترک سے اوپر نہیں جائے گی اور مکروہات تنزیہیہ کے ارتکاب سے نیچے نہیں آئے گی۔

۱: مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰، ۲: بعد میں مطلع کر دیا گیا اس کی تفصیل مکتوبات معصومیہ مکتوب نمبر ۶۸ پر مرقوم ہے۔

۳: مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۵

فائدہ نمبر ۳ فناء لطائف کی علامات

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ فنائے روحی، سرّی، خفی اور اخفی کی علامات دریافت کی تھیں؟

میرے مخدوم: فی الحال تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اتنی بات ضرور ہے کہ کامل طور پر فنائے نفس ان لطائف کی فنا کو متضمن و شامل ہے کیونکہ فنا سے قبل اور بعد لطائف عشرہ[۲] میں رئیس یہ نفس ہی ہے۔

خِیَا رُ کُمْ فِی الْجَاھِلِیَّہِ خِیَارُ کُم فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْ ا فِی الدِّ یْنِ

جو زمانہ جاہلیت میں تم سے بہتر تھے اسلام میں آنے کے بعد بھی وہی بہتر ہیں جب کہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں

فائدہ نمبر ۴ فناءِ نفس کی ابتداء و انتہا

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۳]۔ جان لینا چاہیے کہ فنا و اطمینان نفس جس پر اسلام حقیقی کا دارومدار ہے اگرچہ ولایت صغریٰ میں شروع ہو جاتی ہے لیکن اس کا کمال کمالاتِ ولایت کبریٰ کے حصول سے وابستہ ہے۔ بلکہ ان اصولِ سہ گانہ کے ساتھ وابستہ ہے جو دائرہ اسماء وصفات وشیون واعتبارات سے بلند ہیں۔ اور ولایتِ کبریٰ ان اصولِ سہ گانہ اور اس دائرہ کے مجموعہ کا نام ہے اور یہ دائرہ عالم امر کے پانچوں لطائف کے عروج کا منتہی ہے۔ اس سے اوپر عالم امر کو گذر نہیں۔ نفس ان اصولِ سہ گانہ کے کمالات کے حصول کا امیدوار ہے اطمینان اور شرح صدر حقیقتاً اسی مقام پر حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت عالی مرتبت قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس نے لکھا ہے کہ نفسِ مطمئنہ شرح صدر کے حصول کے بعد جو کہ ولایت کبریٰ کے لوازم سے ہے اپنے مقام سے عروج کر کے تختِ صدر (سینہ) پر ترقی کرتا ہے اور اس جگہ یعنی لطائف عالم امر میں تسلط کر لیتا ہے اور قرب کے ممالک (مقامات قرب) پر غلبہ پالیتا ہے اور تخت صدر در حقیقت مرتبہ کبریٰ کے عروج کے تمام مقامات سے برتر ہے۔

سوال: اگر کہا جائے کہ نفس کا مقام دماغ میں ہے اور اس کو سینہ پر فوقیت حاصل ہے اور اس کا نیچے سینے پر آنا بظاہر تنزل ہے اس کو ارتقا کس طرح کہہ سکتے ہیں؟

جواب: اگرچہ دماغ صورت وظاہر کے اعتبار سے سینے پر فوقیت رکھتا ہے لیکن در حقیقت معاملہ برعکس ہے اور معنوی طور پر سینہ کو دماغ پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ سر غرور، خودی اور انانیت وسرکشی کا محل اور بڑائی تکبر وخیالات فاسدہ کا مقام ہے جب کہ سینہ ایمان الہام اور واردات کا مرکز اور اسرار کا گنجینہ ہے اس کی دلیل میں یہ آیۃ کریمہ ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہُ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّ بِّہٖ (۳۹۔۲۲)

تو کیا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

---

[۱] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۳، [۲] لطائف عشرہ سے پانچ عالم خلق سے متعلق ہیں نمبر۱: ہوا نمبر۲: آگ نمبر۳: پانی نمبر۴: مٹی نمبر۵: نفس اور پانچ عالم امر سے نمبر۱: قلب نمبر۲: روح نمبر۳: سر نمبر۴: خفی نمبر۵: اخفیٰ، [۳] مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۹۷

حدیث شریف میں آتا ہے۔

اِذَا دَخَلَ النُّوْ رُ اِنْفَسَحَ کہ جب نور سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کھل جاتا ہے۔

اور نفس جب اوصاف رذیلہ سے پاک ہوجاتا ہے تو ہمسری وانانیت کے دعویٰ سے بری وتائب ہوجاتا ہے اور مقبول و مطمئن بن جاتا ہے۔

رَبَّنَا اَخْرِ جْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْ يَةِ الظَّا لِمِ اَهْلُهَا (۴-۷۵)

اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں۔ کے مقتضا کے مطابق اپنی جگہ چھوڑ دیتا ہے اور گناہ کی زمین سے ہجرت کر جاتا ہے اور نیکوں کی ہمسائیگی جو کہ لطائفِ عالم امر ہیں اختیار کر لیتا ہے۔ اور بمصداق حدیث مبارک خِيَا رُ كُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُ كُم فِي الْإِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْ ا لطائف عالم امر کا سردار بن جاتا ہے اور تخت صدر پر قرار پا کر تسلط قائم کر لیتا ہے۔ اور یہ تختِ صدر پر آ کر اس کے ابطنِ بطون کی طرف نظر کرتا ہے اور اس مطمئنہ میں مجالِ مخالفت و گنجائش سرکشی نہیں رہتی اور جب یہ اپنی انانیت سے قربت و نیستی کی طرف آ کر خواہشات و تعلقات سے خالی اور یکسو ہو گیا اور ان کو اپنے اہل کے سپرد کرتے ہوئے موت وعدمیت کے ساتھ موافقت کر لی تو حق تعالیٰ نے اس کو عزت سے نواز دیا

فَانْظُرْ اِلىٰ آثَارِ رَحْمَةِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (۳۰-۵۰)

تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو کیونکر زمین زندہ کرتا ہے اس کے مرنے کے پیچھے۔

اور اس وقت اسے اوصاف ذمیمہ واخلاق سیئہ کی بجائے اخلاق حسنہ سے نوازا جاتا ہے اور اس سے نیکی کے سوا کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی اور وہ حق کی طرف بلاتا ہے۔

فَاُولٰئِكَ يُبَدِّ لُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَا تٍ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْ رًا رَّحِيْمًا

تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فائدہ نمبر ۵ فناءِ نفس کا کمال

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ فنائے نفس کا کمال یہ ہے کہ جس طرح صفاتِ کمال اصل کے ساتھ ملحق ہو گئیں اور سالک میں عدم کے سوا کچھ نہ رہا یہ عدم بھی جو کہ کمالات کا آئینہ تھا عدم مطلق سے جاملتا ہے اس وقت عارف کی نہ ذات رہتی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی اثر۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد ... مکتوب نمبر ۱۵۲

لَا تُبقِی وَ لَا تَذَرُ (۷۴-۲۸)

نہ وہ باقی رکھے گا اور نہ چھوڑے گا۔

اس وقت مَنْ قَتَلْتُهُ فَاَ نَا دِيَتُهُ کہ جس کو میں نے قتل کیا تو میں ہی اس کا خون بہا ہوں۔ کے حکم کے مطابق معاملہ بقا کا ہے اور ولایت کبریٰ کا معاملہ سامنے ہے۔ فنا و بقا اگرچہ ولایت صغریٰ سے وابستہ تھے مگر حقیقت فنا و بقا ولایت کبریٰ میں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ عدم مطلق سے عدم خاص کا ملحق ہونا ولایت کبریٰ کے خصائص سے ہے۔

فائدہ نمبر ۶ سیر اقربیت

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1] کہ جاننا چاہیے کہ سیر آفاقی و سیر انفسی کے بعد مرتبہء اقربیت میں سیر واقع ہوتی ہے۔ تجلی صفاتی اور ذاتی اس جگہ متحقق ہوتی ہے غلبہء وہم اور دائرہ خیال سے اس مقام پر نجات ملتی ہے۔ کیونکہ سلطانِ وہم و خیال کو دائرہ آفاق و انفس سے باہر سلطنت میسر نہیں ہے۔ وہم کی انتہا ظل کی انتہا تک ہے جس جگہ ظل نہ ہو وہم نہیں ہوتا تو ناچار ولایت ظلی میں وہم سے خلاصی موت کے بعد میسر ہوتی ہے اور وہم عدم کی طرف آتا ہے اور ولایت اصلی یعنی ولایتِ کبریٰ میں وہم و خیال کی قید سے اس دنیا میں خلاصی حاصل ہو جاتی ہے کہ باوجود وہم کے قیدِ وہم سے آزاد ہے پہلے گروہ ولایت صغریٰ والوں کو جو کچھ آخرت میں حاصل ہوگا دوسرے گروہ ولایت کبریٰ والوں کو اس جہاں میں میسر ہے۔

ولایت ظلی کی صورت میں اس عالم دنیا میں حصولِ مطلوب وہم و خیال سے تراشی ہوئی باتوں کے سوا نہیں ہوتا اور ولایت اصلی میں مطلوب تراشِ وہم کے نقص سے مبرا و منزہ ہے۔ ممکن ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے احاطہء وہم اور قید خیال سے تنگ آ کر موت کی آرزو فرمائی ہو تا کہ مطلوب کو لباس وہم و خیال سے جدا پہلو میں دیکھیں اور مبادی موت میں عافاک اللہ کہ اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے کہنے سے منع فرما دیا ہو۔

من شوم عریاں زتن او از خیال تا خرام در نہایات الوصال

میں تن سے جدا ہو جاؤں اور وہ خیال کی دنیا سے یکسو۔ تا کہ میں وصال کی نہایات میں خراماں خراماں چل سکوں۔

فائدہ نمبر ۷ (قید ظلیت سے رہائی کب حاصل ہوگی)

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2] کہ آفاق و انفس کے آئینوں میں جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ داغ ظلیت سے داغدار ہے۔ لہٰذا وہ لائق نفی ہے۔ تا کہ اصل کا اثبات ہو سکے اور جب معاملہ آفاق و انفس سے گذر جائے اور قید ظلیت سے رہائی مل جائے تو دائرہ ظل کے منتہیوں کو مرتبہ اصل سے ظاہر ہونے والی تجلی برقی حاصل ہوتی ہے کہ ایک لمحہ کے لئے قید آفاق و انفس سے

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۳۰ [2] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۳

رہائی بخشی ہے۔ جو جماعت دائرہ آفاق وانفس سے گذر چکی ہے اور ظل سے اصل تک واصل ہو چکی ہے اس کے حق میں یہ تجلی برقی دائمی ہے ان بزرگوں کا مسکن دائرہ اصل ہے جس سے تجلی برقی پیدا ہوتی ہے۔

ولایت ظلی یعنی ولایت صغریٰ میں انتہائی کمال تجلی برقی کا حصول ہے اور یہ تجلی برقی ولایت کبریٰ کا قدم اول ہے کیونکہ ولایت کبریٰ ولایت انبیاء عَلَیْهِمَ الصَّلَوَاتِ وَ التَّسْلِیْمَات ہے اور ولایت صغریٰ اولیاء قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارھم ہمیں اس مقام پر ولایت اولیاء و ولایت انبیاء عَلَیْهِمَ الصَّلَوَاتِ وَ التَّسْلِیْمَات کا فرق معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ولایت صغریٰ کی انتہاء ولایت کبریٰ کی ابتداء ہے۔ کمالاتِ نبوتِ انبیاء علیھم الصلوٰۃ و السلام کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ولایت کبریٰ کی انتہا نبوت کی ابتدا ہے۔ مگر حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے ولایت انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام سے بطور تبعیت و وراثت وافر حصہ پایا۔ تو ارشاد فرمایا یہ فقیر اتنی بات جانتا ہے کہ نسبت اور حضور نقشبندیہ جب کمال کو پہنچ جاتا ہے تو ولایت کبریٰ سے جا ملتا ہے اور اس ولایت کے کمالات سے بہرہ کثیر پاتا ہے بخلاف دوسرے بزرگوں کے طریقوں کے کہ ان کے کمال کی انتہا تجلی برقی ہے۔

فائدہ نمبر ۸ اصل سے آگاہی کے لئے طویل سفر

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں سات سال تک حضرت مولانا خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اس کوشش میں رہا کہ اصل سے آگاہی حاصل کروں تین مرتبہ حجاز مقدس کا سفر کیا اگر میں وہاں مولانا کی مثل یا ان کے کمالات کا مظہر پالیتا تو ہرگز واپس نہ لوٹتا۔

فائدہ نمبر ۹ طریقۂ مجدّدیہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ وہ راستہ جس کے ساتھ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اس فقیر کو ممتاز کیا ہے اول تا آخر نقشبندیہ ہے جو اندراج النہایۃ فی البدایۃ کو متضمن ہے اس بنیاد پر بہت سی عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں اور محلات کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ اس قدر ترقی نہ پاتا۔ بخارا اور سمرقند سے بیج لا کر سرزمین ہند میں بویا جس کی اصل خاکِ طیبہ و بطحا ہے اور کئی سال تک اپنے فضل و کرم کے پانی سے سیراب کیا اور تربیتِ احسان سے مربّی فرمایا جب یہ کھیتی اور یہ کام اپنے کمال کو پہنچا تو یہ ان علوم و معارف کا افادہ و افاضہ کر رہا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر [illegible] ... مکتوب نمبر ۲۶۰

ہدایت نہم

ولایت علیا کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ — اسم الظاہر اور اسم اَلْبَاطِنُ کی سیر

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1] کہ جب سیر کو اس مقام تک پہنچایا تو وہم ہوا کہ شاید کام مکمل ہو چکا ہے غیب سے آواز آئی کہ یہ تمام اسم اَلظَّاھِر کی تفصیل تھی جو عالم قدس میں پرواز کے لئے ایک بازو ہے اور پرواز کے لئے دوسرا بازو اسم اَلْبَاطِنُ ابھی آگے ہے جب اس کی تفصیلی سیر انجام تک پہنچالو گے تو پرواز کے دو بازو دستیاب ہوں گے جب بفضلہ تعالیٰ اسم اَلْبَاطِنُ کی سیر مکمل ہوگئی تو طریقت کی پرواز کے لئے دو بازو مکمل طور پر میسر ہو گئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ.

اے میرے بیٹے: اسم اَلْبَاطِنُ کے متعلق کیا لکھیں کہ اس کی سیر کے مناسب پوشیدگی و راز داری ہی ہے۔ اس سیر سے اتنی بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسم اَلظَّاھِر میں صفات کی سیر ہوتی ہے اور اس کے ضمن میں ذات تعالیٰ و تقدس ملحوظ نہیں ہوتی۔ اور اسم اَلْبَاطِنُ کی سیر اگرچہ اسماء کی سیر ہے لیکن اس کے ضمن میں ذات ملحوظ ہوتی ہے۔ اور ذات حق تعالیٰ کے چھپانے کے لئے یہ اسماء بمنزلہ ڈھال ہیں مثلاً صفت اَلْعِلْمُ میں ذات اصلاً ملحوظ نہیں اور اسم اَلْعَلِیْمُ میں پس پردہ ذات ملحوظ ہے کیونکہ علیم وہ ذات ہے جس کے ساتھ علم قائم ہے۔ اَلْعِلْمُ میں سیر اسم اَلظَّاھِر کی سیر ہے اور اَلْعَلِیْمُ میں سیر اسم اَلْبَاطِنُ کی سیر ہے۔ اس پر باقی اسماء و صفات کو قیاس کر لو۔

اسم اَلْبَاطِنُ سے متعلق اسماء ملائکہ ملاءِ اعلیٰ کے مبادی تعینات ہیں۔ ان اسماء میں شروع ہونا ملاءِ اعلیٰ کی ولایت علیا میں قدم رکھنا ہے۔ علم اور علیم ظاہر اور باطن میں جو فرق بیان ہوا ہے اس کو کم نہ سمجھنا اور علم و علیم کے درمیان مسافت کو معمولی نہ جاننا بلکہ اس فرق کے آگے تو مرکز خاک کا محدب عرش کے ساتھ فرق دریا کے سامنے ایک قطرے کا حکم رکھتا ہے۔ کہنے کو تو نزدیک ہے مگر حصول میں بہت بعید۔

فائدہ نمبر ۲ — تمام ولایات سے اعلیٰ مقام

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2] یہ مقام ولایت کا درجہ اعلیٰ ہے۔ حتیٰ کہ ولایتِ انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَ التَّسْلِيْمَاتُ پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔ ان کی افضلیت نبوت کی وجہ سے ہے اس مقام میں قلب پہلے مقام کی نسبت زیادہ وسیع ہوتا ہے اور پہلے مقام میں وسعت بلا لحاظِ ذات، اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کے لحاظ سے ہے۔ اور اس وسعت میں ذات باری تعالیٰ ان کمالات کے ساتھ ملحوظ ہے۔ ان وسعتوں میں بہت فرق ہے۔ اسماء و صفات کی ذات کے سامنے کیا نسبت ہو سکتی ہے اور ذات کے مقابلہ میں ان کا کیا شمار ہے؟

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰ [2] مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۴۱

فائدہ نمبر ۳ **ایک حقیقت کا دوسری حقیقت سے بلند ہونا افضل ہونے کو مستلزم نہیں ہے**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ ایک حقیقت کا دوسری حقیقت پر تفوق پہلے حقیقت والے کی دوسری حقیقت والے پر افضلیت کا موجب نہیں ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ صاحب حقیقت تحتانیہ کو حقیقت فوقانیہ پر عروج حاصل ہوا ہو اور مراتب قرب ظاہر ہوئے ہوں اور صاحبِ حقیقت فوقانیہ اپنی حقیقت میں ہی محبوس ہو۔ اور اپنی حقیقت سے ترقی نہ پا سکا ہو اور مراتب قرب کی کثرت جس پر فضیلت کا دارومدار ہے حاصل نہ کرسکا ہو۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں کرتے کہ ملاء اعلیٰ کی ولایت خواص بشر کی ولایت سے بلند ہے لیکن حقائق ملک سے عروج کے اعتبار سے خواصِ بشر کو فضیلت حاصل ہے اور ملائکہ کو اپنی حقیقتوں سے عروج نہیں ہوا۔

وَمَا مِنَّا اِلَّا وَ لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ہم میں سے ہر ایک کا مقرر مقام ہے

شرح مواقف میں ہے کہ

اِنَّ الملائکتہ وَ اِنْ کَانُوْا فَوْقَ الْبَشَرِ فِي بَعْضِ الْاُمُوْرِ وَ لٰكِنَّ الْاَفْضَلِيَةَ بِمَعْنٰى كَثْرَةِ الثَّوَابِ لِلْبَشَرِ

کہ ملائکہ اگرچہ بعض امور میں انسانوں سے بلند ہیں لیکن بایں معنی کہ افضلیت کا مدار کثرت ثواب پر ہے افضلیت انسانوں کو ہی حاصل ہے۔ نیز عالم امر عالم خلق سے اوپر ہے اور فضیلت عالم خلق کو حاصل ہے کیونکہ خلق کا قرب اصلی ہے اور عالم امر کا قرب ظلی ہے۔ عنصر خاکی عالم خلق و امر کے لطائف سے بہت نیچے ہے اور اس کی یہ پستی اس کی رفعت کا باعث و سبب ہے اور جو قرب خاکیوں کو حاصل ہے وہ قدسیوں کو نہیں۔

زمین زادہ بر آسمان تافتہ   زمین و زمان را پس انداختہ

زمین سے تعلق رکھنے والے جب آسمان پر جلوہ گر ہوئے تو بلندی پرواز میں سب زمین و آسمان کو پیچھے چھوڑ گئے۔

فائدہ نمبر ۴ **ولایت نبوت سے افضل نہیں ہوسکتی**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2] اگر ولایت کو نبوت پر فضیلت ہوتی تو فرشتے جن کی ولایت تمام ولایات سے اکمل ہے انبیاء کرام علیھم السلام سے افضل ہوتے صوفیہ کرام کا جو گروہ ولایت کو نبوت سے افضل جانتا ہے وہ ملاء اعلیٰ کی ولایت کو ولایت انبیاء علیھم السلام سے اکمل دیکھتا ہے خاص کر ملائکہ علیین کو انبیاء کِرَامُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوَاتُ وَ التَّسْلِيْمَاتُ سے افضل کہتا ہے وہ جمہور اہلسنت سے جدا ہے اور یہ سب حقیقت نبوت پر عدم اطلاع کا نتیجہ ہے۔

فائدہ نمبر ۵ **ترقی میں عنصر ناری کا حصہ**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[3]۔ ان دو بازوؤں (اسم ظاہر اور اسم باطن) کے بعد جب پرواز و عروج واقع ہوا تو معلوم ہوا کہ ترقی اصالۃً عنصر ناری، ہوائی اور آبی کا حصہ ہے۔ ملائکہ کرام عَلٰى نَبِيِّنَا وَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کو بھی ان عناصر سہ گانہ سے حصہ حاصل ہے جیسا کہ روایت میں وارد ہے کہ بعض فرشتے آگ اور برف سے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی تسبیح ہے۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۸۳، [2] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۸ [3] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰

سُبحان مَن جمع بَین الثلج وَ النَّارِ

پاک ہے وہ ذات جس نے آگ اور برف کو جمع فرما دیا۔

فائدہ نمبر ۶ — لطائف کا اپنے اصول سے ترقی کرنا ولایت کے لئے شرط ہے

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ لطائف کا اپنے اصول سے عروج شرطِ ولایت ہے۔ ولایت صغریٰ میں ولایت کا عروج ظلالِ اسماء وصفات تک ہے۔ لطائف امر کے عروج کی انتہا ولایت کبریٰ بلکہ اس کے دائرہ اول تک ہے اکثر معاملہ عالم خلق کے ساتھ ہے۔ ولایت کبریٰ کے باقی دائروں سے نفس کا حصہ ہے اور خاک کے علاوہ دیگر عناصر کا حصہ ولایت علیا سے ہے۔

فائدہ نمبر ۷ — ایک خواب

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ اس سیر کے دوران خواب میں دیکھا گویا کہ ایک راستہ پر لے جا رہے ہیں زیادہ چلنے کی وجہ سے عاجز آ چکا ہوں۔ لکڑی اور کھونٹی کی آرزو کرتا ہوں کہ شاید بایں طور راستہ پر چل سکوں۔ وہ میسر نہ ہوئی۔ ہر خس و خاشاک میں ہاتھ ڈالتا ہوں تا کہ راستہ پر چلنے کی طاقت پاؤں اور چلے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ ایک مدت تک اسی حال میں سیر کرتا رہا۔ فنائے شہر ظاہر ہوئی اس کی مسافت طے کرنے کے بعد شہر میں داخل ہوا معلوم ہوا کہ یہ شہر تعین اول سے عبارت ہے جو کہ جمیع مراتب اسماء وصفات اور شیون و اعتبارات کا جامع ہے اور ان مراتب کے اصول اور اصولِ اصول کا بھی جامع ہے اور اعتبارات ذاتیہ کا منتہی ہے۔ اس کا امتیاز علمِ حصولی کے مناسب ہے۔ اس کے بعد سیر واقع ہوگی تو علم حصولی کے مناسب ہوگی۔

اے فرزند: رب العزت جَلَّ جلا لہٗ کی بارگاہ میں علم حصولی و حضوری کا اطلاق تمثیل و تنظیر کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ صفات جن کا وجود ذاتِ باری تعالیٰ کے وجود پر زائد ہے اس کا علم علمِ حصولی کے مناسب ہوگا اور اعتباراتِ ذاتیہ جن کا وجود باری تعالیٰ پر زیادتی متصور ہی نہیں کا علم علمِ حضوری کے مناسب ہے ورنہ وہاں تو معلوم کی کوئی چیز حاصل ہوئے بغیر علم کا معلوم کے ساتھ ارتباط کے بغیر اور کوئی چیز نہیں ہے اور یہ تعین اول جس سے شہر جامع کنایہ ہے ولایات انبیاء کِرَامْ وَ مَلَائِکَۃِ عِظَامْ عَلَیْہِمُ الصَّلَوٰاتِ وَ التَّسْلِیْمَات کا جامع ہے۔ اور ولایت علیا کا منتہی ہے جو کہ ملاء اعلیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

فائدہ نمبر ۸ — ذکر نفی و ثبات کا محل

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[3]۔ آخری دو ولایتوں کے حصول میں زبان سے نفی و اثبات کا ذکر کرنا عمدہ ہے۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۲۸، [2] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰
[3] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷

فائدہ نمبر ۹

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سوال: نفی و اثبات کا ذکر لسانی کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کا جب تکرار کریں تو محمد ﷺ رسول اللہ ساتھ ملائیں یا نہ ملائیں؟ اگر ملائیں تو کتنی مرتبہ تکرار کے بعد؟

جواب: میرے مخدوم: مرتبہ کا کوئی تعین نہیں ہے۔ 100,50,20,18 کے بعد ملا سکتے ہیں۔

ھدایت دہم

کمالات نبوت کے بیان میں.

فائدہ نمبر۱ — ذات وصفات میں امتیاز.

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ساتواں مرتبہ ذات حق تبارک وتعالیٰ کو صفات واسماء سے جدا کرنا ہے ,کیونکہ مُحِبّ ذات شرکت صفات گوارانہیں کرتا اگر چہ ذاتِ خداوندی سے صفاتِ خداوندی کا جدا کرنا متصور ہی نہیں ,اور اللہ تعالیٰ کی ذات کسی وقت اور کسی حال میں بھی صفات سے الگ نہیں ہے لیکن بمطابق اَلمرءُ مَعَ مَن اَحَبَّ کہ آدمی کو جس کے ساتھ محبت ہے اسی کے ساتھ ہے ذات سالک کو ذات خداوندی سے ایک معیت ہے کہ وہاں صفات ملحوظ ہی نہیں.پس ذات کا صفات سے الگ ہونا دید ومحبت میں ہے.جس کا ثمرہ معیت مذکورہ ہے اور بس نہ کہ خارج ونفس الامر میں.

فائدہ نمبر۲ — کمالات نبوت کا حصول بالتبع تابع وخادم کو بھی ہوجاتا ہے.

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔کہ اسمُ الباطِن سے گزرنے کے بعد انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے مراتب کے فرق کے مطابق جو کمالات سامنے آتے ہیں ان کمالات کا حاصل ہونا اصالۃً تو انبیاء کرام علیھم السلام کے لئے ہے اور تبعاً و وراثۃً جسے چاہیں نوازدیں۔

فائدہ نمبر۳ — کمالات نبوت کے لیۓ لازم نہیں کہ آدمی نبی ہو یا نبی کے مساوی ہو.

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۳]۔افراد اُمت میں سے بعض کو اگر بطور تبعیت ووراثت کمالاتِ نبوت حاصل ہوں تو اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ نبی بن جائیں یا مرتبہ میں نبی کے برابر ہوجائیں کیونکہ کمالاتِ نبوت کا حصول اور چیز ہے اور منصب نبوت کا حصول اور جیسا کہ اس کی تفصیل وتحقیق حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمائی ہے۔

فائدہ نمبر۴ — حصولِ کمالات میں عنصر خاکی کا حصّہ.

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۴]۔لطائف انسانی میں سے عنصر خاک کو ان کمالات سے اصالۃً حظِ وافر حاصل ہے اور باقی اجزاء انسانی کو خواہ وہ عالم امر سے ہوں یا عالم خلق سے اس مقام میں عنصر خاک کے تابع ہیں اور اس کے طفیل اس دولت سے شرف یاب ہوئے ہیں. جب یہ عنصر بشر کے ساتھ مخصوص ہے تو لامحالہ خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہوں گے کیونکہ جو کچھ اس عنصر کو میسر ہوا ہے وہ کسی اور کو میسر نہیں ہوا اس سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ ولایت صغریٰ ہو یا ولایت کبریٰ یا ولایت علیا تمام کمالات نبوت کے ظلال ہیں اور وہ کمالات اِن کمالات کی حقیقت کے سامنے شبہ ومثال ہیں اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سیر میں ایک نقطہ کا قطع کرنا مقام ولایت کے جمیع کمالات طے کرنے سے زائد ہے ,پھر آپ قیاس کرلیں کہ پہلے جمیع کمالات کی ان تمام کمالات سے

---

۱ مکتوبات معصومیہ جلداول مکتوب نمبر۴۷، ۲ مکتوبات معصومیہ جلداول مکتوب نمبر۴۷

۳ مکتوبات معصومیہ جلداول مکتوب نمبر ۱۹ ۴ مکتوبات امام ربانی جلداول مکتوب نمبر۲۶۰

نسبت دریائے محیط کی سی قطرۂ بے مقدار کے ساتھ ہے۔ اس جگہ یہ نسبت بھی مفقود ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ مقامات نبوت کی مقام ولایت کے ساتھ نسبت غیر متناہی کی متناہی کے ساتھ نسبت کی مثل ہے۔ اس راز سے ناواقف کہتے ہیں 'الولایۃ افضل من النبوۃ' کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اور دوسرے حضرات عدم آگاہی کی بناء پر اس کی یوں توجیہ کرتے ہیں کہ نبی کی ولایت نبی کی نبوت سے افضل ہے۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے مونہوں سے نکلتا ہے۔

فائدہ نمبر ۵ اصول کی سیر میں ذوق وشوق کی گنجائش ہوتی ہے بعد میں نہیں۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ سالک کی جب تک سیر اصول میں ہے ذوق وشوق، حلاوت ومعرفت اور اسرار و معارف کے بیان کے لئے زبان کھولنا نسبت احاطہ وسریان اصالت وظلیت ومرآتیت وغیرہ ایسی چیزوں کو ثابت کرنے کی گنجائش رکھتا ہے، اور جب معاملہ اصول سے اوپر ہو جاتا ہے اصل کو ظل کی طرح چھوڑ دیتا ہے تو زبان گونگی ہو جاتی ہے۔

مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور یہ معرفت وحلاوت ختم ہو جاتی ہے۔

اس جگہ اگر لذت وعلم درکار ہو تو اس کا ذریعہ دوسرا ہوگا یہ ایک ایسا امر ہے، جس کو حیرت وجہل سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے 'مَن لَم یَذُق لَم یدرِ' جس نے مے کو چکھا نہیں وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں یہ وہ جہل ونکارت نہیں جو عوام کا حصہ ہے بلکہ یہ ایسا امر ہے کہ جب تک اس کے ساتھ متحقق نہ ہو اس کا وصول نہیں ہو سکتا، یہ جہل ونکارت علم ودانش پر ہزاروں درجے فائق ہے اور یہ خوف وحیرت شوق وحلاوت سے کئی گونہ راجح ہے اور یہ اطلاق مدح بِمَا یُشبِہُ الذَّم کے قبیل سے ہے۔

فائدہ نمبر ۶ نسبت باطن کا کمال

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ کہ ظاہر باطن کی خدمت میں عمدہ سعی کرتا ہے انتہا میں نسبت باطن ادراک سے دور چلی جاتی ہے اور ظاہر سے بیگانہ ہو جاتی ہے اور اس کا وصف معشوقی ناز واستغنا جس کے لوازم سے ہے کمال تک پہنچ جاتا ہے نسبت باطن جس قدر جہالت کی طرف لے جاتی ہے اس قدر بہتر ہوتی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الذَّاتِ اِدرَاکٌ

کہ ذات کا ادراک حاصل ہونے سے عاجز آ جانا بھی ادراک ہے اور یہ بظاہر پیاسا ہونا اور عدم ادراک کارخانہ ظاہر کے برقرار رہنے تک ہے جب اس میں خلل آئے گا اور الرحیل (کوچ) کی ندا پہنچے گی تو نسبت باطن میدان خالی پا کر سینکڑوں آب وتاب کے ساتھ پردۂ ظہور پر آ جائے گی۔

نیز چونکہ موت مقدمات قیامت سے ہے اس جگہ بھی مشہود اتم واکمل ہے اور جب نیند کی موت کے ساتھ مناسبت واخوت کا رشتہ ہے تو بعض خوش نصیبوں کو نیند کے وقت ایک ایسی حالت پیش آتی ہے جو کہ موت کے حالت کے مشابہ ہے اور بیداری پر فوقیت

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتو[illegible] [2] [illegible] مکتوب نمبر ۱۰۹

رکھتی ہے اور برزخ صغریٰ کی تکمیل کے بعد برزخ کبریٰ کا معاملہ سامنے ہوگا اجزاء منتشرہ اور بوسیدہ ہڈیاں جمع کی جائیں گی معاملہ خلل سے رہائی پائے گا تو اُس وقت بدن عنصری کو بالاصالہ قُرب کی دولت نصیب ہوگی۔ کمالِ عزّت و مرتبہ کے ساتھ لطائفِ عالم امر کا امام و پیشواء بنادیں گے بخلاف دنیاوی معاملات کے اس میں باطن معاملات قُرب میں اصل ہے اور ظاہر اس کے تابع ہے اور بروز قیامت باطن ظاہر کے تابع ہوگا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ باطن سے نسبت سلب کر کے ظاہر کو دے دیں گے اور ظاہر کے تابع کر دیں گے بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ ظاہر کو ایسے امر سے سرفراز کریں، ایسے قُرب و منزل سے نوازیں گے کہ باطن اپنے معاملہ کے باوجود ظاہر کی اتباع کی آرزو کرے گا اور اپنی نسبت کو ظاہر کی نسبت کے سامنے محو و لاشئ دیکھے گا۔

تنبیہ۔

بعض کاملین کو دنیا میں وہ کچھ عطاء ہو جاتا ہے جو دوسروں کو بروز قیامت نصیب ہوگا ان کے ظاہر کو باطن پر فضیلت دے کر متبوعِ باطن بنا دیا جاتا ہے ان کی دنیا کو آخرت کا حکم لاحق ہوتا ہے پھر اندازہ کرلو کہ آخرت کو ان کا معاملہ کس قدر افزوں تر ہوگا، جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الصمدانی کو اس خطاب سے مشرف کیا گیا۔ جاننا چاہیے کہ قرب نبوت عالم خلق سے متعلق ہے اور قرب ولایت عالم امر سے وابستہ ہے جس کو قُرب نبوت سے نوازا جائے اس کے حق میں کمال ثابت ہو جاتا ہے

این کارِ دولت ست کنوں تا کرا رسد   یہ تو نصیب و مقدر کی بات دیکھئے کس کو عنائت ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر ۷   بعض خام صوفیوں کے ایک وہم کا ازالہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1] کہ کمالات نبوت مراتب عروج میں ہیں نیز نبوت کے عروجات میں چہرہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، یہ بات نہیں جو لوگ سمجھے بیٹھے ہیں کہ نبوت میں چہرہ خلق کی طرف اور ولایت میں چہرہ حق کی طرف ہوتا ہے ولایت مراتب عروج میں ہے اور نبوت مراتب نزول میں، اس جگہ یہ وہم کر لیا گیا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے، دونوں میں عروج و ہبوط ہے عروج میں ہر دو کی توجہ حق سبحانہ کی جانب ہے اور ہبوط میں چہرہ خلق کی طرف۔

ہبوطِ نبوت کے مرتبہ میں توجہ بالکلیہ مخلوق کی طرف ہوتی ہے اور ہبوط ولایت میں مخلوق کی طرف بالکلیہ توجہ نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کا باطن حق سبحانہ کی جانب مائل رہتا ہے اور ظاہر مخلوق کی جانب، اس میں راز یہی ہے کہ صاحب ولایت نے مقاماتِ عروج کی تکمیل نہیں کی لہٰذا اس کی نگاہ اوپر کی طرف ہی رہے گی جو بالکلیہ توجہ الی الخلوق سے مانع ہے بخلاف صاحب نبوت کے کہ انہوں نے مقامات عروج کی تکمیل کر لی ہے اس لئے بالکلیہ توجہ مخلوق کی طرف ہوگی اور انہیں دعوت الی اللہ دینے میں مشغول ہوں گے، اسے سمجھ لیں کہ اس معرفت شریفہ اور اس کی مثل دیگر معارف میں ہر ایک گفتگو کی مجال نہیں رکھتا۔

فائدہ نمبر ۸   مراتب عروج میں عنصر خاکی کی ترقی

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ جاننا چاہیے کہ مراتب عروج میں جس طرح عنصر خاک سب سے بلند چلا جاتا ہے اس طرح مراتب ہبوط میں سب سے نیچے چلا آتا ہے، سب سے نیچے کیوں نہ آئے جبکہ اس کا مقام طبعی ہی سب سے پست ہے، یقیناً اس مرتبہ والے کی دعوت اتم ہوگی اور اس کا فائدہ اکمل ہوگا۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰، [2] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰

فائدہ نمبر۹ فرائض ونوافل کی ادائیگی سے حصول کمالات کا فرق

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۱] ۔اے فرزند، توجہ سے سن: کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعوت کو عالم خلق تک بند رکھا ہے بُنِـيَ الاِسلامُ عـلـٰى خمَـسٍ کہ اسلام کی بناء پانچ چیزوں پر ہے ,اور جب قلب کی عالم خلق کے ساتھ بہت زیادہ مناسب تھی تو تصدیق قلبی کی بھی دعوت ارشاد فرمائی اور قلب کے ماوراء کی گفتگو نہ کی اور اسے کَالمطرُوحِ فِی الطَّرِیقِ (راہ میں چھوڑی ہوئی چیز) قرار دیا اور مقاصد سے شمار نہ کیا بلکہ بہشت کی نعمتیں ,دوزخ کی تکالیف ,دولت دیدار ,دیدار سے محرومی کی بے نصیبی اسی عالم خلق سے وابستہ ہیں عالمِ امر کا ان سے تعلق نہیں ہے۔

دوسری بات۔اعمال مفروضہ ,واجبہ اور مسنونہ کی بجا آوری قالب سے متعلق ہے جو کہ عالم خلق سے ہے اور اعمال نافلہ عالم امر کا حصہ ہیں ان اعمال کا ثمرہ بھی اعمال کے اندازے کے مطابق ہوگا تو ضروری طور پر جو قُرب اداء فرائض کا ثمرہ ہے وہ عالم خلق کا حصہ ہے اور جو قرب اداءِ نوافل پر مرتب ہوتا ہے وہ عالم امر کا نصیب ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نفل کا فرائض کے مقابلے میں کوئی اعتبار نہیں کاش کہ دریائے محیط کے سامنے قطرہ کی نسبت رکھتا , بلکہ نفل کی سنت کے بالمقابل بھی یہی نسبت ہے پس اس سے ہر دو قرب کا فرق بھی معلوم کر لینا چاہیے ,عالم خلق کو عالم امر پر فضیلت بھی اس فرق کے پیش نظر ہے۔

فائدہ نمبر۱۰ نبوت وولایت کے معارف۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۲] ۔مقام وولایت نبوت کے مناسب علوم و معارف شرائع انبیاء علیہم السلام ہیں جب اقدام نبوت میں فرق ہے تو ان کی شریعتوں میں بھی اسی انداز سے اختلاف ہوگا۔اور مقام وولایت اولیاء کے مناسب معارف وہ شطحیات (یعنی وہ کلمات جو بظاہر مخالف شرع ہیں) مشائخ ہیں اور توحید واتحاد کے مخبر ,احاطہ وسریان کے مشعر قُرب ومعیت کے نشان دہندہ مرآئیت وظلیت کا اعلام کنندہ اور شہود ومشاہدہ کے مثبت علوم ہیں۔

بالجملہ معارف انبیاء علیہم السلام کتاب وسنت ہیں اور معارف اولیاء فصوص الحکم وفتوحات مکیہ ہیں

قیاس کن زگلستان من بہار مرا ہمارے باغ سے ہیں ہماری بہار کا اندازہ کرلو ولایت اولیاء قرب حق کی طرف سراغ رساں ہے اور ولایت انبیاء علیہم السلام اقربیت حق کی نشاندہی کرتی ہے ولایت اولیاء شہود پر دال ہے اور ولایت انبیاء علیہم السلام مجہول الکیفیت نسبت کی مثبت ہے ولایت اولیاء اقربیت سے بے خبر اور جہالت سے آشنا ہے اور ولایت انبیاء علیہم السلام اقربیت کے باوجود قرب کو عین بعد جانتی اور مشہود کو عین غیبت شمار کرتی ہے۔

---

[۱] مکتوبات امام ربانی جلد اول [illegible] ۲ [illegible] مکتوب نمبر ۲۶۰

فائدہ نمبر ۱۱ **فناءِ نفس کی ابتداء ولایت صغریٰ میں ہے اور انتہا ولایت کبریٰ میں۔**

حضرت خواجہ عروۃُ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ فناءِ نفس کی ابتدا ولایت صغریٰ میں ہے اور اس کے کمالات ولایت کبریٰ سے مربوط ہیں بلکہ عناصر اربعہ کے اعتدال سے جو کہ کمالات نبوت سے وابستہ ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۲ **شہود و مشاہدہ ظلال سے وابستہ ہے۔**

حضرت خواجہ عروۃُ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ کہ شہود و مشاہدہ ظلال سے وابستہ ہیں اور درک و وصل اس جگہ تک ہے کہ جس پر اصل کا اطلاق ہے۔ اور جب معاملہ ظلال سے بڑھ جائے اور اصل بھی ظلال کی مانند راہ میں رہ جائے تو معاملہ غیب الغیب سے جا پڑتا ہے پہلے معاملات ہباء منثوراً اور پراگندہ ہو جاتے ہیں، اور ایمان شہودی ایمان بالغیب سے تبدیل ہو جاتا ہے لذت و حلاوت اور ذوق و شوق کی بجائے بے کیفی اور درد و غم آ جاتا ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْحُزنِ مُتَواصِلَ الفِكْرِ ,

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غمگین اور متواتر متفکر رہتے تھے۔

یہ بزرگ فقط اطاعت محبوب میں لذت پاتے ہیں اور ان کا اُنس صرف بندگی میں بند ہے۔ دیگر حضرات شہود کی لذت سے لطف انداز ہوتے ہیں اور خیالِ وصال پر فریفتہ ہیں۔

اور ان حضرات نے اس شہود سے آنکھ بند کی ہوئی ہے اور اس وصال کو خیال تصور کر کے غیب کے ساتھ جو کہ شہود پر ہزاروں درجے افضل ہے مطمئن ہیں اور اس کی بندگی میں کمر ہمت چست باندھے ہوئے ہیں امام کے ساتھ تحریمہ اولیٰ کو تجلیات وظہورات سے بہتر جانتے ہیں، خشوع و خضوع اور سجدہ گاہ میں نظر جمانے کو شہود و مشاہدہ سے بڑھ کر تصور کرتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۳ **درجات کی کوتاہی کا مقام**

حضرت خواجہ عروۃُ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[3] اور جب معاملہ اصول سے بلند ہوتا ہے اور بساطت صَرف پیش آتی ہے تو یہ درجات کوتاہی کرتے ہیں اور فنا و بقا راہ میں رہ جاتے ہیں.

فائدہ نمبر ۱۴ **عشق کی شورش کا محل**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[4]۔ اے فرزند: عشق کی شورش، محبت کا آوازہ شوق انگیز نعرے، درد آویز چیخیں، وجد، تواجد، رقص، اور رقاصی مقامات ظلال میں ہیں اور ظہورات و تجلیات ظلیہ کے وقت اصل تک رسائی کے بعد ان امور کا حصول متصور نہیں اس جگہ محبت بمعنی ارادہ طاعت ہے جس طرح کہ علماء فرماتے ہیں نہ کہ اس سے زائد معنی میں جو منشاء ذوق و شوق ہے جیسا کہ بعض صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ نے گمان کیا ہے

۱: مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۸۵، ۲: مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۸۷

۳: مکتوبات معصومیہ جلد ثا[illegible] ۱۲۷ [illegible] مکتوب نمبر ۲۱۰

فائدہ نمبر ۱۵　کمالات نبوت کا معاملہ کس سے متعلق ہے۔؟

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ ایک سوال جب کمالات نبوت کا معاملہ ذات بحت سے وابستہ ہوتا ہے تو حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآنی کے اس پر فوقیت رکھنے کی کیا صورت ہوگی۔؟

جواب: میرے مخدوم یہ کیسے معلوم ہوا ہے کہ کمالات نبوت کا تعلق ذات بحت سے ہے اس فقیر سے کس نے نقل کیا ہے فقیر نے ہرگز ایسا نہیں کہا اور حضرت امام ربانی قدس سرہ کے کلام سے بھی ایسا معلوم نہیں ہوتا، ہاں ان کے کمالات تک وصول ولایت سہ گانہ کے حصول کے بعد ہے اور اس طرح اسماؤ صفات، شیون واعتبار اور تنزیہات و تقدسیات کے عبور کے اسم، الظاہر اور اسمُ الباطن، سے ترقی کے بعد ہے جو کہ بیان طریقہ پر مشتمل مکتوب میں مفصل مذکور ہے۔

کیف الوِصَالُ اِلیٰ سَعَادٍ وَ دُو نَہا　　قُلَلُ الجِبَالِ و دُو نَھُنَّ قُطو ف

محبوبہ سعاد تک رسائی کیسے ہوگی جب کے راستے میں بلند و بالا پہاڑ اور گہرے غار حائل ہیں

یہ معاملہ ذات بحت سے کیسے متعلق ہوسکتا ہے؟ جب کہ حضرت امام ربانی نے اس مکتوب میں عظمت و کبریائی کے سراپردوں سے تعبیر حقیقت کعبہ کو کمالات نبوت سے اوپر لکھا ہے اور کمالات نبوت سے جز وارضی کا حصہ ثابت کیا ہے اور حقیقت کعبہ سے ہیات وحدانی کا حصہ جو کہ عالم خلق و عالم امر کا مجموعہ ہے حاصل ہونا تحریر فرمایا ہے نیز اسی مکتوب میں مرتبہ ذات کو ان کمالات سے بلند ثابت کیا ہے اور لکھا ہے کہ ذات باری تعالیٰ اس وجود عدم سے بلند ہے اس وجود وعدم سے ماوراء ہے۔

فائدہ نمبر ۱۶　کمالات نبوت کے متعلق سوال و جواب

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔

سوال۔ جب مرتبہ کمالات نبوت اسماء وصفات اور شیون و اعتبارات کے مرتبہ سے بلند ہے تو حقیقت کعبہ اور اس کی مثل مسجودیت وغیرہ کے اعتبارات سے مقید کا کمالات نبوت سے تفوق کس معنی کے اعتبار سے ہوگا؟

جواب۔ یہ شبہ تفصیل طلب ہے اتنی بات جان لیں کہ مرتبہ کمالات نبوت ان اسماء وصفات اور شیون و اعتبارات سے بلند ہے جو ولایت کبریٰ اور علیین میں ثابت ہیں

فائدہ نمبر ۱۷　کمالات نبوت بالاصالہ انبیاء کرام علیھم السلام کے لئے ہیں اور بالتبع ان کے اصحاب کے لئے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۳]۔ واضح ہو کہ اس عطیہ یعنی کمالات نبوت کا حصول انبیاء کرام علیھم الصلوات و التسلیمات کے حق میں بالاصالہ و بلا واسطہ اور بالذات ہے اور ان کے اصحاب کے حق میں جو بطور تبعیت و وراثت جو اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں وہ انبیاء کرام علیھم السلام کے توسط سے انبیاء کرام اور ان کے اصحاب عظام علیھم السلام کے بعد بہت کم لوگ اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں اگر کوئی صاحب بالتبع اور بطور وراثت اس دولت سے راہ یاب ہو تو یہ جائز ہے

۱: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۰،　۲: مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۵۴،
۳: مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۱

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید　　دیگران هم بکنند آنچه مسیحا میکرد

اگر فیض روح القدس پھر سے مدد فرمائے تو دوسرے لوگ بھی وہ کمال ظاہر کر دیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوتے تھے مجھے تسلیم ہے کہ یہ دولت کبار تابعین میں پرتو انداز رہی اور اسی طرح تبع تابعین میں بھی جلوہ فگن رہی اس کے بعد پردہ استتار میں چلی گئی یہاں تک کہ آنحضور ﷺ کی بعثت کے بعد دوسرے ہزار سالہ دور تک نوبت پہنچی ہے اس وقت بھی یہ دولت بطریق تبعیت ووراثت منصۂ ظہور میں آئی ہے اور آخر کو اول کے مشابہہ کر دیا ہے۔

اگر بادشہ بر در پیرزن　　بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

اگر بادشاہ بوڑھیا کے دروازے پر جلوہ فرما ہو جائے تو اے سردار تجھے غصہ نہیں کرنا چاہیے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مَتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الصَّلٰوات وَالتَّسْلِيْمَاتُ اَتَمُّهَا وَاَكْمَلُهَا.

فائدہ نمبر ۱۸　　مجدد مائۃ اور مجدد الف میں فرق۔

حضرت امام ربانیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔ ان علوم و معارف کا حامل اس ہزار سالہ دور کا مجدد ہے جیسا کہ آپ کے علوم و معارف میں نظر کرنے والوں پر مخفی نہیں جو حضرات علوم ذات و صفات اور افعال سے تعلق رکھتے ہیں اور احوال و مواجید اور تجلیات و ظہورات سے متلبس ہیں وہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ علوم و معارف علوم علماء سے بلند اور معارف اولیاء سے ماوراء ہیں بلکہ ان کے علوم اس کی بہ نسبت پوست ہیں اور یہ علوم اس پوست کا مغز ہیں۔ **واللہ الهادی۔**

جان لیں کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد تشریف فرما ہوا ہے مگر مجدد مائۃ اور ہے مجدد الف اور، اور جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے اسی طرح ان ہر دو کے مجدد میں فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ مجدد الف وہ ہے کہ اس مدت میں امتیوں کو جو فیوضات پہنچیں گے اس کے واسطہ سے پہنچیں گے اگرچہ وہ لوگ اپنے وقت کے اقطاب و اوتاد و ابدال و نجباء ہی ہوں۔

خاص کند بندہ مصلحت عام را مصلحت عامہ کی خاطر کسی بندے کو خاص کر لیتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۹　　نماز اور تلاوت کلام الٰہی کا محل کیا ہے۔ اور ثمرہ کس حالت میں مرتب ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰؒ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲] اور جب معاملہ ظلال و اصول کے مراتب سے اوپر چلا جاتا ہے اور اصل کو بھی ظل کی طرح چھوڑ دیتا ہے۔ کمال بلندی اور عدم تمیز کی وجہ سے حیرت و جہل تک پہنچ جاتا ہے اور اس مقام میں اس کلمہ مبارکہ کی تکرار مفید نہیں۔ اس مقام میں ترقی درجات کے مطابق نماز اور تلاوت کلام مجید سے ہوتی ہے۔ اور ہمارے حضرت امام ربانی قدس

۱؎ مکتوبات امام ربانی جلد [illegible] مکتوب نمبر ۴۷

سرہ سے سنا گیا ہے کہ اس وقت اگر کلمہ طیبہ کی تکرار اس لحاظ سے کی جائے کہ یہ بھی قرآن مجید کا لفظ ہے اور ابتدا تعوذ سے کی جائے تو قرآن مجید کی تلاوت کا ثمرہ اور فائدہ دے گا۔

فائدہ نمبر ۲۰ **ترقی کا مدار محض فضل وکرم پر ہے نہ کہ اعتقاد وعمل پر۔**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ اس کے بعد ایسا مقام آتا ہے کہ جہاں عمل کوئی نتیجہ نہیں دیتا اور اعتقاد کا کوئی دخل نہیں ہے اس جگہ ترقی محض تفضّل واحسان سے مربوط ہے۔

فائدہ نمبر ۲۱ **انبیاء کرام علیہم السلام سے مخصوص مقام۔**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ یہ مقام بالا صالہ انبیاء اولوالعزم علیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہے امت میں کوئی خوش نصیب ہے جسے اس دولت سے نوازیں۔

؎ باکر یماں کا رہا دشوار نیست   کریم لوگوں پر بڑے بڑے کام بھی دشوار نہیں

فائدہ نمبر ۲۲ **تفضّل سے محبت کی طرف ترقی۔**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[3]۔ پھر اس کے بعد اس سے اوپر والا کمال آتا ہے جس میں تفضّل محبت کی طرف ترقی کی جاتی ہے اس کمال کے حصول میں ترقی کا دارو مدار محض محبت پر ہے اور محبت میں بھی دو کمال ہیں

۱۔ کمال محبیت۔ ۲۔ کمال محبوبیت۔

محبیت ذاتیہ کے کمالات بالا صالہ حضرت کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخصوص ہیں اور محبوبیت ذاتیہ کے کمالات اولا وبالذات حضرت حبیب ﷺ سے مخصوص ہیں اور ان دونوں بزرگوں کے طفیل دوسروں کے لیے ان کمالات سے حصہ کی امید ہے۔

فائدہ نمبر ۲۳ **سوال وجواب۔**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[4]

چوتھا سوال۔ جب عارف کا معاملہ محض تفضّل ومحبت میں جا پہنچتا ہے تو اس مقام میں صوری اعمال یعنی ذکر لسانی، تلاوت کلام الٰہی اور دوسری چیزیں مفید وترقی بخش ہیں یا نہیں؟۔

جواب۔ مفید اور درجات اخرویہ کی رفعت ظاہر کرتے ہیں گناہوں کا کفارہ اور کدورات بشریہ وظلمات جسمانیہ کے مزیل ہیں حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِىْ وَاِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِىْ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

کہ میرے دل پر حجاب آتا ہے تو میں ایک دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷، [2] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷

[3] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷ [4] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷

اس مقام سے واصل حضرات کی ترقی ان کے اعمال سے وابستہ نہیں بلکہ محض فضل اور محبت پر موقوف ہے علیٰ تفاوت الدرجات۔

فائدہ نمبر ۲۴ کمالات نبوت کی سیر کے بعد قدم اٹھائیں تو عدم محض میں پہنچ جائے گا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کے محبوب اکرم ﷺ کے صدقہ سے اس سیر کمالات نبوت جو کہ ذات کو اسماء وصفات اور شیون و اعتبارات سے جدا کرنے سے عبارت ہے کو مکمل کر لیا تب مشہود ہوا کہ اگر ایک اور قدم بڑھایا گیا تو عدم محض میں جا گرے گا۔ کیونکہ اس سے وراء عدم محض ہے اے فرزند۔ اس معاملہ سے یہ وہم وخیال نہ کرنا کہ عنقا شکار ہو گیا اور یہ کہ سی مرغ جال میں پھنس گیا ہے۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چین کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

ابھی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے

ہنوز ایوان استغنا بلند ست مرا فکر رسیدان ناپسند ست

یہ ورائیت وجود حجابات کی بنا پر نہیں ہے اس لئے کہ تمام حجابات اُٹھ چکے ہیں بلکہ عظمت و کبریائی کے ثبوت کے اعتبار سے ہے جو کہ ادراک سے مانع اور وجدان کے منافی ہے

هُوَ سُبْحَانَهٗ اَقْرَبُ فِی الْوَجُوْدِ وَاَبْعَدُ فِی الْوِجْدَان

اللہ تعالیٰ وجود کے اعتبار سے بہت قریب اور وجدان (پائے جانے) کے اعتبار سے بہت بعید ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ...

ہدایت یازدہم
حقیقت کعبہ کے بیان میں

فائدہ نمبر ا **عظمت و کبریائی کے خیموں میں مقام۔**

حضرت محبوب سبحانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1] کہ لیکن بعض کاملین محبوبین کو انبیاء کرام علیہم السلام کے طفیل عظمت و کبریائی کے خیموں میں جگہ دیتے ہیں اور بارگاہ کا محرم بنالیتے ہیں تو ان کے ساتھ ان کے مرتبہ و مقام کے مطابق وہ معاملہ کیا جاتا ہے جو کیا جاتا ہے۔

اے فرزند یہ معاملہ انسانی ہیئت وحدانی سے مخصوص ہے جو کہ عالم خلق و امر کے مجموعہ سے پیدا ہوئی ہے اس کے باوجود اس کا رئیس عنصر خاکی ہی ہے۔

فائدہ نمبر ۲ **حقیقت کعبہ کے کمالات۔**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ اس مقام شنگرف کے کمالات حقیقت کعبہ ربانی سے متعلق ہیں جو کہ سالک کی ہیئت وحدانی کے ساتھ مختص ہیں اور عظمت و کبریائی کا مظہر ہیں۔

فائدہ نمبر ۳ **قلب کے معنی۔**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[3] کہ جاننا چاہیے کہ ارباب ولایت قلب بول کر انسانی حقیقت جامعہ مراد لیتے ہیں جس کا تعلق عالم امر سے ہے اور لسان نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر قلب گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس کی اصلاح سے سارے جسم کی اصلاح مربوط ہے اور اس کے فساد سے سارے بطن کا فساد لازم ہے کما ورد فی الحدیث۔

بے شک جسد آدم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اس کے فساد سے سارے جسم میں فساد ہو جاتا ہے اور آگاہ ہو جاؤ وہ دل ہے۔

اور جب حقیقت جامعہ نہایۃ النہایۃ پر پہنچ کر ولایت خاصہ سے حظ وافر حاصل کرتی ہے تو اگر جلوہ مطلوب پیدا ہوا ہو تو اس میں ظل مطلوب پیدا ہوا ہے نہ کہ عین مطلوب جیسا کہ آئینہ میں شخص کی مثال ہوتی ہے نہ کہ عین شخص بخلاف اس مضغہ کے کہ اس میں آئینہ کے برعکس عین مطلوب ظاہر ہوگا نہ کہ ظل مطلوب اس لئے فرمایا گیا کہ مجھے بندہ مومن کا دل سما سکتا ہے۔

یہ معاملہ طریقہ نظر و فکر سے بلند ہے اس جگہ حلول و تمکن کا بالکل خیال نہ کرنا کیونکہ یہ الحاد و زندقہ ہے، دنیا میں عقل تو اس بات کا یقین نہیں کر سکتی کہ ایک شے بعینہٖ دوسری میں ظاہر بھی ہو اور اس جگہ حلول و تمکن بھی نہ ہو یہ عقل کی نارسائی ہے اور غائب کا شاہد پر قیاس ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰ [2] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰ [3] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۴۶

توتقصیر کواپنے پاس جگہ نہ دو۔
اے برادر: دل کو گوشت کا ایک بے حیثیت ٹکڑا نہ سمجھنا بلکہ وہ تو ایک نفیس جوہر ہے جس میں عالم خلق کے خزانے ودیعت رکھے گئے ہیں اور عالم امر کے دفائن و امور خفیہ اس میں پنہاں ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر معاملات ہیں جو کہ اس حقیقت وحدانی سے مربوط ہیں۔
پہلے اجزاء عشرہ کو تزکیہ و تصفیہ، جذبہ و سلوک اور فنا و بقا سے مزکی و مطہر کیا اور تعلقات ماسوا کے میل سے آزاد کیا مثلاً قلب کو تقلب سے نکال کر تمکن تک پہنچایا اور نفس کو امارگی سے اطمینان میں لایا گیا جزو ناری کی سرکشی و نافرمانی کو روکا گیا اور خاک کو اپنی پستی؛ پست فطرتی سے بلند کیا گیا۔ علیٰ ھذ القیاس اس کے تمام اجزاء کو ترکیب دے کر شخص معین بنایا اور انسان کامل کر دیا اس شخص کے مرکز وجود اور خلاصہ کو مضفہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فائدہ نمبر ۴ **حقائق ثلاثہ سے وصول کمالات نبوت سے اوپر ہے۔**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔

سوال۔ حقائق ثلاثہ تک رسائی تفضّل میں داخل ہے یا نہیں۔

جواب۔ ان حقائق کا معاملہ چونکہ کمالاتِ نبوت سے بلند ہے اس لیے تفضّل میں داخل ہے۔

فائدہ نمبر ۵ **حقیقت کعبہ ربانی سے اتصاف داخل تفضّل ہے۔**

حضرت خواجہ محمد باقر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس عبارت شریفہ سے معلوم ہوتا ہے فوق کمالات نبوت کے معاملات داخل تفضل ہیں لہٰذا جو شخص فقط حقیقت کعبہ ربانی سے متصف ہوا ہے وہ مقام تفضّل سے بہرہ یاب ہے۔

فائدہ نمبر ۶ **ہر مسجد میں کعبہ معظّمہ کا ظہور ہے۔**

مولف کتاب علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کی زبان گوہرفشاں سے سنا ہے کہ مسجد میں حقیقت کعبہ ربانی کا ظہور ہے۔

فائدہ نمبر ۷ **حقیقت کعبہ اور حقیقت محمدّیہ میں فوقیت کے اعتبار سے فرق۔**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ کہ
سوال۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حقیقت کعبہ ربانی حقیقت محمدّیہ سے اوپر ہے تو اس طرح حقیقت کعبہ ربانیہ کا حقیقت محمدیہ سے افضل ہونا لازم آتا ہے حالانکہ آنسرور علیہ ﷺ تمام مخلوقات سے افضل ہیں جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر کرتا؟

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۴۰، [2] مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱

جواب۔ حقیقت کعبہ ربانی معبودیت و مسجودیت کے مقام سے پیدا ہوتی ہے اور آنسرور ﷺ کا کمال مقام عبدیت و عابدیت میں ہے اس بنا پر ہوسکتا ہے حقیقت کعبہ ذاتِ باری تعالیٰ ہو اس لئے کہ در حقیقت معبود و مسجود تو وہ ہی ہے یعنی وہ حقیقت جو اس صورت کی مسجودیت کا منشاء ہوگی ہے بلا شک وشبہ وہ ذات باری تعالیٰ ہے تو اگر اس حقیقت کو حقیقت محمدیہ پر فوقیت و فضیلت حاصل ہو تو خطرے کی کیا بات ہے۔

سوال۔ بعض حضرات کہتے ہیں صورت کعبہ ممکن ہے تو اس کی حقیقت بھی ممکن ہونی چاہیئے تو وہ واجب کیسے ہوگی؟

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ ان بزرگوں کے طریقہ کے مطابق کسی چیز کی حقیقت اس چیز کی ذات اور ما بہ الشئی ھو ھو سے عبارت ہے بلکہ اس کے وجودی اور توابع وجودی فیوض کے مبدا سے عبارت ہے اور وہ چیز ان کے لیے ظل کی مانند ہے صوفیاء کرام کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ السلام و التحیہ تعین اول ہے جس کو وحدت کا نام دیا گیا ہے اور تمام ممکنات کے حقائق جو کہ اعیان ثابتہ میں تعین ثانی ہیں جسے واحدیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ثابت کرتے ہیں دونوں کو واجب مانتے ہیں اور قدیم تسلیم کرتے ہیں نقش الفصوص کے مقدمہ میں ہے ممکن وہ وجود متعین ہے اس کا امکان تعین کے اعتبار سے اور وجوب حقیقت کے اعتبار سے ہے پس جس جگہ حقیقت کعبہ ربانی کو وجوب کے مراتب میں ثابت کیا گیا ہے وہ ان کی اصطلاح پر مبنی ہے اور ممکن کی حقیقت کو ضروری طور پر ممکن قرار دیا گیا ہے وہ ان کی اصطلاح نہیں بلکہ الگ تحقیق اور علیحدہ قول ہے۔

سوال۔ کعبہ کی صورت یہی ظاہری صورت ہے یا کوئی اور چیز ہے؟

جواب اول۔ میرے مخدوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے صورت کعبہ پتھر اور مٹی کی اینٹوں سے عبارت نہیں ہے کیونکہ اگر بالفرض پتھر اور مٹی کی اینٹیں درمیان میں نہ ہوں تب بھی کعبہ کعبہ ہے اور مخلوق کا مسجود الیہ ہے بلکہ صورت کعبہ باوجودیکہ حقائق اشیاء کی طرح عالم خلق سے متعلق ہے لیکن احاطہ حس وخیال سے پوشیدہ ہے عالم محسوسات میں سے ہونے کے باوجود غیر محسوس ہے اشیاء کا متوجہ الیہ ہونے کا باوجود توجہ میں کچھ نہیں ہے ایک ایسی ہستی ہے جس نے نیستی کا لباس اوڑھ رکھا ہے اور ایسی نیستی ہے جو کہ ہستی کے لباس میں ظاہر ہوئی ہے سمت وجہت میں ہونے کے باوجود بے جہت و بے سمت ہے غرضیکہ یہ حقیقت سے مزاج والی صورت ایک ایسی عجیب ترین چیز ہے کہ عقل جن کے تشخص سے عاجز ہے اور عاقل جس کے تعین کرنے میں حیران ہے۔ گویا کہ عالم بے چونی و بے چگونی کا نمونہ رکھتی ہے اور بے مثل و بے مثال ہونے کا نشان اس میں پوشیدہ ہے۔

جواب دوم۔ ایک حقیقت کی دوسری حقیقت پر فوقیت پہلی حقیقت والے کی دوسری حقیقت والے پر افضلیت کا موجب نہیں

ہے جیسا کہ ملاء اعلیٰ کی ولایت میں مذکور ہو چکا ہے۔

جواب سوئم۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حقیقت محمد یہ ﷺ آنسرور ﷺ کے اَوج تنزیہ وتقدیس کے مقامات نزول کی انتہا ہے اور حقیقت کعبہ مقامات عروج کعبہ کی انتہا ہے حقیقت محمد یہ کے عروج کا زینہ اول حقیقت کعبہ کی تنزیہہ کے مرتبے سے بلند ہے اور آپ ﷺ سے عروجات کی انتہا کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو اس تقدیر پر ہر لحاظ سے فوقیت ثابت نہیں ہوتی افضلیت کہاں سے آ گئی۔

جواب چہارم۔ سید کائنات ﷺ کے دو اسم گرامی ہیں 1 ۔ محمد ﷺ 2۔ احمد ﷺ۔

ہر دو ناموں کی ولایت جدا جدا ہے، آپ کے وجود عنصری اور اس عالم ظلمانی کو ہدایت دینے کے اعتبار سے آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے اور اس اسم مبارک کی ولایت اللہ تعالیٰ کے اس اسم مبارک سے نشو نما پاتی ہے، جو اس عالم سفلی کی تربیت سے مناسبت رکھتا ہے اور یہ ولایت حقیقت محمد یہ کے ساتھ موسوم ہے۔

اور آپ ﷺ روحانی وجود کے اعتبار سے عالم ملکوت و روحانیین کے مربی ہیں اور وجود عنصری سے قبل اس وجود کے ساتھ مرتبہ نبوت پر فائز تھے اسی لحاظ سے فرمایا

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام کا وجود تیار نہ ہوا تھا۔

اس وجود کے اعتبار سے آپ کا نام احمد ہے اور اس نام کی ولایت وہ شانِ جامع ہے جو کہ حقیقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مبدء واصل ہے اور اس عالم نورانی کے مناسب ہے جس کو حقیقت احمد یہ سے موسوم کرتے ہیں اور نیز حقیقت کعبہ ربانی سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور اس عالم عنصری سے متعلق نبوت دونوں حقیقتوں کے اعتبار سے ہے صرف ایک حقیقت کے ساتھ مختص نہیں ہے اور اس مرتبہ میں آنسرور ﷺ کی مربی وہ شان جامع بھی ہے اور اس شان کا مبدء بھی اسی لئے اس مرتبہ والی دعوت پہلی دعوت سے کامل تر ہے کیونکہ وہ عالم امر اور روحانییں تک محدود تھی اور اس مرتبہ کی دعوت عالم خلق وامر دونوں کی شامل ہے اور ان دونوں حقیقتوں میں سے ہر ایک حقیقت آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ہر دو اسم مبارک کے اعتبار سے بمنزلۂ مکان طبعی ہے اور ان دونوں حقیقتوں سے بلند آنسرور ﷺ کو بے حد و بے حساب عروج حاصل ہے جس کی انتہا علام الغیوب ہی جانتا ہے۔

فضیلت کا دارومدار اور برتری کا انحصار اسی چیز پر ہے۔ اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ حقیقت کعبہ آنحضرت ﷺ کی حقیقت جامعہ کا ایک جزو ہے جو کہ آپ کے جسمانی، روحانی، اور خلق وامر کے کمالات کی جامع ہے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یہ فوقیت مجوث عنہ دراصل آپ ﷺ کے بعض کمالات کی آپ کے بعض کمالات پر فوقیت ہے اس معنی کی تحقیق میں تفصیل ہے مگر اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

فائدہ نمبر ۸ شانِ العلم اور شانِ الحیوٰۃ۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔شان علم اگر چہ شان حیوٰۃ کے تابع ہے لیکن علم کو حضرت واجب تعالیٰ وتقدس کے مرتبہ میں صفات وشیون کے سقوط کے بعد ایسی مثال اور گنجائش ہے جو حیات کو حاصل نہیں ہے ،صفات وشیون کس طرح اس درجہ تک پہنچ سکتی ہے یہ ایسا مرتبہ ہے جو تمام نسبتوں سے تجرد کے مقام میں واقع ہے اس پر صرف نور کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

یہ مسلم ہے کہ علم کی اس جگہ گنجائش ہے لیکن یہ حصولی یا حضوری نہیں کیونکہ یہ دونوں قسمیں خود حیوٰۃ کی متبع ہیں وہ علم حضرت ذات باری تعالیٰ کی طرح بے مثل وبے کیف ہے۔تمام کا تمام شعور ہے جو بے مثل اور عالم ومعلوم کے اعتبار سے منزہ ہے اور اس سے بلند وہ مرتبہ ہے کہ وہاں علم بھی دیگر صفات کی طرح گنجائش نہیں رکھتا اس جگہ بالکلیہ نور ہی ہے جس کی اصل بے مثل وبے مثال شعور ہے جب اس ذات نور کا ظل بے مثل وبے مثال ہے تو اصل عین نور کے بے مثل وبے مثال ہونے میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے اور اس کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے؟ تمام کمالات وجوبی وامکانی نور کے ظلال اور قائم بالنور ہیں وجود بھی نور سے موجود ہوا ہے اور مبدء آثار بنا ہے۔

جب مرتبہ اولیٰ نے ذات نور محض سے پستی کی بو پائی اور جامع شعور ونور بنا تو مخبر صادق ﷺ نے اس کے مخلوق ہونے کی خبر دی کبھی اس کو عقل سے تعبیر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا اور کبھی اسے نور سے تعبیر فرمایا

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا

مرتبہ دوم جو کہ نور محض اور لاتعین کے ساتھ متعین ہے اسے دوسروں کی طرح ذات خصہ اور واحدیت مجردہ خیال نہ کرنا کیونکہ یہ بھی نورانی حجابات میں سے ایک حجاب ہے اللہ تعالیٰ کے لئے نور وظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں اس حجاب کا گو تعین نہیں ہے لیکن مطلوب حقیقی سے حجاب ضرور ہے اگر چہ آخری ہی ہو۔

اور اللہ تعالیٰ وراء الوراء ہے اور یہ مرتبہ علیا تجلیات ذاتیہ سے بلندی پر واقع ہے فعل وصفت کی تجلیات کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے ،کیونکہ تجلی تعین کی آمیزش کے بغیر تو متصور ہی نہیں ،اور یہ مقام تمام تعینات سے بالا ہے۔اور ان تجلیات ذاتیہ کا منشا بھی وہی نور محض ہے اور اس نور کے توسط کے بغیر تجلی صورت پذیر نہیں ہو سکتی مجھے تسلیم ہے کہ یہ ذات نور ہی حقیقت کعبہ ربانی ہے جو کہ تمام خلائق کی مسجود اور جمیع تعینات کی اصل ہے جب تجلیات ذاتیہ کا ملجاو ماویٰ نور ہے تو پھر اس طرح تعریف کرنے کی کیا ضرورت رہتی ہے کہ یہ دوسروں کا مسجود ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہزاروں میں سے کسی ایک عارف کو اس دولت تک رسائی سے مشرف فرمایا اور اس مقام کی فنا وبقا سے سرفراز کرتا ہے جو اس نور سے بقا پا کر فوق اور فوق الفوق سے حصہ لے سکتا ہے یہ وہم نہ کیا جائے اور اس عارف کے حق میں ذات باری تعالیٰ کے تمام حجابات ہٹ گئے ہیں کیونکہ ان میں سے آخری حجاب خود یہ نور ہے۔

---

[۱] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب ...

ہدایت دوازدہم

حقیقت قرآن میں

فائدہ نمبر 1 حقیقت قرآن حقیقت کعبہ سے بلند ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ نور صرف کے مرتبہ علیا جس کو اس فقیر نے حقیقت کعبہ ربانی پایا اور لکھا ہے کے بعد ایک بہت بلند مرتبہ ہے جو کلام خداوندی قرآن حکیم کی حقیقت ہے کعبہ معظمہ بحکم قرآن قبلہ آفاق بنا تو تمام کا مسجود الیہ بننے سے مشرف ہوا ہے قرآن حکیم امام ہے اور کعبہ شریف اس کا مقتدی یہ مرتبہ مقدسہ ذات پاک جل وعلا کی وسعت بے مثل کا مبدا ہے نیز اس ذات بے چوں و بے مثال کے در مبدء علیہ کا مبداء امتیاز بھی ہے جسے میں نے حقیقت قرآن کہا ہے اس مرتبہ میں اطلاق نور کی گنجائش نہیں ہے باقی کمالات کی طرح نور بھی راستہ کی چیز ہے وسعت بے چوں اور امتیاز بے چگوں کے بغیر وہاں کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے۔

قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آ گیا

میں نور سے مراد قرآن حکیم بھی ہو سکتا ہے تو یہ انزال وتنزیل کے اعتبار سے ہوگا جیسا کہ کلمہ قد جاءکم من اللہ نور اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے

فائدہ نمبر 2 انوار قرآن کے انکشاف کی علامت

حضرت شیخ محمد باقر فرماتے ہیں کہ، مخدوم زادہ حضرت خواجہ سیف الدین سلمہٗ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین درگاہ عالیہ سرہند شریف کی" زبان گوہر فشاں معارف بیان سے سنا گیا ہے کہ انوار قرآن مجید کے انکشاف کی علامت غالباً باطن عارف پر ورود ثقل ہے گویا آیہء کریمہ اِنَّا سَنُلْقِي قَوْلًا ثَقِيلًا بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے اسی معرفت کی مشیر ہے۔

فائدہ نمبر 3 ایک اعتراض کا جواب

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ فرماتے ہیں[2]۔ اس بیان پر یہ شبہ بھی ساقط ہو گیا کہ حقیقت قرآن صفت کلام سے پیدا ہوتی ہے یا شانِ کلام سے لہٰذا یہ ولایت کبریٰ میں داخل ہوگی اور اس کی کمالات نبوت پر فوقیت کس طرح ہوگی؟

کیونکہ یہ معنیٰ ذات باری تعالیٰ کی وسعت بے چوں کا مبدء ہے اور ولایت سہ گانہ کمالات نبوت وحقیقت کعبہ سے بالاتر ہے اسے سمجھ لو

فائدہ نمبر 4 مسئلہ کلام میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ فرماتے ہیں[3]۔ کلام الٰہی کے مسئلہ میں علماء اہلسنت وجماعت (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے) کا مذہب یہ ہے کہ حضرت سبحانہ وتعالیٰ ازل سے ابد تک ایک ہی بسیط حقیقی کلام سے متکلم ہے تکثر و تفصیل کی گنجائش نہیں ہے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اسی ایک کلمہ بسیط سے امر و نہی پیدا ہوئے اور اسی ایک بسیط کلمہ سے استفہام، تمنی ترجی، اخبار، وعدہ اور وعید صادر ہوئے ہیں وہ کلمہ بسیط ہے جس نے فرقان وتورات کا نام پایا ہے اور زبور انجیل کے ساتھ تفصیل پکڑی ہے

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث [illegible] [2] [illegible] [3] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۸۷

اس مقام میں ہمارے شیخ مجدد قدس سرہ العزیز کا ایک منفرد قول اور تحقیق کے بعد ایک تدقیق ہے اور وہ یہ کہ کلام الٰہی جلّ جلالہ میں اجمال وعدم تجزی کے باوجود تفصیل بھی ثابت ہے اور وسعت وتمیز بھی موجود ہے بسیط ہونے کے باوجود امر نہی سے ممتاز ہے اور اخبار انشاء سے جیسا کہ ہم مرتبہ ذات حق میں اجمال کے باوجود وسعت ثابت کرتے ہیں۔

کیونکہ وسعت وتفصیل بھی صفات کمال سے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ — اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

جاننا چاہیے کہ ہم اس مرتبہ میں جس اجمال وتفصیل کا اثبات کرتے ہیں یہ اجمال وتفصیل ہماری سمجھ سے ورا ہے ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تبعض وتجزی (ٹکڑے ٹکڑے اور اجزاء ہونا) کا سبب ہے

تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا — اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت ہی بلند ہے

بلکہ باقی صفات اور ذات کی طرح یہ اجمال وتفصیل بھی بے چون وچگونہ ہے

عَرَفْتُ رَبِّىْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ

میں نے اپنے رب کو اضداد کے جمع ہونے سے پہچانا ہے یہ معرفت اگرچہ عقل سے ماوراء ہے مگر کشف صحیح اور الہام صریح سے تائید یافتہ ہے اور جس تمیز کی علماء کرام نے نفی فرمائی ہے وہ تمیز چون وچند کی قسم سے ہے یہ بسیط ہونے کے منافی ہے۔

فائدہ نمبر 5 — اللہ تعالیٰ پر لفظ وحدت واجمال کا اطلاق

حضرت خواجہ عروۃ الوثقی فرماتے ہیں[1]۔ ذات حق جلّ سلطانہ، کے ساتھ لفظ تفصیل کی نسبت لفظ اجمال ووحدت کی مناسبت زیادہ ہے اس لئے کہ لفظ تفصیل تبعض وتجزی کا وہم ڈالتا ہے اس لئے ذات حق تعالیٰ پر اجمال وحدت کا اطلاق اختیار کیا گیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ہمارے ادراک میں آنے والے اجمال وتفصیل سے منزہ ومبرا ہے اور اگر بے کیف وحدت و وسعت کہیں تو یہ دونوں ثابت ہیں، اسے سمجھو اور تقصیر کرنے والے نہ بنو۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب ۱۱۷

ہدایت سیزدہم
حقیقت صلوٰۃ کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 **حقیقت صلوٰۃ کی تفصیل**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقی فرماتے ہیں[1]۔ اس مرتبہ مقدسہ حقیقت قرآن سے اوپر ایک بہت ہی بلند مرتبہ ہے جو کہ حقیقت صلوٰۃ ہے عالم شہادت میں اس کی صورت ارباب نہایت نمازیوں کے ساتھ قائم ہے اور ہوسکتا ہے قصہ معراج میں وارد **قف یامحمد فان الله یصلی** (اے محبوب ٹھہریے اللہ تعالیٰ صلوٰۃ پڑھ رہا ہے) کا اس طرف اشارہ ہو۔

بلکہ یہ وہ عبادت ہے جو اطوار قدم سے ظہور پذیر ہونے والی ہے مراتب وجود سے صادر مرتبہ تجرد وتنزہ کے لائق ہے تو جناب قدس کے لائق وہ عبادت ہے جو مراتب وجوب سے صادر ہو اس کے سوا کچھ نہیں ہیں پس وہی عابد ہے اور وہی معبود اس مرتبہ قدس میں کمال وسعت ہے اور امتیاز بے مثل وبے کیف ہے۔

فائدہ نمبر 2 **حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ میں فرق۔**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقی فرماتے ہیں[2]۔

سوال۔ مبدء شئی کو شئی پر تقدم وتفوق حاصل ہوتا ہے تو چاہیے کہ حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ پر مقدم ہو حالانکہ حقیقت صلوٰۃ کو حقیقت قرآن سے اوپر لکھتے ہیں۔؟

جواب۔ ہوسکتا ہے کہ مبدئیت سالک کی جانب عروج ہو یعنی مدارج عروج میں وسعت کی ابتداء حقیقت قرآن سے ہو اور اس کا کمال حقیقت فوقانی میں ہے اس معنی کے لحاظ سے مبدء ہونا مؤخر ہو گیا ہو۔

جواب دیگر یہ ہے کہ دونوں طرفوں کو دو اعتبار سے تفوق حاصل ہے حقیقت قرآنی چونکہ حقیقت صلوٰۃ کی جز ہے کل اس جز اور اس کے علاوہ دیگر اجزاء پر مشتمل ہے اس لئے افضل ہے پس اس جگہ تفوق صوری جز کو حاصل ہے اور تفوق معنوی ورتبی کل کو۔

فائدہ نمبر 3 **حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ کا جزو ہے:**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[3]۔ کہ حقیقت کعبہ وحقیقت قرآن دونوں حقیقت صلوٰۃ کا جزو ہیں اس لئے کہ صلوٰۃ مراتب عبادات کے تمام کمالات کو جامع ہے کہ اصل الاصل کی نسبت رکھتی ہے۔

فائدہ نمبر 4 **لذت صلوٰۃ حظ نفس نہیں ہے۔**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقی فرماتے ہیں[4]۔ کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے اپنے مکتوبات قدس آیات میں تحریر فرمایا ہے کہ

---

۱ مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۷۰، مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۴۰
۲ مکتوبات امام ربانی جلد ثالث ... جلد اول مکتوب نمبر ۲۲۵

ادائے صلوٰۃ کے وقت حاصل ہونے والی لذت میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہے نفس عین حصول لذت کے وقت آہ و بکا میں ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس دنیا میں نماز کا رتبہ آخرت کے رتبہ دیدار باری تعالیٰ کی طرح ہے۔

فائدہ نمبر 5 نماز کی خصوصیات اور اس امت مرحومہ کی مدح وستائش

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1] کہ میرے پیارے بھائی ارشدہ، اللہ تعالیٰ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے دوسرا رکن نماز کا ہے اور عبادات جامع ہے یہ ایسا جزو ہے کہ اس نے کل کا حکم پیدا کرلیا ہے اور اعمال قرب دہندہ میں بلند ہے اور سرور دو عالم علیہ الصلوات والتسلیمات کو شب معراج جنت میں دولت دیدار میسر ہوئی تھی دنیا میں نزول اجلال فرمانے کے بعد اس جہاں میں آپ کو یہ دولت نماز میں میسر ہوئی اس لیئے فرمایا۔

اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدِ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ

بندے کو اپنے رب کے قریب تر ہونے کی دولت نماز میں میسر آتی ہے۔ آپ علیہ السلام کے کامل تابعین کو نماز میں اس دولت سے حظ وافر اور نصیب کامل حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ رویئت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس جہاں میں کسی کو دیدار کی قوت برداشت نہیں ہے حق تعالیٰ اگر نماز کا حکم نہ فرماتا تو چہرہ مقصود سے نقاب کس طرح اٹھتا اور مطلوب کی طرف طالبوں کی راہنمائی کون کرتا یہ نماز ہے جو غم گساروں کو لذت بخشتی ہے اور بیماروں کو راحت دیتی ہے۔

اَرِحْنِی یَا بَلَالُ اے بلال مجھے نماز سے راحت پہنچا۔

اس قصہ کی رمز ہے کہ قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃِ۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس آرزو کی طرف اشارہ ہے

اذواق ومواجید، علوم ومعارف، احوال ومقامات، انوار والوان، تلوینات وتمکینات باکیف وبے کیف تجلیات ورنگین ظہورات ان میں سے جو بھی نماز سے باہر میسر آتا ہے اور حقیقت نماز کے بغیر آگاہی حاصل ہوتی ہے تو اس کا منشاء مطلوب کے ظلال وامثال ہیں بلکہ وہم وخیال سے یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں جو نمازی حقیقت نماز سے آگاہ ہے گویا کہ وہ ادائے صلوٰۃ کے وقت اس جہان دنیا سے باہر نکل کر جہانِ آخرت میں داخل ہو جاتا ہے تو یقیناً اس وقت آخرت کی مخصوص دولت سے کافی ووافی حصہ لیتا ہے اور ظلیت کی آمیزش کے بغیر اصل سے اپنا نصیب حاصل کرتا ہے جہانِ دنیا کمالات ظلیہ پر بند ہے اور ظلال سے باہر کا معاملہ آخرت کے ساتھ مخصوص ہے تو معراج کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے تو مومنوں کے حق میں وہ نماز اور یہ دولت اپنے نبی مکرم ﷺ کے طفیل بالتبع اس امت کے ساتھ مخصوص ہے جو شب معراج دنیا سے آخرت کی طرف جلوہ فرما ہوئے بہشت میں پہنچ کر دولت دیدار سے شرفیاب ہو کر اس کمال سے مشرف ہوئے اور اس سعادت سے مسعود ہوئے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اول

اَللّٰھُمَّ اجزہ عَنَّامَا ھُوَاھلَہٗ وَاُ جُزِہٗ عَنَّا اَفضَلَ مَا جَزَیتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَ اَجزِ الاَنبِیَاءَ کُلَّھُمْ خَیرًا فَاِنَّھُم دُعَاۃُ الحَقِ اِلَی اللّٰہِ سُبحَانَہٗ وَاِلٰی لِقَائِہٖ سُبحَانَہٗ تَعَالٰی۔

اس طائفہ صوفیہ کی ایک جماعت کو حقیقت صلوٰۃ سے آگاہ نہیں کیا گیا اور اس کے کمالات سے مطلع نہیں کیا گیا تو وہ لوگ اپنی مرض کا علاج دیگر امور میں ڈھونڈتے ہیں اور اپنی مرادات کو دیگر اشیاء سے وابستہ جانتے ہیں مگر ان میں سے ایک گروہ نے نماز کو دوراز کار سمجھ کر اس کی بنیاد غیر اور غیریت پر رکھی ہے اور روزے کو نماز سے افضل جانا ہے۔

صاحب فتوحات شیخ اکبر فرماتے ہیں روزے میں کھانا پینا چھوڑ کر صفت صمدیت و بے نیازی سے متحقق ہونا ہے اور نماز سے غیر و غیرت میں آنا ہے اور عابد و معبود جاننا ہے اور یہ بات جیسا کہ آپ جانتے ہیں، احوال سکاریؔ سے متعلق مسئلہ توحید وجودی پر مبنی ہے۔ حقیقت نماز سے عدم آگاہی سے یہ جماعت اپنے اضطراب کی تسکین سماع ونغمہ وجد وتواجد میں ڈھونڈتے ہیں اور نغمہ کے پردوں میں اپنے مطلوب کا مطالعہ کرتے ہیں یقیناً انہوں نے رقص وقاصی کو عادت وطریقہ بنالیا ہے باوجودیکہ یہ سنا ہوا ہے۔

مَا جعَلَ اللّٰہُ فِیْ الْحَرَامِ شِفَاءً

اللہ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی۔

اَلْغرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ شَیٍٔ

ڈوبنے والا ہر شیء کا سہارا پکڑتا ہے۔

حُبُّ الشَّیٔ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ

شیء کی محبت نابینا اور ڈورا کر دیتی ہے۔

اگر کمالات صلوٰۃ کی حقیقت کا کچھ حصہ بھی ان پر منکشف ہوجاتا تو سماع ونغمہ سے دم نہ مارتے اور وجد وتواجد کو یاد نہ کرتے۔

چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

جب وہ حقیقت تک رسائی حاصل نہ کر سکے تو افسانہ کی راہ لے لی۔

اے برادر: نماز اور نغمہ میں جس قدر فرق ہے اسی قدر منشاء نماز اور منشاء نغمہ کے کمالات میں فرق ہے۔ جان لیں

اَلعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الاَشَارَۃُ عقل مند کو اشارہ ہی کافی ہے

یہ کمال ہزار سال بعد وجود میں آیا ہے اور آخریت اولیت کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے اسی لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

اول زمانہ بہتر ہے یا آخر زمانہ یہ نہ فرمایا اول زمانہ بہتر ہے یا درمیانہ

جب آخر کی اول کے ساتھ منا[illegible] محل [illegible] ہے کہ اس امت کے پہلے لوگ بہتر ہیں یا

پچھلے درمیان میں کدرت یعنی گدلا پن ہے باقی متاخرین میں علونسبت ہے اگر چہ یہ اقل قلیل لوگ ہیں متوسطین زیادہ ہیں بلکہ بہت زیادہ ہیں اگر چہ ان میں علونسبت نہیں ہے۔

ولكل وجهة كمية و كيفية

یعنی ہرایک کے لیے کیفیت اور اعتبار مقدار سے علیحدہ علیحدہ جہت ہے

لیکن متاخرین کی اس اقلیت نے ان کو درجات علیہ پر فائز کیا اور سابقین کے ساتھ مناسبت دی ہے اور بشارت سے نوازا ہے سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا۔

اَلْاِسْلَامُ بَدءَ غَرِیْباً وَسَیَعُودَ فِیْ الْغُرْبَاءِ فَطُوْبٰی لِلْغُرْبَاءِ.

اسلام شروع میں غریب اور غیر معروف تھا اور غربا میں لوٹ آئے گا پس غربا کو مبارک ہو۔

اس امت کے آخری زمانہ کی ابتداء آنسرور ﷺ کے ارتحال کے دوسرے ہزار سالہ دور سے ہے کیونکہ تغیر امور میں ہزار سال گزرنے کی عظیم خاصیت ہے اور تبدیل اشیاء میں قوی تاثیر ہے جب اس امت میں نسخ وتبدیل نہیں ہوگا تو یقیناً اولین کی نسبت اسی تروتازگی کے ساتھ متاخرین میں جلوہ گر ہوئی ہے اور الف ثانی میں تائید شریعت وتجدید ملت فرمائی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مھدیؑ اس بات پر شاہد عدل ہیں۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید
دیگراں هم بکنند آنچه مسیحا میکرد.

فیض روح القدس اگر پھر سے مدد فرمائے تو دوسرے بھی ان کمالات کا مظہر دکھائی دیں جن کا اظہار حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں پر ہوا۔

اے برادر، آج یہ بات اکثر لوگوں پر گراں ہے اور ان کی سمجھ سے بہت دور ہے لیکن اگر انصاف کی بات پر آئیں اور علوم ومعارف کا موازنہ کریں احوال کی صحت وسقم کی علوم شرعیہ سے مطابقت وعدم مطابقت ملاحظہ کریں شریعت نبوی اور نبوت کی تعظیم وتوقیر دیکھیں کہ کن میں زیادہ ہے، شائد کہ استبصار سے نکل آئیں آپ نے دیکھا ہوگا اس فقیر (حضرت مجدد رضی اللہ عنہ) نے اپنے کتب ورسائل میں لکھا ہے کہ طریقت وحقیقت خادمانِ شریعت ہیں اور نبوت وولائیت سے افضل اگر چہ اس نبی کی ولائیت ہو اور یہ لکھا ہے کہ کمالات ولائیت کمالات نبوت سے کچھ نسبت نہیں ہے، کاش کہ دریائے محیط کے سامنے ایک قطرہ کا حکم رکھتے ہوں اور اس طرح کی بہت سی باتیں تحریر کی ہیں۔ خصوصاً فرزندار جمند خواجہ محمد صادق قدس سرہ کے نام مکتوب بیاں طریقہ میں اس کی کافی ووافی تفصیل موجود ہے اسے ملاحظہ فرمائیں

اس گفتگو سے مقصود اظہارِ نعمت حق وتعالیٰ ہے اور طریقہ مبارکہ کے طالبین کے لئے ترغیب ہے دوسروں پر تفصیل مقصود نہیں ، اللہ تعالیٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو خود کو (عدم ذاتی پر نگاہ رکھتے ہوئے بھی) کافر فرنگی سے بہتر جانتا ہو تو اکابرین دین کا مقام تو بہت بلند ہے۔

۱۔ وے چوں مرا برداشت از خاک سزد گر بگذارم سر از افلاک

۲۔ من آن خاکم کہ ابر نو بہاری کنداز لطف برمن قطرہ باری

۳۔ اگر بروید دیداز تن صد زبانم چوں سوسن شکر لطفش کے توانم

نمبر۱۔ جب بادشاہ نے مجھے خاک سے بلند کر دیا تو مجھے افلاک سے سر اوپر نکالنے کا حق حاصل ہے۔

نمبر۲۔ میں تو خاک ہوں جس پر موسم بہار کی بارش نے قطر باری کی ہے۔

نمبر۳۔ اگر میرے جسم میں سینکڑوں زبانیں بھی ہوں تو سوسن (نیلی مٹی) کی طرح اس کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔

اس مکتوب کے مطالعے کے بعد اگر نماز سیکھنے اور ان کمالات مخصوصہ بالصلوٰۃ کے حصول کا شوق پیدا ہو اور تمہیں بے قرار و بے چین کر دے تو استخارہ کے بعد اس طرف متوجہ ہو جانا اور نماز کی تعلیم کے لئے کچھ حصہ عمر صرف کرنا۔

وَاللّٰهُ الْهَادِیْ اِلَی السَّبِیْلِ وَالرَّشَادِ وَالسَّلام علٰی مَنِ اتَّبعَ الْهُدیٰ وَ لْتَزَمَ مَتَابِعَةُ الْمُصْطَفٰے عَلَیْهِ وَ علٰی آلِهٖ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ اَتَمَّهَا وَاَکْمَلَهَا

ہدایت چہاردہم

معبودیت صرفہ کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 (حقیقت صلوٰۃ سے بلند مرتبہ کا بیان۔)

حضرت محبوب سبحانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1] حقیقت صلوٰۃ سے اوپر کے مقدس مرتبہ کے لیے معبودیت صرفہ ثابت ہے اس لئے کہ اصل اور تمام کی جائے پناہ کل ہے اس جگہ وسعت بھی کوتاہی دکھاتی ہے۔ اور امتیاز بھی راستہ میں گھٹنے ٹیک دیتا ہے اگر چہ بے چوں و بے چگونہ ہو۔ کاملین خواہ انبیاء کرام ہوں یا اکابر اولیاء عظام علیھم الصلوٰات والسلام کا اول و آخر منتہائے اقدام صلوٰۃ کے مقام کی نہایت ہے، جو کہ عباد کی عبادت کا آخری مرتبہ ہے اس سے بلند معبودیت محضہ ہے کہ کوئی بھی کسی وجہ سے بھی اس دولت میں شریک نہیں ہوسکتا کہ اس سے اوپر قدم رکھے جہاں تک عابدیت وعبادت کی آمیزش ہے قدم کو نظر کی طرح گنجائش ہے اور جب معاملہ معبودیت صرفہ تک پہنچ جاتا ہے تو قدم کوتاہ ہو جاتا ہے اور سیر انجام کو پہنچ جاتی ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ اس جگہ نظر ممنوع نہیں بلکہ بقدر استعداد گنجائش موجود ہے۔

بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

اگر یہ بھی نہ ہوتا بہت بڑی آزمائش ہوتی اور یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ قف یا محمد ﷺ کہ میرے محبوب ٹھہریے۔

اس امر میں اس کوتاہی قدم کی طرف اشارہ ہے، کہ یہ مرتبہ صلوٰۃ سے فوق مرتبہ وجوب سے صادر ہے اور حضرت ذات حق تعالیٰ و تقدس کا مرتبہ تجرد وتقدس ہے یہ قدم کی جولانگاہ نہیں نہ ہی قدم کو اس جگہ گنجائش ہے۔

کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حقیقت اس جگہ متحقق ہوتی ہے اور آلہہ غیر مستحقہ للعبادۃ کی نفی اس مقام پر صورت پذیر ہوتی ہے اور معبود حقیقی کا اثبات کہ اس کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں اس جگہ حاصل ہے۔ یہیں عابدیت ومعبودیت میں کمال امتیاز ظاہر ہوتا ہے اور عابد معبود سے کماحقہٗ جدا ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا معنی منتہی ارباب سلوک کی نسبت لامعبود الا اللہ ہے جس طرح کہ شرع شریف میں اس کا معنی قرار پایا ہے ولاموجود، ولاوجود، ولامقصود کہنا ابتداء اور وسط حال کی یہ نسبت ہے اور لامقصود، لاموجود، ولاوجود سے بلند اور لامعبود سے نیچے ہے واضح ہو کہ اس جگہ نظر اور حدت بصر میں ترقی عبادت صلوٰۃ سے وابستہ ہے جو کہ منتہوں کا کام ہے۔ دیگر عبادات شاید کہ تکمیل نماز میں مدد دیتی ہوں اور نماز کی کمی کو پورا کرتی ہوں ممکن ہے کہ اس وجہ سے نماز کو ایمان کی طرح حسن لذاتہ کہتے ہیں اور دوسرے عبادات میں حسن لذواتھا نہیں ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب

فائدہ نمبر 2 ایک سوال کا جواب۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔

سوال۔ رؤیت بصری اور مشاہدہ قلبی دونوں دنیا میں واقع نہیں تو اس بارگاہ میں وصول نظری کس معنی میں ہوگا؟

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ نظر ایسا بے کیف امر ہے جو رؤیت اور مشاہدہ سے وراء ہے جب تک اس مرتبہ تک رسائی نہیں ہوگی تو اسے معلوم نہیں کر سکتے گویا کہ متشابہات کی قسم سے ہے حضرت سیدنا امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ وصول نظری و وصول قدمی بایں معنی نہیں کہ وہاں شہود و مشاہدہ ہو یا قدم کو اس جگہ گنجائش ہو وہاں تو بال تک کی گنجائش نہیں قدم کی کیا مجال ہے بلکہ وہ ایک مجہول کیفیت والا وصول ہے اگر صورت مثالیہ میں بذریعہ نظر منکشف ہو تو اس کو وصول نظری کہتے ہیں ورنہ نظر و قدم اس بارگاہ میں حیران و ششدرہ ہیں۔

سوال۔ جب معبودیت مطلق کے مرتبہ مقدسہ سے نظر ممنوع نہیں تو یہ رؤیت دنیا میں واقع ہونی چاہیئے جب کہ باتفاق امت دنیا میں رؤیت واقع نہیں ہے۔؟

جواب۔ اصل کا حصول اور چیز ہے اور اس سے بہرہ یاب ہونا جداگانہ امر ہے، حقیقتاً ممنوع رؤیت ہے جس کا آخرت میں وعدہ کیا گیا ہے اور بالیقین دنیا میں واقع نہیں ہے، جب کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ دنیا میں رؤیت ہرگز نہیں ہے جو کچھ ہے مانند رؤیت ہے۔

فَافْهَم فَاِنَّ كَلَامَنَا اِشَارَةٌ وَبَشَارَةٌ سمجھ لیجئے کہ ہمارا کلام اشارہ ہے اور بشارت ہے۔

۲۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر

ہدایت پانزدہم

لحوق حقیقۃ الحقائق سے متعلق مرتبہ نزول کے بیان ودیگر تحقیقات لائقہ کے ذکر میں

فائدہ نمبر 1 (اتباع کا ساتواں درجہ)

حضرت سیدنا امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ آنسرور ﷺ کی متابعت کے تمام درجات مقامات عروج سے متعلق ہے اور ان کا حصول عروج سے وابستہ ہے متابعت کا ساتواں درجہ ہبوط ونزول سے متعلق ہے اور یہ متابعت کا ساتواں درجہ، تمام درجات کا جامع ہے کیونکہ اس مقام نزول میں تصدیق وتمکین بھی ہے اور اطمینان نفس کے ساتھ ساتھ اجزا قالب کا اعتدال بھی اس لئے کہ اجزاء طغیان وسرکشی سے باز آگئے ہیں درجات سابقہ گویا کہ اس متابعت کے اجزاء بن چکے ہیں اور یہ درجہ ان اجزا کے لئے بمنزلہ کل ہے اس مقام میں تابع ومتبوع کے ساتھ ایسی مشابہت اختیار کرتا ہے کہ گویا تبعیت کا نام ہی درمیان سے اٹھ گیا ہو اور تابع و متبوع کا امتیاز زائل ہوجاتا ہے۔ ایسا گمان ہوتا ہے کہ تابع متبوع کی مانند جو کچھ حاصل کرتا گویا دونوں ایک چشمہ سے سیراب ہو رہے ہیں اور دونوں ایک ہی پہلو بغلگیر ہیں اور دونوں ایک ہی بستر پر محو استراحت ہیں اور شیر وشکر کی طرح ہیں تابع کہاں، متبوع کون، اور اتباع کس کی۔

اتحاد نسبت میں نسبت تغایر کی گنجائش نہیں ہے ہاں اتنی بات ہے کہ خود کو طفیلی اور نبی کا وارث سمجھتا ہے۔

یقیناً تابع اور ہے اور متبوع اور اگرچہ تمام اتباع کی لڑی میں ہیں بظاہر تابع کے لئے متبوع کا درمیان میں ہونا ضروری ہے اور طفیلی ووارث کے لئے متبوع کا درمیان میں حائل ہونا کوئی ضروری نہیں ہے تابع پس خوردہ کہ کھانے والا ہے اور طفیلی جلیس ضمنی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو دولت آئی ہے وہ انبیاء علیھم السلام والتحیہ کے لئے آئی ہے اور امتیوں کے سعادتمندی ہے کہ وہ انبیاء علیھم السلام کا صدقہ اس دولت سے حصہ پاتے ہیں اور ان کے پس خوردہ سے تناول کرتے ہیں۔

در قافلہ کہ اوست دانم کہ نرسم
ایں بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

مجھے معلوم ہے کہ جس قافلہ میں میرا محبوب موجود ہے میں اس تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے یہی کافی ہے دور سے میری گھنٹی کی آوازیں وہاں تک پہنچتی رہیں۔

فائدہ نمبر 2 (حقیقۃ الحقائق سے الحاق کا فائدہ۔)

مئولف رسالہ کہتے ہیں کہ اس درجہ کا حصول حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدیہ کے ساتھ الحاق کا ثمرہ ہے علیہ الصلاۃ والسلام۔

فائدہ نمبر 3 (سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کے دو معنی ہیں۔)

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ کہ تحقیق عام یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ کے توسط کے دو معنی ہوسکتے ہیں۔

1 آپ ﷺ سالک اور مطلوب کے درمیان حائل وحاجب ہوں۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی [illegible] مکتوب نمبر ۱۲۱

2 آپ علیہ کے طفیل اور آپ کی متابعت اور تبعیت کے توسط سے مطلوب تک پہنچا جائے، راہ سلوک میں اور حقیقت محمدیہ تک رسائی سے قبل دونوں معنوں کے اعتبار سے توسط ثابت ہے۔اور حقیقۃ الحقائق تک رسائی کے بعد توسط کے دوسرا معنی ہوگا۔ اس سے یہ نہ سمجھنا کہ عدم توسط سے حضرت خاتمیت علیہ کے مرتبہ میں کمی لازم آتی ہے اگر چہ ایک معنی سے (عدم توسط ہو) اس لیے کہ ہم کہتے ہیں یہ عدم توسط آنجناب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتحیات کے کمالات کو مستلزم ہے نہ کہ قصور کو۔ اس لیے کہ یہ متبوع کا کمال ہے کہ اس کا تابع اس کے طفیل درجات کمال تک رسائی رکھتا ہے، اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا اور یہ معنی عدم توسط میں ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ وجود توسط میں کیونکہ وہاں شہود بے پردہ ہے جو کہ درجات کمال کی انتہا ہے اور یہاں شہود پس پردہ ہے لہٰذا عدم توسط میں کمال ہوا نہ کہ قصور۔ اور یہ چیز مخدوم کی شوکت و عظمت کا باعث ہے کہ اس کا خادم کسی مقام پر بھی اس سے جدا نہ ہو اور اس کی تبعیت کے سبب اس کے ہمسر لوگوں کی دولت میں شریک ہو۔

اور حدیث مبارکہ ہے

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل

کہ میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرئیل کی طرح ہیں۔

اسی کی طرف اشارہ ہے

رؤیت اخروی کسی پردہ اور واسطہ کے بغیر ہوگی۔

حدیث صحیح میں ہے کہ بندہ جب نماز میں داخل ہوتا ہے تو بندے اور خدا کے درمیان حجاب و پردہ اٹھ جاتا ہے۔

[1]یہ معرفت فقیر کے لیے معارف لدنیہ سے ہے۔

قریب ہے کہ ارباب ظاہر اس عدم توسط کو جو کہ کمال ایمان ہے کفر جانیں اور اس کے قائل کو دانستہ طور پر گمراہ کہیں اور توسط کو کمال ایمان تصور کر لیں اور اس کے قائل کو کاملین متبعین میں شمار کریں اور یہ حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔

<u>فائدہ نمبر 4</u> <u>اصل و طفیلی اور تابع اور متبوع میں فرق۔</u>

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں

سوال۔ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ علیہ کے طفیل اور آپ کی وراثت کے سبب دوسروں کو حقیقۃ الحقائق تک رسائی اور اس کے ساتھ الحاق و اتحاد ثابت ہے، اور آپ کے خاص کمال میں شرکت ہے، تو اس تقدیر پر تابع و متبوع، طفیلی و اصلی میں کیا فرق ہوگا، اور کون سی فضیلت ہوگی جو متبوع اور اصل میں تو موجود ہو اور طفیلی و تابع میں نہ ہو۔

جواب۔ دوسروں کا اس حقیقت کے ساتھ وصول و الحاق خادم کے مخدوم کے ساتھ الحاق کی مثل ہے اور طفیلی کے اصیل تک وصول کی طرح ہے اگر اخص الخواص جو کہ بہت کم ہے، میں سے کوئی واصل ہو تو یقیناً خادم ہے اور اگر انبیاء کرام علیھم السلام ہیں تو وہ بھی طفیلی ہیں پس خوردہ کھانے والے خادم کی مخدوم کے ساتھ کیا شرکت ہو سکتی ہے اور مخدوم کے مقابلے میں اس کی کیا عزت و آبرو ہے اور طفیلی اگر چہ ہمنشین و ہم لقمہ ہے طفیل طفیلی ہی ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث ۱۲۲

جو خادم مخدوم کی اتباع میں مقامات علیہ تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور اس کے مخصوص کھانوں سے بچا ہوا کھاتے ہیں اور عزت واحترام پاتے ہیں یہ سب مخدوم کی بزرگی اور اس کی متابعت کی رفعت ہے۔

گویا مخدوم کے لیے ذاتی عزت کے باوجود خادموں کے الحاق کی وجہ سے ایک اور عزت نمودار ہوتی ہے اور اس کی مزید رفعت ظاہر ہوتی ہے تو بس تابعین کی متبوع کے ساتھ کیا شرکت ہوگی اور کس برابری کا گمان ہوگا۔

فائدہ نمبر 5 (نفس کو کامل طور پر اطمینان کب حاصل ہوتا ہے۔؟)

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں[1] کہ نفس کو حد کمال تک اطمینان اور بے تکلفی اجزاءِ قالب (جسم) کے اعتدال کے بعد ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر 6 (اجزاء قالب کے اعتدال کے متعلق سوال کا جواب۔)

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں[2]۔

سوال۔ جب اجزاء قالب حد اعتدال میں آجائیں اور طغیان وسرکشی سے باز آجائیں تو ان سے جہاد کس طرح ہوگا۔ نفس مطمئنہ کی طرح ان سے جہاد کا حکم اٹھ جانا چاہیے حالانکہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ ان کے ساتھ جہاد جاری ہے؟

جواب۔ نفس مطمئنہ اور ان اجزاء میں فرق ہے کہ نفس مطمئنہ صاحب استہلاک (نیست) اور صاحب اضمحلال (نابود) ہے اور کمال استہلاک وسکر سے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے عالم امر کے ساتھ ملحق ہے۔

اور یہ اجزاء احکام شرعیہ کے بجالانے کے ذریعے جن کی بنا صحو پر ہے استہلاک وسکر سے مناسبت نہیں رکھتے اور مستہلک میں مخالفت کی گنجائش نہیں ہے اور جو شخص صحو رکھتا ہو بواسطہ مصالح اور منافع اگر بعض صورتوں میں مخالفت کرے تو گنجائش ہے اور یہ مخالفت بفضلہ تعالیٰ ترک مستحبات اور ارتکاب مکروہ تنزیہی سے متجاوز نہیں ہوتی۔

فائدہ نمبر 7 (ایک بشارت کے متعلق سوال کا جواب۔)

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[3]۔

سوال۔ طلاب کو راہ سلوک پر چلاتے ہوئے حقیقۃ الحقائق سے الحاق کی بشارت حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ) کے وصول کے بعد دیتے ہو جبکہ یہ حقیقتیں مراتب وجوبی میں داخل ہیں اور حقیقۃ الحقائق حقائق امکانی سے متعلق ہے اور اس مقام کا حل تحریر فرمائیں؟ یہ اشکال ایک مدت سے اس مسکین کے لیے باعث تشویش بنا ہوا ہے۔

جواب۔ میرے مخدوم کوئی اشکال نہیں حقیقۃ الحقائق کے ساتھ الحاق اور حقائق ثلاثہ تک وصول میں کوئی ترتب وتوقف نہیں ہے جائز ہے کہ لحوق مذکورہ حاصل ہو جائے اور حقائق ثلاثہ تک وصول میسر نہ ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حقائق ثلاثہ کے حصول کی صورت بن جائے اور حقیت الحقائق سے لحوق نہ ہو اس لئے کہ انبیاء کرام علیھم السلام اپنے حقائق سے حقیقت کعبہ، اور اس سے

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۵۰ [2] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۵۰

[3] مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۳۶

بلندی تک پہنچتے ہیں، اور جو شخص ان کے قدم پر ہو ممکن ہے کہ ان کے حقائق تک پہنچ جائے اور حقیقۃ الحقائق درمیان میں نہ ہو۔ بعد ازاں وصول اگر بتوسط شیخ کامل حقیقۃ الحقائق سے ملحق ہو جائے تو اس کی گنجائش بھی موجود ہے جیسا کہ حقائق ثلاثہ تک وصول سے پہلے حقیقۃ الحقائق تک رسائی ممکن تھی۔ فقیر (سیدنا خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) نے جو بعض دوستوں کو حقائق سہ گانہ کے وصول کے بعد حقیقۃ الحقائق سے لحوق کی بشارت دی ہے" وہ اسی قسم کی ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ اتفاقی امر ہے کہ وصول کے بعد اس طرف توجہ مبذول ہوئی ورنہ وصول سے قبل اگر توجہ ہو جاتی تو ممکن تھا کہ لحوق مذکورہ حاصل ہو جاتا ہاں محمدی المشرب سالک کے بارہ میں اگر قبل از وصول لحوق مانا جائے تو گنجائش ہے کیونکہ اس کا حقیقۃ الحقائق کے ساتھ لحوق ہی حقائق تک رسائی کا ذریعہ ہے، والعلم عند اللہ۔

ہدایت شانز دہم

تعین اول کے معنی کی تحقیق میں۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدیہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ذات واجب تعالیٰ کے مرتبہ اطلاق کا تعین اول ہے۔

فائدہ نمبر 1 حقیقت محمدیہ حقیقۃ الحقائق کس بناء پر ہے؟

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں [1] ظہور اول یعنی حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقۃ الحقائق اس معنی کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ دیگر حقیقتیں خواہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوں یا ملائکہ عظام علیہم السلام کی اس حقیقت کے ظلال کی مثل ہیں اور وہ اصل حقائق ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب (۱۲۲)

ہدایت ہفدہم

تعین وجودی کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ آخری انکشاف کہ تعین اول ذات باری تعالیٰ ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۱]۔

آخر الامر اپنے فضل وکرم سے یہ بات ظاہر فرمائی کہ حضرت ذاتِ حق تعالیٰ وتقدس کا تعین اول حضرت وجود کا تعین ہے جو اشیاء کا محیط، جمیع اضداد کا جامع، خیر محض اور کثیر البرکت ہے حتیٰ کہ اس طائفہ علیہ کے اکثر مشائخ نے اس کو عین ذات متعال کہا ہے۔ اور ذات حق پر اس کی زیادتی سے منع فرمایا ہے اس میں انتہا کی دقت ولطافت ہے۔ ہر ایک کی آنکھ اس کو دریافت نہیں کر سکتی اور اسے اصل سے جدا نہیں کر سکتی اسی لئے اس مدت تک اس کا تعین مخفی رہا ہے اور کسی متعین سے ممتاز نہیں ہوا۔

جم غفیر نے اسے خدا سمجھ کر پوجا اور مطلوب ومقصود کو اس سے ماوراطلب نہ کیا اور اس کو آثار خارجیہ کا مبدء جانا اور حوادث کونیہ کا مکون مانا حق کے مادون حق سے اس امتیاز کو اس فقیر (حضرت امام ربانی) کے لئے ذخیرہ کئے رکھا اور غیر معبود کی معبود برحق سے شرکت کی نفی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پس ماندہ ہے جو کہ ان خوشہ چینوں کے لئے محفوظ رکھی گئی۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِیٓ ھَدٰانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھتَدِیَ لَو لَآ اَن ھَدٰانَا اللّٰہُ لَقَد جَاءَت رُسُلُ رَبِّنَا بِالحَقِّ.

فائدہ نمبر ۲ تعین وجودی کے متعلق سوال کا جواب۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[۲]۔

سوال۔ تعین اول وجودی کا وجود خارج میں بھی ہے یا کہ محض ثبوت علمی رکھتا ہے؟

جواب۔ ان میں سے کوئی بھی بات درست نہیں ہے اس لئے کہ ان بزرگوں کے نزدیک ذات احد متعال کے سواء خارج میں کوئی چیز موجود نہیں ہے خارج میں تعینات وتنزلات کا نام ونشان تک نہیں ہے اگر ثبوت علمی کہیں تو لازم آتا ہے کہ تعین علمی اس ذات سے پہلے ہو اور یہ خلاف مقرر ہے؟

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ تعین اول وجودی کا وجود نفس الامر میں ثابت ہے اور اگر ثبوت خارجی بھی تسلیم کرلیں اس معنی کے اعتبار سے کہ علم سے ماوراء اس کا ثبوت ہے تو اس کی بھی گنجائش موجود ہے۔

---

۱ مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۹۳ ۲ مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۹۳

ھدایت ھیژدھم

تعین حبی کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 تعین اول کے متعلق تین اقوال میں تطبیق

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1] حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقة الحقائقہ ہے مراتب ظلال طے کرنے کے بعد اس فقیر پر جو کچھ منکشف ہوا ہے وہ حبی تعین و ظہور ہے جو کہ ظہورات کا مبدء اور مخلوقات کی پیدائش کا منشاء ہے حدیث قدسی میں ہے

کُنتُ کَنزاً مَخفِیًافَاَحبَبتُ اَن اُعرِف فَخَلَقتُ الخَلقَ لِاُعرَف.

میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے پسند کیا کہ میری پہچان ہو تو میں نے خلق کو پیدا کیا تا کہ میری معرفت حاصل کی جائے۔

مخفی خزانہ سے اولاً ظہور میں آنے والی چیز حب تھی جو مخلوقات کے پیدا ہونے کا باعث بنی اگر یہ نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں راسخ و برقرار رہتا سید الرسل ﷺ کی شان میں وارد حدیث مبارک

لَو لَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ.

اگر آپ نہ ہوتے تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

لَو لَاکَ لَمَا اَظهَرتُ الرَّبُو بِیَّةَ.

کا راز اسی جگہ تلاش کرنا چاہیے۔

اے حبیب ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

کی حقیقت اسی مقام پر دریافت کرنا چاہیے۔

سوال۔ صاحب فتوحات مکیہ نے تعین اول کو جو حقیقت محمدیہ ہے حضرت اجمال کہا ہے اور تم نے اپنے رسائل میں تعین اول کو تعین وجودی قرار دیا ہے؟ اس کے مرکز جو کہ اس کے اجزاء میں اشرف و اسبق ہے کو حقیقت محمدیہ قرار دیا ہے اور حضرت اجمال کے تعین کو اس تعین وجودی کا ظل مانا ہے اور اس جگہ لکھتے ہو کہ تعین اول تعین حبی ہے اور وہ حقیقت محمدیہ ہے؟ ان اقوال میں موافقت کس صورت میں ہو گی۔

جواب۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ظل شئی خود کو اصل شئی ظاہر کرتے ہوئے سالک کو اپنی طرف مائل کر لیتا ہے حضرت اجمال اور تعین وجودی دونوں تعین اول کے ظلال ہیں جو کہ عارف پر بوقت عروج تعین اول کے اصل تعین حبی کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں؟

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۲۲

سوال۔تعین وجودی کوتعین حبی کا ظل کہنا کیسے درست ہوسکتا ہے حالانکہ وجودکوحب پر سبقت حاصل ہے اس لئے کہ محبت کا وجود فرع ہے؟

جواب۔اس فقیر (حضور سیدنا امام ربانی قدس سرہ) نے اپنے رسائل میں تحقیق کی ہے کہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ خود موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آٹھوں صفات ذات واجب تعالیٰ کے ساتھ موجود ہیں نہ کہ وجود کے ساتھ وجوب اور وجود دونوں اعتباری چیزیں ہیں۔پہلا اعتبار جوکہ ایجاد عالم کے لئے ظاہر ہوا وہ حب ہے اس کے بعد وجود کا اعتبار ہے جوکہ مقدمہء ایجاد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس حب اور وجود کے اعتبار کے بغیر عالم اور ایجاد عالم سے مستغنی و بے نیاز ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ،

بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

تعین علمی اجمالی کو ان دونوں تعینوں کا ظل اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ ان دونوں کا تعین خود حضرت ذات حق تعالیٰ سے ہے اور صفات کا لحاظ نہیں ہے اور اس تعین میں صفت کا لحاظ ہے جوکہ ذات حق کے سامنے بمنزلہء ظل ہے۔

فائدہ نمبر 2 تعین حبی کے متعلق سوال کا جواب۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سوال۔حقیقت محمدی جوکہ تعین حبی اور حقیقۃ الحقائق ہے اور حقائق ممکنات سے کوئی حقیقت اس سے بلند نہیں ہے، اسے ترقی جائز ہے یا نہیں؟ اور آپ نے اپنے رسائل میں لکھا ہے کہ حقیقت محمدی سے ترقی واقع ہے؟ حقیقت معاملہ کیا ہے؟

جواب۔اس سے ترقی جائز نہیں ہے کیونکہ اس مرتبہ سے اوپر مرتبہ لاتعین ہے اور تعین کنندہ سے اس کا وصول والحاق محال ہے۔ وصول والحاق بے کیف کہنا محض ایک بات ہی ہے اس لئے کہ حقیقت معاملہ والحاق کا حکم ایسا لازم ہے کہ شک وشبہ کی گنجائش کا شائبہ تک نہیں۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے کہ حقیقت محمدی سے ترقی واقع ہوتی ہے اس حقیقت سے مراد اس حقیقت کا ظل ہے جسے حضرت اجمال کا ظل بھی کہا اور وحدت سے تعبیر کیا ہے اس وقت اصل سے اشتباہ تھا اور جب اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کے فضل سے اس ظل اور دیگر ظلال سے رہائی میسر ہوئی تو پتہ چلا کہ ترقی واقع تو کجا بلکہ جائز تک نہیں ہے اس لئے کہ اس جگہ سے قدم اُٹھا کر آگے رکھنا وجوب میں قدم اُٹھانا ہے اور امکان سے خارج ہونا ہے اور جب کہ یہ محال عقلی وشرعی ہے۔

ہدایت نوز دہم

تعین جبی سے فوق کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے آخری مقالات۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں [۱] ۔حضرت امام ربانی قدس سرہ کا آخری مکتوب مکتوبات شریف جلد ثالث کے آخری مکتوب سے پہلا ہے جو مولانا محمد حسن دہلوی علیہ الرحمہ کے نام جاری ہوا اس میں تعین جبی کو تعین وجودی سے اوپر قرار دیا اور اس سے ترقی کو ممنوع فرمایا ہے دن کو یہ معارف فائقہ تحریر فرمائے اور رات کو بخار ہو گیا اور اس بخار کے آٹھویں روز اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔

حضور قدس سرہ کے سانحہ ارتحال کے بعد یہ تحریر ظاہر ہوئی مخلصین اس کے مطالعہ سے مشرف ہوئے اور اسے نقل کر لیا۔

ان معارف سنیہ و واضحہ کے بعد مرض الموت کی تکالیف میں بھی زبان مبارک سے بہت سے اسرار و معارف صادر ہوئے اور وصایا شریف کا اظہار ہوا من جملہ اسرار سے یہ بھی تھا صبح رحلت کی رات یا اس سے ایک رات پہلے حضرت مخدوم میاں جی سلمہ اللہ تعالیٰ بھی اس وقت حاضر تھے مرض اپنا زور دکھا رہا تھا حکم ہوا مجھے بٹھاؤ بندہ نے اس پیشوائے اکابر کو اپنی گود میں بٹھایا چنانچہ اس ذرہ بے مقدار پر جناب کی بار مبارک تھا مجھے امید واثق ہے کہ اس بار مبارک کی وجہ سے فقیر کے روزگار پر اثر مرتب ہوگا دیکھئے یہ بوجھ کس قسم کے بلند راز اور مخفی اسرار اس دل فگار پر لاتا ہے۔خلاصہ کلام آنجناب نے فرمایا کہ وصال لایزال کا داعی میرے باطن میں سلطان کی بارگاہ میں طلبی کی ندا دے رہا ہے اور میرا بلند پروازی کی ہمت رکھنے والا مرغ آستانہ قدس کی طرف متوجہ ہے کہ کب اس مقام ذیشان تک پہنچے اور اس بارگاہ عالی جناب کی طرف سے ندا سنی گئی ہے کہ سلطان گھر میں نہیں ہے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقام حقیقت کعبہ ربانی تھا اس سے ماوراء گیا عروج واقع ہوا صفات حقیقیہ تک پہنچا جو کہ وجود زائد کے ساتھ موجود ہیں اور یہ مقام صفات صفات کی صور علیہ سے بلند ہے جو کہ تعین علمی میں ثابت ہیں اس مقام سے بھی فوق کی طرف ان صفات کے اصول سے واصل ہونے کے لئے متوجہ ہوا جو کہ شیون ذاتیہ اور ذات باری تعالیٰ میں محض اعتبارات ہیں اور تم دونوں بھائی (حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ) بھی اس مقام پر میرے ہمراہ ہو اس سے بھی اوپر لے گئے اور نسبتوں اور اعتبارات سے مجرد ذات محض تک پہنچایا۔

حضرت مخدوم میاں جی کو فرمایا کہ تم مجھے نماز پڑھانے کے لئے یہیں رہو جو کہ حضرت کے ایام مرض الموت میں امامت فرماتے رہے اور فقیر کو حکم ہوا کہ تم دوستوں کے ہمراہ مسجد میں نماز ادا کرو یہ بے مقدار امتثال امر کی خاطر دوستوں کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد باقی وقت حضرت کی خدمت میں گذارتا۔بالجملہ فقیر کے لئے دوسرے راستہ سے اس بلند مرتبہ تک وصول کا اشارہ فرمایا۔

مؤلف رسالہ کہتے ہیں دوسرے راستہ سے مراد اصالت ہے اس مجلس میں یا ان دنوں کسی دوسری مجلس میں فرمایا کہ اس کمال کا

---

[۱] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب ۲

حصول اور اس بلند مرتبہ تک وصول کلام مجید سبحانی کے ساتھ تلبس وارتباط پر موقوف ہے کہ قرآن حکیم کے طفیل وتوسط سے اس منزلت سے ممتاز ہوا ہوں اور قرآن حکیم کے ہر حرف کو دریا پاتا ہوں۔ جو کہ کعبہ مقصود سے موصل ہے اس دوران یہ شعر زبان پر لائے اور ذوق وشوق ظاہر فرمایا جس شعر کو سن کر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ قائل کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔

شعر یہ ہے۔

اندر غزل خویش نہان خواہم گشت
تابرلب تو بوسہ زنم چونش بخوانی

میری تمنا ہے کہ اپنی غزل میں پوشیدہ ہو جاؤں تا کہ جب تم اسے پڑھو تو لب نازنیں پہ بوسہ دے کر راحت دل اور سکونِ روح کی آرزو پوری کرلوں۔ بعد میں فرمایا کہ ہمارے حال کے مطابق اس طرح کہنا چاہیے

اندر سخن دوست نہاں خواہم گشت
تابر لب اوبوسہ زنم چونش بخو ا ند

میں اپنے محبوب کے کلام میں پنہاں ہو جانے کا خواہشمند ہوں تا کہ جب وہ کلام کرے تو لبوں کو بوسہ دے سکوں سخن محبّ کی لب محبوب تک رسائی کیوں کر ہو سکتی ہے اس لیے محبّ کے کلام کی بہ نسبت محبوب کے کلام کو محبوب سے قرب زیادہ ہے محبوب تک بات پہنچ سکتی ہے مگر اسکے اپنے کلام کی نسبت قریب نہیں ہو سکتی کیوں کہ محبّ کا کلام کوتاہ اور راستہ میں ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانَہٗ (جس نے معرفت باری تعالیٰ حاصل کر لی اس کی زبان گنگ ہوگئی۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے

پس سخن کو تاہ بایدوالسلام

فائدہ نمبر 2 **دوسوالوں کے جوابات**

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں اس مقام پر دوسوال ہیں [۱]۔

سوال نمبر 1۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اپنے آخری مکتوب میں فرمایا ہے کہ تعین اول یعنی تعین جبی سے ترقی واقع نہیں ہوتی اس لیے کہ اس سے اوپر لاتعین ہے وہاں قدم رکھنا امکان سے باہر آنا ہے اور وجوب کے ساتھ متحقق ہونا ہے جو کہ محال ہے اور یہ عروج جو واقع ہوا ہے یہ سراسر تعین جبی سے اوپر ہے اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟

---

[۱] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۸۳

جواب۔ ممکن ہے وصول قدمی ممنوع ہو اور مذکورہ وصول نظری ہو تو ان دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں ہے یقیناً اس بات کا استفادہ اسی وقت کیا گیا تھا۔

سوال نمبر 2۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ کی بعض عبارات سے مستفاد ہوتا ہے کہ حقیقت کعبہ شیون وصفات کے اعتبارات سے بلند ہے اور مذکورہ عبارت سے اس کا خلاف مفہوم ہوتا ہے؟

جواب۔ جن صفات وشیون سے حقیقت کعبہ کو تفوق حاصل ہے ان سے مراد صفات کی علمی صورتیں ہیں جو اجمالی علم کے تعین کے مرتبہ میں ثابت ہیں اس لیے کہ صوفیہ کرام کی اصطلاح میں شیون وصفات کا مقام انہیں صورت علمیہ تفصیلیہ سے عبارت ہے جیسا کہ اس مرتبہ کے اجمال کو مرتبہ ذات کہتے ہیں اور اس کی تجلی کو تجلی ذات جانتے ہیں نیز ان صفات سے مراد تعین وجودی کے مرتبہ کے حصص تفصیلیہ ہیں جن کے اثبات کے لیے حضرت امام ربانی ممتاز ہیں۔

حضرت شیخ اکبر ابن عربی اور ان کے متبعین قدس اللہ اسرارھم کے نزدیک یہ مرتبہ مرتبہ لاتعین اور مرتبہ اطلاق ذات باری تعالیٰ ہے کیونکہ ان کے نزدیک تعین علمی اجمالی جو کہ تعین اول ہے کے اوپر مرتبہ لاتعین اور مرتبہ وجود محض ہے اور ہمارے نزدیک یہ مرتبہ یعنی مرتبہ وجود محض تعین کے ساتھ متصف ہے اور تعینات صفات بھی اس مرتبہ میں ثابت ہیں منجملہ ان تعینات کے تعین علمی ہے لیکن چونکہ علم صفات میں جامع تر ہے اس جگہ بھی وجود صفات وشیونات ذاتیہ کی طرح پایا جاتا ہے اور اس کے بھی وجود کی طرح دو مرتبے ہیں

نمبر ۱۔ مرتبہ اجمال جسے دوسرے حضرات تعین اول اور حقیقت محمدیہ کہتے ہیں۔

نمبر ۲۔ مرتبہ تفصیل

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ تعین علمی اجمالی صفت علم کا تعین اول ہے جو صفات حقیقیہ سے زائد ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعین اول بلکہ اس کے خاص صفت علم کے تعین اول ہونے میں بھی کلام ہے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اس آخری مکتوب میں تعین وجودی سے اوپر تعین جبی ثابت کیا ہے وہاں بھی اجمال وتفصیل کے دو مرتبے ہیں۔

فائدہ نمبر 3 — <u>ذات متعال کے تعین کا مفہوم</u>

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے ان میں سے ایک یہ ہے ہمارے نزدیک تعین کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ عزّ وجلّ نے نزول فرمایا اور حب یا وجود بن گیا بلکہ تعین کے معنی صدور وثبوت کے ہیں اس لیے کہ یہی تنزیہہ کے زیادہ مناسب ہے اور انبیاء کی مبارک زبانوں کے زیادہ لائق ہے۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب ۸۰

علی جمیع الانبیاءِ عُمُوماً وَ علٰی خَاتِمِہِمْ خُصُوصاً الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِیمَاتِ وَ التَّحِیَّاتِ وَ الْبَرَکَاتِ۔

فائدہ نمبر 4 **تعین اول ممکن ہے یا واجب؟**

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔

سوال۔ یہ تعین یعنی تعین اول اور حقیقت محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات ممکن ہے یا واجب؟ حادث ہے یا قدیم؟ صاحب فصوص الحکم قدس سرہ نے تعین اول کو حقیقت محمدی کہا ہے اور وحدت کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور اعیان ثابتہ جنہیں حقائق ممکنات بھی کہتے ہیں اور قدیم جانتے ہیں اور دیگر تین تنزلات روحی، مثالی اور جسدی کو تعین امکانی کہا ہے۔ تمہارا اس بارہ میں کیا عقیدہ ہے؟

جواب۔ فقیر (حضور مجدد قدس سرہ) کے نزدیک نہ کوئی تعین ہے اور نہ ہی متعین کون سا تعین ہوگا جو لاتعین کو متعین کرے؟ یہ الفاظ حضرت شیخ ابن عربی اور ان کے متبعین قدست اسرارہم کے مذاق کے موافق ہیں اور اس فقیر کی عبارات میں ایسے الفاظ جو واقع ہیں محض صفت مشاکلہ کے طور پر ہیں بہرحال ہم کہتے ہیں کہ یہ تعین تعین امکانی اور حادث ہے رسول ﷺ نے فرمایا۔

اوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔

دوسری احادیث میں اس نور مقدس کی خلقت کے وقت کا تعین بھی آیا ہے جیسا کہ فرمایا۔

قَبْلَ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ بِاَلْفَیْ عَامٍ

آسمانوں کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال قبل

اور اس قسم کی دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے مخلوق اور مسبوق بالعدم ممکن اور حادث ہوتا ہے جب **حقیقۃ الحقائق** جو کہ سب حقیقتوں سے پہلے ہے مخلوق و ممکن ہو تو دوسری حقیقت بطریق اولیٰ ممکن و حادث ہوگی تعجب ہے کہ شیخ اکبر قدس سرہ العزیز حقیقت محمدیہ بلکہ تمام ممکنات کے حقائق یعنی اعیان ثابتہ پر وجوب کا حکم کیسے لگاتے ہیں اور قدیم جانتے ہیں اور کلام پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کا التزام کرتے ہیں۔ ممکن اپنے اجزاء کے اعتبار سے بھی ممکن ہے اور صورت و حقیقت کے اعتبار سے بھی۔ تعین وجوبی ممکن کی حقیقت کیسے ہوگا؟ حقیقت ممکن یقیناً ممکن ہی ہونی چاہیے کیونکہ ممکن کا واجب تعالیٰ کے ساتھ اس کے سوا کوئی اشتراک و نسبت نہیں کہ ممکن اس کی مخلوق ہے اور وہ خالق اور جب شیخ ان دونوں (واجب و ممکن) کے درمیان تمیز نہیں کرتے اور خود کہتے ہیں۔ لِعَدَمِ التَّمِیْزِ بَیْنَهُمَا (ان دونوں میں امتیاز نہ ہونے کی وجہ سے)۔

تو واجب کو ممکن اور ممکن کو واجب کہنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادیں تو کمال کرم وعفو ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۲۲

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَأْنَا　　اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کھا جائیں تو ہم پر مواخذہ نہ کر۔

سوال۔آپ نے اپنے رسائل میں واجب تعالیٰ اور ممکن میں اصالت اور ظلیت کی نسبت ثابت کی ہے اور ممکن کو واجب تعالیٰ کا ظل ٹھہرایا ہے اور اللہ تعالیٰ کو باعتبار اصل ممکن کی حقیقت کہا ہے کہ وہ اس کے ظل کی طرح ہے اور اس پر بہت سے معارف مرتب کئے ہیں اگر اس اعتبار سے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ بھی واجب کو ممکن کی حقیقت کہیں تو کیا محال لازم آتا ہے اور آپ کو کیونکر ملامت کی جائے گی؟

جواب۔علوم کی جو قسم واجب تعالیٰ اور ممکن کے درمیان ظلیت ثابت کرے جب کے شریعت میں اس کا ثبوت وارد نہیں ہوا تو یہ تمام معارف سکریہ ہیں اور حقیقت معاملہ تک عدم رسائی کا نتیجہ ہیں۔

ممکن چه بود که ظل واجب باشد　　ممکن کی کیا حیثیت کہ واجب کا ظل قرار پائے

اور واجب تعالیٰ کے لئے ظل کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ تولید مثل کا موہم ہے۔اور اصل کی لطافت کے عدم کمال کے شائبہ کی خبر دیتی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد ﷺ کا سایہ کس طرح ہوگا۔خارج میں موجود اور مستقل بالذات واجب تعالیٰ یا اس کی صفات حقیقیہ ہیں ان کے سوا جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا ہے ممکن مخلوق اور حادث ہے کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہیں اور خالق کے ساتھ سوائے مخلوقیت اور اس کی نسبت کے حس کے متعلق شریعت وارد ہے اور کوئی نسبت نہیں ہے۔

اور جہان کی ظلیت کا یہ علم سالک کو راہ سلوک میں بہت کام آتا ہے اور کشاں کشاں اصل تک لے جاتا ہے جب سالک کمال عنایت کے سبب ظلال کی منازل طے کر کے اصل سے واصل ہوتا ہے تو محض فضل خداوندی سے جانتا ہے کہ یہ اصل بھی ظل کا حکم رکھتا ہے اور شان مطلوبیت کے لائق نہیں ہے کیونکہ امکان کے داغ سے داغدار ہے اور مطلوب ادراک اور وصل و اتصال کے احاطہ سے بلند و بالا ہے۔

ہدایت بستم

منازل طے کرنے اپنے اصل تک رسائی اور مراتب نزول کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 عروج کے بعد عارف کا رجوع

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1] کہ جو عارف منازل سلوک طے کر کے اپنے اصل سے واصل ہو چکا ہے جب اسے جہان کی طرف واپس لوٹانا چاہتے ہیں تو ہدایت وارشاد کے لئے نزول سے مشرف فرماتے ہیں تو انوار قدم کی شعاعوں سے ایک نور اس کے دل جو کہ غیب ہویت کا دریچہ ہے میں رکھ دیتے ہیں اور مرتبہ وجود سے مستفاد اس نور کو باقی رکھتے ہیں یہاں تک کہ عارف مکمل طور پر "اس نور سے متلون ہو جاتا ہے" اور اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور طالبین کو بھی اس رنگ میں لے آتا ہے طالب جب تک اس جہان کی قید حیات سے مقید ہے اور بدنی تعلقات کے ساتھ متعلق ہے اس ودیعت شدہ نور کے شعلے سے مسرور ہے اور کلی سے ایک جزئی پر قناعت کرتا ہے اور بموجب

اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ کہ مجاز حقیقت کا پل ہے

مجاز میں بھی جب عشق کمال کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور عاشق اپنی ذات میں معشوق کے نشانات پاتا ہے اور معشوق کے آثار عاشق کی تباہ شدہ عمارت میں ظاہر ہوتے ہیں تو ممکن ہے کہ اس نشان پر خوش ہو کر معشوق سے اعراض کرے جیسا کہ مجنون عامری کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لیلیٰ اس کے سامنے ہوئی مجنوں نے کہا

اِلَیْکِ عَنِّیْ فَاِنَّ حُبَّکِ شَغَلَنِیْ عَنْکِ جایئے اپنی راہ لیجئے آپ کی محبت مجھ پر اس قدر غالب آچکی ہے کہ اس کے سوا کسی کی گنجائش نہیں۔

نظم۔

۱۔ رو رو کہ آنچنانم من	کہ جز عشق تو ندانم من
۲۔ عشق تو اے نگار فرزانہ	آنچناں کرد دردلم خانہ
۳۔ کہ ترا ہم نماند گنجائی	بعد ازیں خو شترم بہ تنہائی

1 جایئے جایئے مجھے آپ کے عشق کے سواء کسی چیز کی خبر نہیں ہے۔

2 اے عقلمند محبوب آپ کے عشق کی میرے دل میں اس طرح سمائی ہو چکی ہے

3 کہ آپ کی گنجائش بھی نہیں رہی لہٰذا اب میں تنہائی پر ہی قناعت کرتا ہوں۔

آمدم برسر مطلب۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۱۹

ہم کہتے ہیں کہ عارف مرجوع سے جو کچھ اس نزول سے مقصود ہوتا ہے جب انجام کو پہنچ جاتا ہے اور اس کے وصال کا وقت قریب آتا ہے اور جس جسم کے ساتھ کچھ عرصہ الفت رہی ہو اس کی رفاقت سے اعراض کرتا ہے اور

اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی اے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ کی رفاقت سے مشرف فرما کی صدا بلند کرتا ہے اس وقت بمطابق۔

اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ کہ موت ایک پل ہے جو دو دوستوں کو ملا دیتا ہے۔

بالکلیہ جناب قدس جَلَّ وعلا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور شہود جزئی کے تنگ کوچہ سے شہود کلی کے وسیع میدان میں خراماں خراماں جا نکلتا ہے۔

واضح ہو کہ ملائکہ کرام علیٰ نبینا وَعلیھم السلام ہر وقت اصل کے مشاہدہ میں ہوتے ہیں اور شہود کلی رکھتے ہیں لیکن انسان کو اس مرتبہ میں جو شہود حاصل ہوتا ہے وہ شہود ملک سے بلند ہے بلکہ عارف کو دنیا میں جو شہود حاصل ہوتا ہے ہمیشہ جزئی ہی ہوتا ہے مگر ایسی خصوصیت رکھتا ہے جو ملائکہ کو حاصل نہیں وہ یہ کہ انسان کے شہود جزئی کو انسان کی جز بنا کر نفس سے رہائی بخشتے ہیں نیز یہ شہود جزئی بقا پاتا جاتا ہے جب کہ ملائکہ کا شہود ایسا نہیں ہے بلکہ وہ باہر سے نظارہ کرتے ہیں اور اپنے شہود سے کچھ حاصل نہیں کرتے۔

شَتَّانَ مَابَیْنَ الْمُشَاھَدَ تَیْن ان دونوں مشاہدوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔

سنئے سنئے مذکورہ بالا عبارت سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے کہ شہود انسان جزئی ہے یہ نزول کی مراتب سے پہلا مرتبہ ہے اور انسان جزئی ہے یہ نزول کے مراتب سے پہلا مرتبہ ہے اور انسان کے مراتب نزول جن سے انسان ممتاز ہے اگر بیان کیئے جائیں اور افضل المخلوقات انسان کے مخفی اسرار و مخصوص کمالات کے جلوے دکھائے جائیں تو ممکن ہے کہ قریبی لوگ دور ہو جائیں اور ملنے والے جدائی کی راہ لے لیں۔

مِنْ بَعْدِ ھٰذَا مَا یَدِقُّ صِفَاتُہٗ
وَمَا کَتْمُہٗ اَحْظٰی لَدَیْہِ وَاَجْمَلُ

اس کے بعد جو کچھ ہے اس کی صفات میں گہرائی ہے اور اس کا چھپانا زیادہ حظ و جمال والا ہے۔

فائدہ نمبر 2 عالم ظلی کے مرکز اور تمام عالم کے اجمالی نقطہ کا ظہور

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمایا کہ کائنات میں ایک نقطہ ہے جو کہ عالم ظلی کا مرکز ہے اور وہی نقطہ تمام عالم کا اجمال ہے اور سارا جہان اس کی تفصیل ہے یہ نقطہ آسمانی سورج کی طرح ہے جس سے آفاق روشن ہوتے ہیں اور جس کو بھی فیض الٰہی کی دولت ملتی ہے اس کے واسطہ سے ملتی ہے اور یہ نقطہ غیب ہویت کے بالمقابل مرتبہ نزول میں واقع ہے ھبوط و اسفلیتک ے اس مرتبہ میں جب تک نزول واقع نہ ہو اس مرتبہ مسمی بہ غیب ہویت تک عروج نہیں ہو سکتا

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۲

اور یہ نزول دعوت و تکمیل کے لیے ہے اور اس نقطہ کے مرتبہ میں واقع نزول میں خیال ہوتا ہے کہ گویا چہرہ جہان کی طرف اور پیٹھ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ اس طرح عالم کی طرف توجہ اور ذات حق تعالیٰ سے انقطاع موت تک ہوتا ہے اور بوقت وصال بالعکس ہو جاتا ہے لیکن ملاقات موت کے بعد ہی ہے پس اس حدیث کے معنی ظاہر ہو گئے،

اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَائِیْ وَاَنَا اِلَیْھِمْ لَاَ شَدُّ شَوْقًا

آگاہ ہو جاؤ میری ملاقات کے لئے ابرار کا شوق بہت طول پکڑ گیا ہے اور مجھے ان کا ان سے زیادہ اشتیاق ہے،

جاننا چاہیے کہ اس مرتبہ میں نزول کے تحقق کے ساتھ سالک اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی مرتبہ نہیں رہتا بلکہ تمام پردے مفقود ہو جاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مفقود ہے اور مکمل طور پر جہان کی طرف توجہ ہے اور یہ مقام دعوت ہے۔

کبھی اس نقطہ سے جو کہ عالم ظلی کے دائرہ کا مرکز ہے اس نقطہ کی طرف نزول واقع ہوتا ہے جو کہ دائرہ عدم کا مرکز ہے اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام علیھم السلام اور آیاتِ خداوندی سے کفر وانکار (طریقت) کا مقام ہے اور اس نقطہ سے دائرہ اصل یعنی دائرہ مقام انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کے مرکز کی طرف عروج واقع ہوتا ہے۔

اور جس نقطہ کا ہم نے ذکر کیا ہے سخت ظلمت والا ہے لہٰذا اس مقام نزول میں اس کو روشن منور کرنے کے لئے نزول بہت ہی عظیم الشان امر ہے۔

اس کے بالمقابل نقطہء اسلام (طریقت) ہے اور یہ وہی نقطہ ہے جس کی طرف نزول ظلمانی کے بعد عروج واقع ہوتا ہے اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اس نقطہ ظلمانیہ کا چراغ ہے۔

فائدہ نمبر 3 آنحضرت ﷺ میں ارشاد و تکمیل سب سے بڑھ کر تھی۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں[1]۔ حمد وصلوٰۃ و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ بلند اذواق و روشن احوال پر مشتمل مکتوب مرغوب نے خوش وقت کیا، سرور دل اور راحت جان کا سامان مہیا ہوا لکھا تھا کہ نسبت محبوبیت اور اس کے اسرار کے باوجود دعوت ارشاد و تکمیل میں روز بروز ترقی ہے ترقی کیوں نہ ہو

اَفْضَلُ الْمَحْبُوبِیْنَ سَیِّدُالْکَوْنَیْنِ ﷺ میں ارشاد و تکمیل والی جہت بہت زیادہ تھی۔

آپ نے لکھا تھا کہ بعض اوقات امور مباحہ کے ملنے سے نزول واقع ہوتا ہے اور جب تک ان امور کا سہارا نہ پکڑا جائے تکمیل کا معاملہ خراب ہو جاتا ہے، بعض رخصتوں اور مباحات کے ارتکاب سے جانب بشریت کی تقویت ملتی ہے جو کہ تکمیل میں مددگار ہے اور عزیمت و مستحب کو بجا لانا جانب ملکیت کو پروان چڑھانا ہے اور بشریت و دعوت کے کمالات سے کچھ حصہ نہیں رکھتا اولیاء مرجوعین نے ان دونوں جانبوں کو مکمل کر کے ملکیت و بشریت کو جمع کیا ہے اور یہ اکابر مراد حق جل وعلا کے ساتھ قائم ہیں۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتوب نمبر ۲۳

لِاَنِّیْ فِی الْوِصَالِ عُبَیْدُ نَفْسِیْ
وَفِی الْھِجْرَانِ مَوْلٰی لِلْمَوْلٰی

اسلئے کہ میں وصال محبوب میں اپنے نفس کا ادنی غلام ہوں اور دوری اومہجوری میں اپنے موالی (آقاؤں) کا مولٰی وغلام ہوں

بیت

ہجر یکہ بود مراد محبوب
از وصل ہزار بار خوشتر

جو ہجر ودوری محبوب کی مرضی کے مطابق ہو وہ ملاپ سے ہزار بار بہتر ہے۔

ایک حدیث شریف کا مضمون اس طرح ہے کہ بے شک اللہ تعالٰی جس طرح عزیمت پر عطا کرنا پسند کرتا ہے اسی طرح رخصت پر نوازنا بھی پسند فرماتا ہے، جاننا چاہیے کہ امر مباح نیتِ صالحہ کی وجہ سے مستحب کا درجہ پالیتا ہے اور رخصت عزیمت بن جاتی ہے سنا ہوگا نَومُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ علماء کی نیند عبادت ہے خصوصًا اللہ تعالٰی کے امر سے وقوع پذیر ہونے والا امر مباح فرائض و واجبات میں داخل ہو جاتا ہے، اس معنی کی تفصیل مکتوباتِ امام ربانی جلد دوم میں واضح اور ظاہر طور پر درج ہے۔

فائدہ نمبر 4 رجوع الی الخلق کے فوائد۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ مرتبہ الرجوع الی الخلق کے فضائل وکمالات بہت زیادہ ہیں۔ صاحب توجہ صاحب رجوع کے سامنے اس طرح ہے جیسے دریائے محیط کے سامنے قطرہ اور یہ رجوع فضائل نبوت میں ہے اور وہ توجہ آثار ولایت سے ہے ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے لیکن ہر شخص کا فہم اس تک رسائی نہیں رکھتا۔

مؤلف رسالہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن فقیر نے پیر دستگیر خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ سنا ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ بعض قرآنی سورتیں عروج کا ثمر بخشتی ہیں اور بعض کی تلاوت سے نزول حاصل ہوتا ہے ان سورتوں کا تعین فرمادیجئے۔

جوابًا فرمایا حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب میں سورۃ الم نشرح کی تلاوت کرتا ہوں تو ایسے رجوع ونزول واقع ہوتا ہے جیسے پتھر بلندی سے نیچے آرہا ہو، عروج کی ثمر آور سورت فی الحال میرے ذہن میں نہیں ہے البتہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ کا عروج میں بہت دخل ہے۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۱۲۳

خاتمہ

بعض خصائص کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 **اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات کو پسند فرماتا ہے اس طرح صفات کو بھی**

حضرت امام ربانیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات کو پسند کرتا ہے اس طرح اپنی صفات کو بھی پسند کرتا ہے اور ان افراد محبت کے دو اعتبار ہیں۔

1 محبیت 2 محبوبیت

کمالات محبوبیت کا ظہور حضرت حبیب اللہ ﷺ میں ہے اور کمالات محبیت ذاتیہ کا اظہار حضرت کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہیا اسماء وصفات کی محبوبیت ان کی مُحِبّیت کی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہے چونکہ اسماء و صفات اور افعال کے ظلال بھی ہیں اس لئے ان اسماء وصفات کے ظلال کی محبوبیت کا اظہار اولیاء محبوبین میں ہوتا ہیں۔

فائدہ نمبر 2

حضرت امام ربانیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔ ذات حق وسبحانہ وتعالیٰ فی حد ذاتہ جمیل ہے اور ذاتی جمال اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے یہ اس طرح حسن و جمال نہیں جو ہمارے لئے مشکوف ومدرک ہو اور ہمارے خیال وعقل میں آئے اس کے باوجود اس ذات میں ایسا انتہائی مقدس مرتبہ ہے کہ یہ حسن و جمال غایتِ عظمت وکبریائی کے باوجود اس مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اور حسن و جمال سے متصف نہیں ہوسکتا یہ تعین اول جو کہ تعین وجودی ہے اس ذاتی جمال وکمال کا تعین ہے اور اس کا پہلا ظل اور اس سے زیادہ مقدس مرتبہ جس میں جمال وکمال کی گنجائش ہی نہیں ہے اس میں کوئی تعین نہیں ہے اس لئے کہ وہ انتہائی عظمت وکبریائی کی وجہ سے کسی تعین سے متعین نہیں ہوسکتا۔

درکدام آئینہ درآید او وہ کس آئینے میں سما سکتا ہے۔

اس کے باوجود اس تعین اول کے دائرہ کے مرکز میں ایک راز اور کیفیت رکھ دی گئی ہے اور اس بے نشان ذات کا نشان اس میں پنہاں کردیا ہے، جب کہ تعین اول ولایت خلیلی کا منشاء ہے علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء علیہم السلام والتحیہ۔

تعین اول جس حسن و جمال ذاتی کا ظل ہے وہ صباحب (سفیدی) سے مشابہت رکھتا ہے اور علم مجاز میں خدوخال کے حسنِ وجمال کے قبیل سے ہے اور مرکز میں ودیعت شدہ راز وکیفیت ملاحت سے مناسبت رکھتی ہے، جو قد کی خوبی اور رخسار کی صباحت سے بلند آنکھ کے حسن اور خال کے جمال سے بڑھ کر ہے یہ ایک ذوقی امر ہے، جب تک ذوق ظاہر نہ ہو یہ بات معلوم نہیں ہوسکتی۔ شاعر کہتا ہے

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی [illegible] مکتوب نمبر ۹۴

آں وارد آں نگار کہ آنست ہر چہ ہست　　آن راطلب کنیدٗ حریفاں کہ آں کجاست

اس بیان سے ان دوولایتوں کے درمیان فرق معلوم کرلیں یہ دونوں ولایتیں اس ذات متعال کے قریب سے پیدا ہوتی ہیں لیکن ایک کا مرجع کمالاتِ ذات ہے اور دوسرے کا معاد محض ذات متعال۔

فائدہ نمبر 3　حضور اکرم ﷺ کے دو اسماء گرامی محمد ﷺ واحمد ﷺ کی تفصیل

حضرت امام ربانیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ہمارے نبی مکرم نور مجسم ﷺ کے دو اسماء گرامی ہیں دونوں قرآن حکیم میں مستعمل ہیں۔ فرمایا،

محمدٌرسول اللہ　　محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی بشارت میں وارد ہوا:

اسمہ احمد　　آپ کا نام احمد ہے

دونوں اسماء مبارکہ کی علیحدہ علیحدہ ولایت ہے

ولایت محمد یہ اگر چہ آپ کے مقام محبوبیت سے پیداء ہوتی ہے لیکن اس جگہ محبوبیت نہیں ہے بلکہ کیفیت محبیت کی آمیزش بھی ہے اگر چہ بالاصالہ آمیزش آپ کے لئے ثابت نہیں ہے لیکن مقام محبوبیت محضہ سے مانع ہے۔

اور ولایت احمد یہ محبوبیت محضہ سے پیداء ہوتی ہے جس میں محبیت کا شائبہ تک نہیں ہے یہ ولایت پہلی ولایت سے آگے اور ایک مرحلہ مطلوب کے قریب تر ہے۔ اور محبّ کو زیادہ پسند ہے۔

محبوب جس قدر محبوبیت میں راسخ ہوگا اس قدر اس سے استغناو بے نیازی کا کمال زیادہ ہوگا اور محبّ کی نظر میں زیادہ خوبصورت دکھائی دے گا نفاست ولطافت اپنے عروج پر ہوگی بہت دفعہ محبّ کو خود میں جذب کر لیتا ہے اور دارفتہ وسرگشتہ بنا دیتا ہے۔

نہ تنہا آفتم زیبائی اوست
بلائے من زنا پروائی اوست

اس کی خوبصورتی ہی میرے لئے آفت نہیں ہے بلکہ اس کی بے نیازی اس سے بڑھ کر مصیبت ہے آفت سے مراد افراطِ عشق ہے جو کہ عاشق کا مطلوب ہے سبحان اللہ اسم احمد بہت ہی بلند اسم ہے جو کہ کلمہ مقدسہ احد اور میم کے حلقہ سے مرکب ہے حلقہء میم عالم بے چوں اللہ تعالیٰ کے انتہائی پنہاں اسرار میں سے ہے۔

عالم چوں میں اس مخفی راز کی تعبیر حلقہء میم کے بغیر کسی اور سے کرنے کی گنجائش نہیں ہے اگر گنجائش ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تعبیر فرماتا۔

۱۔ مکتوبات امام ربانی جلد [illegible]

احد احد ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حلقہء میم بندہ کو مولیٰ سے ممتاز کرنے والا عبودیت کا طوق ہے تو بندہ وہ حلقہ میم ہی ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم کے لئے آیا ہے اور عبد خاص کے اختصاص کا اظہار کیا ہے علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

چوں نام ایں ست نام آور چہ باشد

مکرم تر بود ازہر چہ باشد

جب اسم اس قدر فضیلت رکھتا ہے تو مسمّٰی کتنا بلند ہوگا یقیناً جملہ خلائق سے بلند و بالا ہوگا، ہزار سال کے بعد امور عظام کے تغیر میں اسم مبارک احمد کی جو تاثیر رکھی گئی ہے ولایت محمدی کے معاملہ کو ولایت احمدی کی طرف کھینچا ولایت محمدی ولائیت احمدی کے ہاتھ انجام پذیر ہوئی اور معاملہ عبودیت کے دو طوق سے ایک طوق تک پہنچا اور پہلے طوق میم کی جگہ حرف الف آ گیا جو کہ اس کے رب کی طرف راز ہے یہاں تک کہ محمدؐ احمد ہو گیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

اس کا بیان یہ ہے کہ عبودیت کے دو طوق میم کے دو حلقوں سے عبارت ہیں جو اسم مبارک "محمدؐ" میں مندرج ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ طوق آپ کے دو تعین ہوں علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ ایک تعین جسدی اور دوسرا تعین روحی و ملکی عرض موت کی وجہ سے تعین جسدی میں جس قدر کی واقع ہوئی تعین روحی نے اس قدر قوت پالی لیکن اس تعین کا اثر ہزار سال تک باقی رہا چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کا اثر بھی زائل ہو جائے اور اس کے تعین کا کوئی نشان باقی نہ رہے، جب دوسرا ہزار سالہ دور آیا تو اس تعین کا اکثر باقی نہ رہا ان دو طوق سے ایک طوق کھینچ لیا گیا اور اس پر زوال و فنائیت طاری ہوگئی اور الوہیت کا الف جسے بقاباللہ کے رنگ میں کہا جا سکتا ہے اس کی جگہ بیٹھ گیا تو لازماً محمدؐ احمد ہو گیا اور ولایت محمدی نے ولایت احمدی کی طرف انتقال فرمایا محمد دو تعین سے عبارت ہے اور احمد ایک تعین سے کنایہ ہے اور بس۔

پس یہ نام حضرت مطلق سے زیادہ قریب ہے اور عالم سے زیادہ دور ہے۔

سوال: مشائخ نے جس کو فناء و بقا قرار دیا ہے اور ولایت کے ساتھ مربوط مانا ہے وہ کس معنی کے اعتبار سے ہے اور تعین محمدی میں واقع فناء و بقا کس معنی کے اعتبار سے ہے؟۔

جواب: ولایت سے مربوط فناء و بقا شہودی ہے اور فناء و بقا اس طرح بقا و ثبات نظر کے اعتبار سے ہیں اس جگہ بشری صفات پس پردہ چلی جاتی ہیں زائل نہیں ہوتیں اور اس تعین کا فناء اس طرح نہیں ہے بلکہ اسمیں صفات بشری کا زوال وجودی متحقق ہے اور تعین جسدی سے نکل کر تعین روحی میں ثابت ہے اس جگہ جانب بقا میں یقیناً بندہ حق نہیں بنتا اور بندگی سے باز نہیں آتا لیکن حق تعالیٰ کے نزدیک تر ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ مصاحبت پیدا کرتا ہے اور اپنے آپ سے زیادہ دور ہو جاتا ہے اور اس سے احکام بشری منتفی ہو جاتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ صفات بشری کے انتفاء سے وابستہ عروج محمدی یقیناً آپ ﷺ کو معاملہ سے بلند لے گیا بلند مرتبہ تک پہنچایا اور غیہ وغیریت کی کشاکش سے رہائی دی مگر آپ ﷺ کے امتیوں پر معاملہ بہت تنگ ہو گیا اور مناسبت بشریہ سے وابستہ نور ہدایت کم ہو گیا اور ان پسماندہ لوگوں کے احوال کی طرف توجہ میں کمی آ گئی اور بالکلیہ قبلہ حقیقی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ہلاکت ہے اس رعایا کے لئے جس کا سلطان بالکلیہ اپنے محبوب کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے رعایا کے حال کی رعایت نہیں کرتا۔

اس وجہ سے ہزار سال کے بعد کفر و بدعت کی ظلمتیں غالب آ گئی ہیں اور اسلام و سنت کا نور نقصان پذیر ہوا ہے۔

رَبَّنَا اَتمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغفِرْلَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْرٌ.

اے ہمارے پروردگار ہمارے لئے ہمارا نور پورا فرما دے اور ہمیں بخش دے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

فائدہ نمبر 4 علم ممکن اور علم واجب میں فرق

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں[1]۔

علم ممکن چونکہ نفس عالم میں حصول صورت معلومہ ہوتا ہے اور معلوم سے عالم کے اثر پکڑنے کا سبب ہوتا ہے اس لئے عالم میں تلوّن اور تغیر کا سبب بنتا ہے، جو کہ نقص کو ستلزم ہے اور علم واجب تعالیٰ حصول صورت کی کیفیت سے منزہ و مبرا ہے پس اگر عارف کامل کا علم بوجہ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف ہو جاوٗ۔

اخلاق خداوندی سے متصف ہو جائے تغیر و تاثر سے رہائی پالے اور نقص سے کمال کی جانب آ جائے تو کوئی بعید نہیں ہے اور اس وقت خطرات نفس اور حدیث نفس تو ہوگی لیکن اس سے کوئی تغیر و تاثر واقع نہیں ہوگا جیسا کہ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ قائم کلام قدسی میں ہے یہ معرفت معارف غریبہ اور اسرار مخفیہ سے ہے۔

فائدہ نمبر 5 ایفاءِ عہد۔

حضرت شیخ محمد باقر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ وہی سر ہے جس کا فنائے قلبی کے بیان میں خطرہ دماغ کے رفع کی تحقیق میں وعدہ کیا تھا کہ خاتمہ میں ذکر ہوگا۔

فائدہ نمبر 6 میان عاشق و معشوق رمز یست۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں[2]۔

خیال آیا کہ اس حدیث شریف کی تشریح تحریر کروں۔

---

[1] مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ... [2] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۰۰

اَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ وَاَنَا اَمْلَحُ　　　میرے بھائی یوسف علیہ السلام صباحت رکھتے تھے اور مجھ میں ملاحت ہے۔

رمز و اشارہ سے ایک بات کرنے کا ارادہ تھا مگر دیکھا کہ رمز و اشارہ ادائے مقصود میں ناکافی ہے سامع اس کے ادراک سے عاجز قرآن حکیم کے حروف، مقطعات محبّ اور محبوب کے درمیان حقائق احوال و دقائق اسرار کے رموز و اشارات ہی ہیں مگر انہیں کون پا سکتا ہے حبیب رب العالمین ﷺ کے خدام و غلام، علماء راسخین کے لئے ممکن ہے کہ مخدوم کے اسرار مخفیہ سے بعض کی اطلاع ہو جائے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ مخدوم کی اتباع میں خادم کے ساتھ یہی معاملہ پیش آ جائے اور پس خوردہ کھانے کی صورت میں مخدوم کی دولت خاصہ میں شریک ہو جائے اگر ان اسرار کا کچھ حصہ بیان کرتے تو خائن قرار پائے گا اور اپنے راز کو برباد کر دے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے،

قُطِعَ الْبُلْعُوْمُ　　　کہ اگر میں راز کھول دوں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے

اس کے حق میں صادق آئے گا۔

یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ

میرا سینہ تنگ پڑتا ہے اور زبان چلتی نہیں نقدِ وقت ہے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ اِسْرَا فَنَافِیْ اَمْرِ نَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكَافِرِیْنَ، اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے معاملہ میں جو ہم سے زیادتی ہوئی ہے اس کو معاف کر دے اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور قوم کافرین پر ہماری مدد فرما۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوٰتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعُلٰی وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ التُّقٰی.

مسکۃ الختام لِھِدَایَۃُ الاَنَام

محبوب صمدانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض خصائص کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 <u>محبوب صمدانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص</u>

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں

الحمد للہ وسلام علیٰ عباد الذین اصطفیٰ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں پر
اے میرے مخدوم، مکتوب کے آخر میں لکھا گیا ہے کہ بالمشافہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض معارف خاصہ کا اس درویش سے ذکر کیا جائے مثلاً معارف توحید سے آگے نکل جانا اور مقام جذبہ وسلوک سے بلند پروازی جسے وہ درویش بلا تکلف تسلیم کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے۔ اے میرے عزیز، فقیر نے آنحضرت کے جو امتیازات لکھے تھے وہ دوسرے امور ہیں کہ عقل و وہم کی آنکھ جن کے ادراک سے حیران وقاصر ہے اور بیان کرنے والی زبان ان کے اظہار سے گونگی ہے جن کمالات کا تم نے درمیان میں ذکر کیا ہے ان کمالات وفضائل کے عروج سے بہت نیچے ہیں۔

بلکہ یہ کمال جو کہ کمالات ولایت سے تعلق رکھتا ہے ان کمالات کی نسبت جو کہ کمالات نبوت پر متفرع ہوتے ہیں کسی گنتی اور شمار میں نہیں ہے کاش کہ دریائے محیط کے سامنے ایک قطرہ کا حکم رکھتا ہو یہ کمال اظہار و بیان کے لائق علم کے قبیلہ سے ہے جب کہ وہ امور ایسے اسرار ہیں جن کا چھپانا لازم ہے یہ تو معلوم ہی ہے کہ علوم کی اسرار کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلقت سے وابستہ معاملہ جدا ہے اور ذات وصفات حق تعالیٰ کے متعلق اسرار و دقائق اور نازک مسائل جو لکھے ہیں اور جو تحقیقات و مقالات جداگانہ بیان فرمائیں ہیں ان کا الگ مقام ہے اصالت کے معاملات اور حضرت مجدد قدس سرہ کے خمیر کی تیاری جو کہ حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی خلقت مبارکہ کے بقیہ سے ہے کیا بیان کیا جا سکتا ہے اور آنحضرت قدس سرہ کی مقام محبت ومحبوبیت ذاتیہ سے پیدا ہونے والی ولایت کی کیا نشاندہی کی جائے۔

ہویت کی حقیقتیں جو کہ حضرت مجدد قدس سرہ کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں اور وہ حقیقت غیر متناہی رحمتوں کی خزانہ ہیں جس کا ایک چشمہ اس دنیا میں کھولا گیا ہے اور دوسرا سرچشمہ اگلے جہان کے لئے ذخیرہ کر دیا گیا ہے۔

رحمٰن ورحیم اور ارحم الراحمین کی صفت اس حقیقت سے ظاہر ہوئی ہے نیز حضرت مجدد قدس سرہ نے تعین اول سے ترقی ثابت فرمائی ہے جب کہ دوسرے بزرگوں نے اس سے منع فرمایا ہے اور سیر وسلوک کی انتہا یہاں تک بیان کی ہے اس سے اوپر اطلاق ولاتعین اور ذات محبت کا مرتبہ تصور فرمایا ہے کہ اس بارگاہ میں سیر وسلوک اور علم ومعرفت ممنوع ہے جب کہ آنحضرت قدس سرہ نے اس سے اوپر کتنے ہی مراتب اور تعینات ثابت فرمائے ہیں اور تعین اول کو اس سے کہیں زیادہ بلند لے گئے ہیں اور لاتعین کی کیا بات ہو سکتی ہے حقیقت محمدی، حقیقت قرآنی، حقیقت کعبہ ربانی، حقیقت صلوٰۃ اور ان حقائق سے بالا حقیقت جن کے بیان کرنے میں حضرت مجدد قدس سرہ ممتاز ہیں اور وہ

سب مکتوبات امام ربانی میں درج ہیں۔
کمالات حقیقت ولایت محمدی، ولایت ابراھیمی، ولایت معصومی، ولایت احمدی، کمالات انبیاء خصوصیات رسل اور اولوالعزم پیغمبروں کی فضیلتیں اور تمام بزرگوں کے مبادی تعینات حضرت روح اللہ اور حضرت مھدی موعود کی خصوصیات ملاء اعلیٰ کے مساوی تعینات اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت اور ان کا مبدءِ تعین کو جوانہوں نے بیان فرمائے ہیں کہاں تک لکھا جائے۔

عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالْاَوْلِیَاءِ الصَّلَوٰاتُ وَ التَّسْلِیْمَاتُ وَعَلٰی اِتْبَاعِھِمْ۔

اسی طرح حقیقت صلوۃ کے واصلین کے اقدام میں تفاوت اور اس مقام میں انبیاء کرام علیھم السلام کی مرتبہ وفضیلت اور ان بزرگوں کی چار صفتیں علیھم التحیات اور ان انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت جن کے اسماء مبارکہ قرآن مجید میں مذکور ہیں نیز یہ کہ آنسرور ﷺ کا مقام ان تمام مقامات سے بلند ہے اور وہ حصہ جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو اس مقام سے حاصل ہوا ہے اور اس مقام سے حضرت مھدی موعود علیہ السلام کا حصہ ونصیب منشاء و اصالت اور اپنی ولایت اور حضرت مھدی علیہ الرضوان کی اصالت کی کہاں تک تشریح کی جائے۔
حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اپنے اپنے مرض الوصال میں جو اسرار و دقائق بیان فرمائے، آنسرور ﷺ کے اہل بیت کے کمالات اور اپنی شان کے لائق خدمات اس انداز میں سمجھا جاسکتا ہے حقائق قیومیت و دقائق مقام خلت فضائل محبت، اسرار صباحت و ملاحت ان ہر دو کے حسن و جمال کے امتزاج کا مطالعہ کیا ہی ہوگا حروف مقطعات کے اسرار جس کی طرف سطور بالا میں اشارہ ہو چکا ہے وہ بے کنارہ دریا ہے جو کہنے سننے میں نہیں آسکے اور یہ اسرار سربستہ ہی جاتے رہے۔
اے میرے مخاطب آپ نے جو لکھا ہے کہ وہ درویش اپنے مکشوفات کو آنحضرت قدس سرہ کے معارف کے برابر جانتا ہے۔ آنحضرت قدس سرہ کے معارف کے سمجھنے بلکہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی اصطلاح سمجھنے میں بات کرتا ہے اسے سمجھنا کئی مرحلے دور کی بات ہے ان کی برابری ڈھونڈنا محض ایک خیال ہے جو کہ نادانی و خام خیالی ہے بہت دفعہ نادان آدمی جہل مرکب کی بناء پر بعض خوابوں پر اعتماد کرتے ہوئے توہمات فاسدہ میں پڑ جاتے ہیں اور ان لوگوں کو راہِ ہدایت سے ہٹا دیتے ہیں خود گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا اپنی استعداد بھی ضائع کر دی اور دوسروں کی بھی۔
یہ برابری تلاش کرنا اوراک کی فرع ہے بلکہ اس تصور کی فرع ہے جو وقوع پذیر نہیں ہوا۔
برابری کہاں اور مساوات کہاں۔
بخواب اندر مگر موشے مشتر شود ہوسکتا ہے کہ خواب میں چوہا بھی اونٹ نظر آئے۔

فائدہ نمبر 2 مکتوبات امام ربانی دفتر ثالث کے خطبہ کا اقتباس۔

ان سلیم الطبع ناظرین کا حال و وقت کتنا مبارک ہے کہ جب ان کی نظر ان تحریروں (مکتوبات شریفہ) پر پڑتی ہے جو کہ اسرار و حکم کا سواد اعظم ہیں تو وہ لوگ تعلیم الٰہی سے اس روشنائی سے حضور قلب کی امداد پاتے ہیں اور اس سواد (روشنائی) سے سویدائے دل کو منور کرتے ہیں ان مستقیم الاحوال پڑھنے والوں کا انجام اور مآل کس قدر عمدہ ہے کہ جب ان کی زبان اس عظیم قلزم سے آشنا ہوتی ہے تو یہ الہام سبحانی

ان کی جان انتہائی مٹھاس اور گہری مستی میں گم ہو جاتی ہے۔

ان پاک طبع ہم جنسوں اور نیک اعتقاد ذی استعداد حضرات کو مرحبا کہ جب انتہائی دقت وخفا سے ان طور عقل سے بلند نکات و رموز کے جمال سے ان پر پردہ نہیں کھلتا تو وہ اسے عدم یافت اور اپنی دریافت میں تقصیر پر حمل کرتے ہوئے صدقنا (ہم تسلیم کرتے ہیں) کی راہ اختیار کرتے ہیں کہ ان کو ان کے سوا کوئی اور نہیں جانتا، کہتے ہوئے تمام کو مان لیتے ہیں۔

افسوس ہے ان ٹیڑھی نظر والے پڑھنے والوں اور عیب جو سننے والوں پر کہ الہامات غیبیہ میں سے جو چیز ان کی سمجھ میں آ جائے اور ان کی طبیعت کے مطابق واقع ہو تو اسے صاحب کلام کی مہارت کلامی اور خیالی تراش ونقاشی پر حمل کرتے ہیں۔ اور ان امور میں سے جو چیز ان کی سمجھ میں نہ آئے یا موافق طبع نہ ہو تو وہ اپنی نظر کی کوتاہی کے پیش نظر زبان درازی شروع کر دیتے ہیں اور

اَلمرءِ لَاْ یَزالُ عدوٌ الِمَاجَهَلَ

کہ آدمی جس چیز سے ناواقف ہو اس کا دشمن ہوتا ہے کے حکم کے مطابق جنگ کا طبل بجا دیتے ہیں وہ یہ نہیں جاتے کہ یہ بلند مرتبہ جماعت ان اسرار مخفی کے بیان میں خود درمیان میں نہیں ہے۔

ایشاں نیند این ہم الحان زمطرب ست یہ خود کچھ نہیں ہیں یہ سب مطرب کا نغمہ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے برادران کو اپنے پوشیدہ عیب اور پاک دل صفا کیش حضرات کے غیبی اسرار دیکھنے کو توفیق عطا فرمائے اور ان اسرار کے جاننے والے مخلصین کے متعلق دل کے پاؤں پر مکر وفریب کی بیڑیاں اور دل کی گردن پہ کھوٹ کا طوق رکھتے ہیں، اس سے رہائی عطا فرمائے۔

<u>فائدہ نمبر 3 دعائے استفادہ</u>

حضرت سیدنا عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی کے کلمات میں وارد ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ہم ایسے مہجوروں کو ان معانی کی تصدیق کی دولت سے نوازے اور اس گھاٹ سے جام نوش کرنے کی سعادت بخشے۔

نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل امجاد کے توسل ووسیلہ سے علیہ وعلیھم الصلوات والبرکات الی یوم التناد

تاریخ اتمام۔

اس برکات انجام رسالہ کے اختتام کے بعد بعض اصحاب فیض والہام نے اس مبارک فرجام کتاب کے نام کی مناسبت سے یہ تاریخ اتمام ذکر فرمائی

الحق کہ رسالہ ما کنز الھدایات آمدہ

اس نعمت کاملہ اور اس کی تمام نعمتوں پر ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور صلاۃ وسلام ہو افضل الرسل اور سید الانبیاء پر ان کی آل و اصحاب واحباب پر اور تمام انبیاء ومرسلین اور ملائکہ مقربین پر اور تمام اہل اطاعت پر۔ تیری رحمتوں کا صدقہ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

کحل الجواھر

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور (صلاۃ و) سلام ہو اس کے برگزیدہ بندوں پر

حمد و صلاۃ کے بعد۔

جب سالک اپنی ہستی اور خود پرستی کے حجاب سے باہر نکل آتا ہے اور اس کی باطنی آنکھ معرفت کے کحل الجواھر سے سرمگین ہو جاتی ہے تو آیہ کریمہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ وَ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

یعنی تمھارے نفسوں میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں کو کیا تم بس بصیرت کی آنکھ سے نہیں دیکھتے، کے مطابق اس کے نفس میں ودیعت شدہ آیات کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کے بعد مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے تقاضے کے مطابق بارگاہِ قدس میں داخل ہو جاتا ہے۔

قالب انسانی میں جو حقائق و آیات پوشیدہ ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے پوری توجہ سے سماعت فرمائیں واضح ہو کہ انسان جو کہ عالم صغیر ہے دس اجزاء سے مرکب ہے۔ جن اجزاء کے اصول عالم کبیر میں ہیں اور عالم کبیر مجموعہ کائنات ہے خواہ اس کا تعلق (عالم) خلق سے ہے یا (عالم) امر سے ان اجزاء میں سے پانچ عالم خلق سے تعلق رکھنے والے ہیں جو کہ نفس اور اربعہ عناصر (ہوا، آگ، پانی اور مٹی) ہیں اور عالم امر سے تعلق رکھنے والے بھی پانچ ہیں جو کہ یہ ہیں

1۔ قلب 2۔ روح 3۔ سِرّ 4۔ خفی 5۔ اخفیٰ

جیسا کہ چار عناصر کے اصول عالم خلق میں موجود ہیں اسی طرح لطائفِ خمسہ کے اصول عالم امر یعنی فوق عرش ولا مکاں میں ثابت و متحقق ہیں۔

عرش اعظم کے اوپر اور دوسرے اصول کے نیچے اصل قلب ہے اس لئے قلب کو عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ بھی کہتے ہیں اصل قلب سے اوپر اصل روح ہے اور اس کے اوپر اصل سِرّ اس سے بلند اصل خفی ہے اور اس سے فوقیت میں اصل اخفیٰ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی بالغ حکمت کے مقتضیٰ کے مطابق انسان کو اس انداز میں مرکب کرنا چاہا تو جسم کو درست کرنے کے بعد ان

لطائف خمسہ کا اس جسمانی عنصر کے ساتھ تعلق اور عشق پیدا کرتے ہوئے انہیں فوق عرش سے نیچے لاتے ہوئے ہر ایک کے مناسب مقام پر اسے قرار بخش دیا۔

لطیفہ قلب۔

لطیفہ قلب کو بائیں پستان کے نیچے صنوبری شکل کے گوشت کے ٹکڑے میں جگہ عنایت فرما دی اسے صنوبری اس بنا پر کہتے ہیں یہ صنوبر (گاجر) کی طرح مقلوب (الٹا لٹکایا ہوا) ہے اس لطیفہ کی اصل الاصل اللہ تعالیٰ کی صفتِ اضافیہ ہے جسے فعل و تکوین کہتے ہیں اس لطیفہ کا کمال یہ ہے کہ سالک حق جَلَّ جلالہٗ کے فعل میں فانی و ناپید ہوتے ہوئے اس فصل سے بقا پالیتا ہے اور اس دور میں سالک خود کو مسلوب الوصل (اپنے فصل سے خالی) پاتا ہے اور اپنے افصال کو حق تعالیٰ سے منسوب کرتا ہے اسی چیز کو بطور کنایہ فنائے قلب اور تجلی فصلی کہتے ہیں اس کی علامت اور دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے غیر کے ساتھ علمی اور حبی تعلق باقی نہیں رہتا اور قلب دل اللہ تعالیٰ کے ماسواء مکمل طور پر اور بالکل فراموش کر دیتا ہے۔ اس حد تک کہ اگر وہ سالہا سال تک بھی ماسوی اللہ کو یاد کرنے کی کوشش کرے اور تکلف سے کام لے تب بھی ماسویٰ اللہ ایک لحظہ کے لئے بھی یاد نہیں آئے گا۔

اس وقت جب کہ چیزوں کا علم اس سے زائل ہو جاتا ہے تو چیزوں کی محبت بطور بطریق اولیٰ سامان سفر باندھ لیتی ہے۔ جب سالک فنائے قلب کی دولت سے مشرف ہو جاتا ہے تو اولیاء کرام علیھم الرحمہ کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے یہ فنائے قلب اس وقت تک میسر نہیں آئے گی جب تک سالک دائرہ امکان جو کہ مرکز فرش سے عرش اور عالم امر کے منتہائے عبارت ہے کو اور صوفیاء عالی مقام کے بیان کردہ مراتب عشرہ (توبہ، انابت، زہد، ریاضت، ورع، قناعت، توکل، تسلیم، صبر اور رضا) کو طے نہیں کر لیتا۔

لطیفہ قلب کے نور کو زرد رنگ کا بیان کرتے ہیں اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زیر قدم ہے جو سالک آدمی المشرب ہوگا اس کو بارگاہ قدس میں وصول و رسائی اسی لطیفہ سے نصیب ہوگی۔ ماسواء شیخ کامل کی توجہ اور کوشش کے۔

اس مشرب والے سالک کو ولایت کے پانچ درجوں میں سے ایک درجہ تک وصول کی استعداد حاصل ہوگی ماسوائے اس کے کہ کوئی عارضہ درپیش نہ ہو۔

لطیفہ روح۔

لطیفہ روح لطیفہ قلب سے زیادہ لطیف ہے یہ راستبازوں کے زیادہ مناسب تھا اس لئے اسے دائیں جانب پستان کے

نیچے جگہ عطا کی گئی اس لطیفہ کی اصل الاصل حق تعالیٰ شانہ، کی صفات ثبوتیہ ہیں اور فعل الٰہی کی نسبت ایک قدم ذات حق کے زیادہ قریب ہے۔

سالک اس لطیفہ کی فنا جو کہ صفاتی تجلی سے مربوط ہے، تک وصول کے بعد اپنی صفتوں کو اپنے آپ سے سلب شدہ پاتا ہے بلکہ جناب قدس جلّ وعلا سے منسوب پاتا ہے، سرخ رنگ کا ذکر کرتے ہیں اس لطیفہ کی ولایت اس لطیفہ کا نور۔

حضرت نوح اور حضرت ابرہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زیر قدم ہے جو سالک نوحی اور ابراہیمی مشرب والا ہوگا اس کو اسی لطیفہ کے ذریعے بارگاہ قدس میں باریابی نصیب ہوگی، جبکہ پہلے مراتب قلب طے کر چکا ہو۔

اس مشرب کے حامل سالک کو ولایت کے پانچ درجوں میں سے دو درجوں کی استعداد حاصل ہو چکی ہے جب کہ کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔

لطیفہ سّر۔

لطیفہ سّر لطیفہ روح سے زیادہ لطیف ہے اسے سینہ کے وسط میں روح کی طرف تھوڑی سی اوپر جگہ دی گئی ہے اس لطیفہ کی اصل الاصل شیونات ذاتیہ ہیں جو کہ ایک قدم مزید ذات واجب الوجود کے قریب ہیں اس لطیفہ کی فنا شیونات ذاتیہ کی تجلی پر موقوف ہے۔

اس لطیفہ کے نور کو سفید رنگ کا نشان دیا گیا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے صلوات اللہ علیٰ نبینا وعلیہ۔

جو سالک موسوی المشرب ہوگا اسے بارگاہ خداوندی میں وصول اور رسائی اسی لطیفہ کے ذریعے ہوگی پہلے لطائف طے کرنے کے بعد اس مرتبہ کے حامل سالک ولایت پنجگانہ سے تین مرتبوں کے حصول کی استعداد حاصل ہو جاتی ہے سوائے کسی عارضہ کی رکاوٹ کے۔

لطیفہ خفی۔

لطیفہ خفی لطیفہ سّر سے زیادہ لطیف ہے اس کا مقام سینہ کے درمیان قلب کی جانب تھوڑا سا بلند ہے اس لطیفہ کی اصل الاصل صفات سلبیہ تنزیہیہ ہیں جو کہ شیونات ذاتیہ سے بلند ہیں اس لطیفہ کی فناء انہیں صفات کے وصول سے وابستہ ہے اس لطیفہ کی رنگت سیاہ بیان کرتے ہیں۔

اس لطیفہ کی ولایت حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زیر قدم ہے جو سالک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر

قدم ہوتا ہے اسے بارگاہ قدس میں رسائی اسی لطیفہ کے ذریعے نصیب ہوتی ہے پہلے لطائف طے کرنے کے بعد ماسوائے قسر قاسر کے (بغیر کسی رکاوٹ کے) اس مشرب والے سالک کو ولایت کے پانچ درجات میں سے چار درجات کی استعداد حاصل ہو چکی ہے۔

لطیفہ اخفیٰ۔

یہ لطیفہ علم عالم امر کے تمام لطائف میں سے زیادہ حسین وجمیل اور ذات کبریائی کے زیادہ قریب ہے۔ اور حضرت اجمال کے ساتھ مناسبت تامہ رکھتا ہے، اسے سینہ کے وسط حقیقی میں جگہ عطا کی گئی ہے۔ اس لطیفہ کی اصل الاصل وہ مرتبہ ہے جو تنزیہہ اور احدیت مجردہ کے درمیان برزخ کی مانند ہے۔

اس لطیفہ کی فنا اسی مرتبہ مقدسہ کی تجلی کے ساتھ مربوط ہے۔ اس نفیس لطیفہ کو سبز رنگ کا بیان کرتے ہیں اور اس لطیفہ شریفہ کی ولایت حضرت سیدنا رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے اس مرتبہ عالی والے سالک کو ولایت کے پانچوں مراتب کے حصول کی بالذات استعداد حاصل ہے۔

حضرت قطب الاقطاب (خواجہ محمد معصوم) سلمہ ربہ (قدس سرہ) کی ترجمان الہام زبان سے میں نے سنا آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس طرح گوہر افشانی فرمائی کہ عکس کے وقت صبح کی نماز ادا کرنا فناءِ اخفیٰ کا فائدہ دیتی ہے۔

واضح ہو کہ عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج دائرہ اولیٰ تک ہے جو کہ ولایت کبریٰ ہے اور یہ تین دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے جب اس دائرہ سے اوپر جاتے ہیں تو اصل الاصل کے دائرہ میں سیر واقع ہوتی ہے، اور معاملہ اپنے نفس سے جا پڑتا ہے اور نفس فناءِ اتم کے حصول، بقاءِ اکمل، شرح صدر، اسلام حقیقی، حصول اطمینان اور مقام رضاء تک ترقی کے شرف سے مشرف ہو جاتا ہے، اس کے بعد ولایت علیا میں سیر واقع ہوتی ہے اور معاملہ تین عناصر ناری، آبی اور خاکی سے جا پڑے گا اور بفضل الٰہی اس سے ترقی نصیب ہوگئی تو کمالات نبوت میں سیر کی توفیق حاصل ہوگی اور معاملہ جزء ارضی سے جا پڑے گا اور اگر یہاں سے ترقی واقع ہوئی خواہ کمالات رسالت میں ہو یا حقائق ثلثہ یعنی حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ سے تو معاملہ عالم خلق اور عالم امر کے دسوں اجزاء کے مجموعہ سے وابستہ ہوگا جو کہ کمالات سابقہ، مذکورہ کے حصول کے بعد ہوگا اس کے بعد معاملہ ہماری اور تمہاری عقلوں سے ماوراء ہے۔

اللہ تعالیٰ محض اپنی بے انتہاء مہربانی سے ان کمالات سے بہرہ ور فرمائے۔

اِنَّهٗ تَعَالٰی قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ

بحمد اللہ تعالیٰ وسبحانہ اور بطفیل حضرت عالی درجات قدس سرہ العزیز ان مراتب مذکورہ اور دیگر معاملات جو ان کی نسبت اس قدر بلند ہے جیسے آسمان زمین کی نسبت استعداد کے مطابق بلکہ استعداد سے بڑھ کر نوازا گیا، اس ذرے کو خاک مذلت سے اٹھا کر آفتاب کے برابر کر دیا ان مراتب کا شکر اگر لاکھ زبان کے ساتھ ہزار سال تک ادا کریں تب بھی ایک ہزار میں سے ایک بھی نہیں ہوگا۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمُنَزِّ لِمَا يَلِيقُ بِشَانِهٖ و بحرمته وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ آلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ التَّقٰى.

ان باتوں کا اظہار اگر چہ فخر ومباہات کا وہم پیدا کرتا ہے لیکن بموجب اظہار النعمۃ من الشکر کہ نعمت کا اظہار بھی شکر کا حصہ ہے خصوصاً مخلص دوستوں کے سامنے جو کہ اسرار سے واقف اور اخیار کے ارشادات کے مشتاق ہیں، کے سامنے ذکر کرنا شکر کا ہی حصہ ہے چند باتیں ضبط تحریر میں لائی گئیں ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَانَا بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں تو ہم پر موخذاہ نہ فرمانا بوسیلہ ہمارے سید ومولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ نبی امّی ہیں آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود وسلام ہو۔

اس رسالہ مصحح و ناشر حضرت شیخ نور احمد نقشبندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ حضرت مولانا ومرشدنا شیخ المشائخ الحافظ القاری الحاج عبداللہ شاہ ابوالخیر دہلوی ادام اللہ ظلّہٗ علی روس العالمین کے کتب خانہ سے نقل کیا گیا۔

وجود ش ہمہ خیر آمد پدید　　بایں مشکل خیر مجسم کہ دید

فتد چشم لطفش بنا قص اگر　　کند کامل دہر از یک نظر

ترجمہ 1۔　ان کا وجود مسعود سراسر خیر ظاہر ہوا ہے۔ جو اس خیر مجسم کی شکل میں نظر آرہا ہے۔

ترجمہ 2۔　ان کی نگاہ لطف وکرم اگر ناقص پر پڑ جائے تو اسے ایک ہی نظر میں کامل زمانہ بنا دیتی ہے۔

محمد ﷺ

محسنِ انسانیت، رحمۃ للعلمین، باعثِ تخلیقِ کائنات، شہنشاہِ کونین، حضور پُرنور
شافع یوم النشور احمد مجتبےٰ حضرت محمد ﷺ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور
نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لیے

ماہانہ محفلِ میلاد

زیرِ سرپرستی، فخر المشائخ
حضرت صاحبزادہ میاں **جمیل احمد** شرقپوری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

زیرِ اہتمام، صوفی **غلام سرور** نقشبندی مجددی
دیگر اراکین انجمن غلامانِ مصطفےٰ رجسٹرڈ

بمقام: **جامع مسجد قادریہ شیر ربانی** ۱/۲۱ ایکڑ سکیم
نیو مزنگ سمن آباد
لاہور

محفلِ ذکر

مسجد ہذا میں ہر اتوار کو نمازِ فجر کے ایک گھنٹہ بعد ختم خواجگان، ختم مجددیہ اور ختم معصومیہ پر مشتمل ایمان افروز روح پرور محفل زیرِ اہتمام صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی نہایت عقیدت و احترام سے منعقد ہوتی ہے۔

ہر انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ کو موسم سرما میں بعد نمازِ عشاء اور موسم گرما میں بعد نمازِ مغرب منعقد ہوتی ہے۔ اس تقریب سعید کے موقع پر ممتاز ماہرِ تعلیم پروفیسرز ڈاکٹرز اور ممتاز ریسرچ سکالرز مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

درسِ قرآن مجید

ممتاز ماہرِ تعلیم، مفسرِ قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ سائنس کالج لاہور ہر اتوار کو محفلِ ذکر کے فوراً بعد جامع مسجد ہذا میں درسِ قرآن حکیم دیتے ہیں

برادرانِ اسلام سے پُرزور اپیل کی جاتی ہے کہ ان ماہانہ اور ہفت روزہ محافل میں شرکت فرمائیں

منجانب: بزمِ جمیل غلامانِ شیر ربانیؒ ۲۱ ایکڑ سکیم سمن آباد لاہور